ماہنامہ

# جہد حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JUHD-E-HAQ - June 2017 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 24......شمارہ نمبر 06......جون 2017

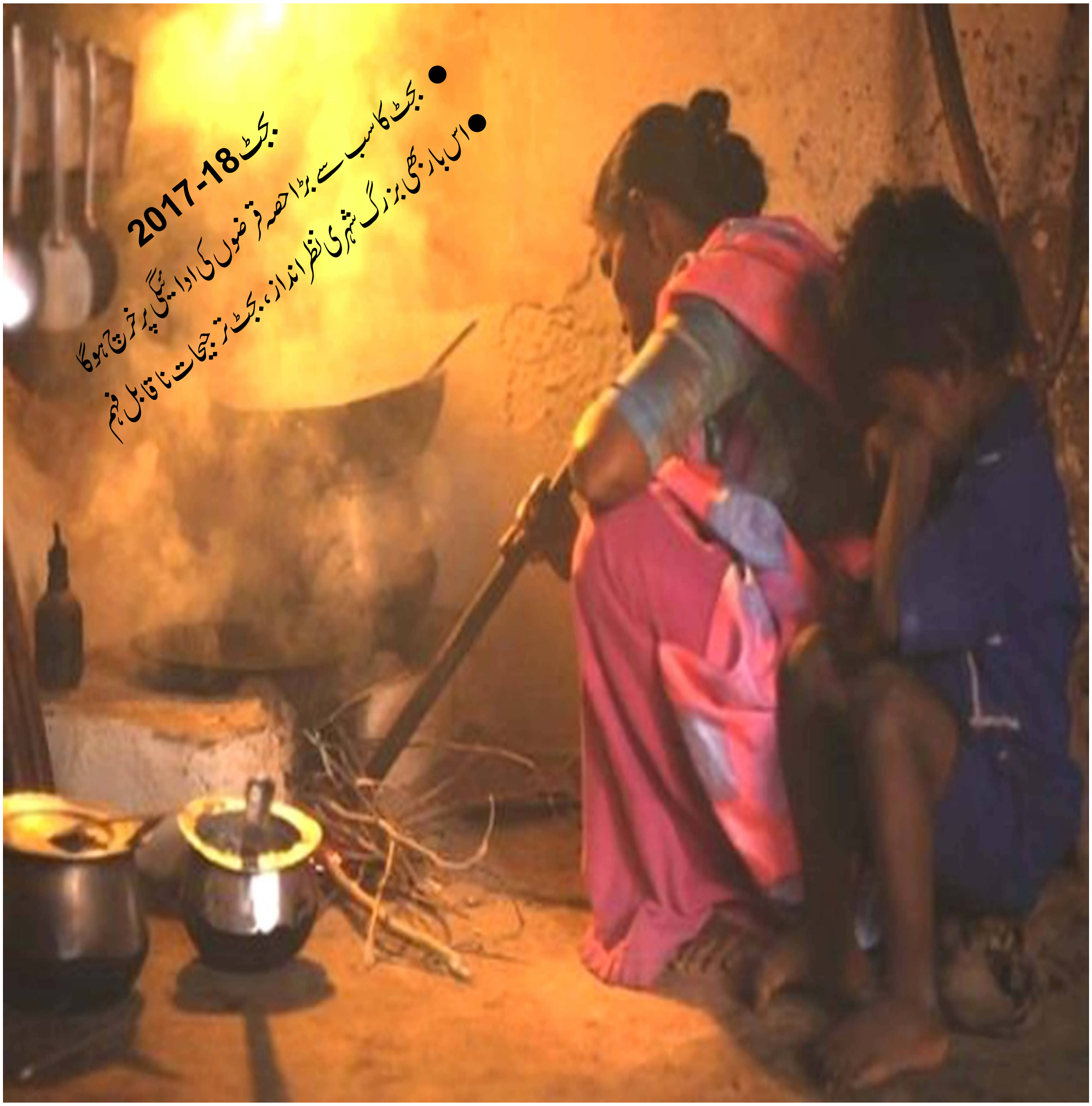


## کیا 15 ہزار میں پورا مہینہ گھر چلایا جاسکتا ہے؟

16 مئی 2017، اسلام آباد:

''پارلیمان میں مذہبی اقلیتوں کی مؤثر نمائندگی کی راہ میں مشکلات''

پر مشاورت کا اہتمام کیا گیا

25 مئی 2017 کو اسلام آباد میں ایک مشاورت بعنوان ''کیلاش برادری کو درپیش مشکلات اور آگے بڑھنے کا راستہ''

# بدین میں اغواء ہونے والے چار سیاسی کارکنوں کی بازیابی کا مطالبہ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے بروز ہفتہ اوراتوار ضلع بدین میں چار سیاسی کارکنوں کی مبینہ جبری گمشدگی کی مذمت کی ہے۔

پیر کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ہفتے کو رات گئے اور اتوار کو علی الصبح ضلع بدین کے چار مختلف دیہاتوں میں تقریباً ایک ہی وقت میں چار سیاسی کارکنوں کو اغواء کیا گیا جس پر ایچ آر سی پی کو شدید تشویش ہے۔ جبری گمشدگی کا شکار ہونے والوں کے نام رضا جروار، علی احمد بگھیو، شادی خان سومرو اور عبدالعزیز گرگیز ہیں۔ ان چاروں کے اہل خانہ نے پولیس اہلکاروں اور سیاح یا گہرے نیلے رنگ کے لباس اور سویلین کپڑوں میں ملبوس اہلکاروں کے ان کے رشتہ داروں کو زبردستی ساتھ لے جانے کی ملتی جلتی روداد سنائی ہے۔

''مغویان کی سلامتی اور فوری بازیابی کے متعلق ان کے اہل خانہ کی تشویش تو واضح ہے تاہم ایچ آر سی پی کی تشویش کی خاص وجہ یہ ہے کہ سیاسی کارکنوں کو مختلف دیہاتوں سے ایک منظم انداز میں اٹھایا گیا ہے۔

'' کارکنوں کی سیاسی وابستگی اور شناخت کی بنیاد پر ان کے خلاف کارروائی کرنا جمہوریت کی روح کے منافی ہے۔

''ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ مغویوں کی فوری اور بحفاظت بازیابی کو یقینی بنایا جائے اور پولیس اہلکاروں اور دیگر اہلکاروں سمیت چاہے وہ وردی میں تھے یا سادہ کپڑوں میں، مجرموں کے اس اقدام کی مکمل تحقیقات کی جائے۔ سیاسی طور پر متحرک شہریوں کو اطمینان دلانے کا یہ واحد راستہ ہے اور یہ ہی وہ طریقہ ہے جس سے اس موذی مرض کو سندھ میں مزید پھیلنے سے روکا جاسکتا ہے اور پاکستان کو مزید بدنام ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔''

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 29 مئی 2017]

# اظہار رائے پر بے جا پابندیاں جمہوریت اور معاشرے کے لیے تباہ کن ہیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اظہار رائے پر بے جا پابندیوں اور خوف وہراس کی فضا پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور حکومتی نمائندوں کی طرف سے ایسے بیانات کو بھی تشویشناک قرار دیا ہے کہ سوشل میڈیا پر مسلح افواج کے خلاف ہتک کے کسی بھی گمان کی بنیاد پر کارروائی کی جائے گی۔

جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی کو اظہار رائے کی آزادی کے حوالے سے موجودہ فضا پر شدید تشویش لاحق ہے۔ خصوصی طور پر اس تشویش کے موجب دو وفاقی وزراء کے وہ بیانات ہیں، جن میں سے ایک میں کہا گیا ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے فوج کی 'تضحیک' کرنے والوں کے خلاف سائبر کرائم قانون کے تحت سخت کارروائی کی جائے گی جبکہ دوسرے بیان میں وفاقی تحقیقاتی اتھارٹی (ایف آئی اے) کو ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

ایچ آر سی پی کا حکام سے مطالبہ ہے کہ رائے، اظہار اور معلومات کی آزادی پر کسی بھی قسم کی پابندی عالمی میثاق برائے شہری وسیاسی حقوق (آئی سی سی پی آر) اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 19 کی مطابقت میں ہونی چاہیے۔ آئین بذات خود کہتا ہے کہ شق نمبر 19 کے تحت دی گئی آزادیوں پر کسی بھی قسم کی قدغن معقول ہونی چاہیے اور صرف کسی جائز قانون کے تحت نافذ العمل ہوگی۔

رواں ہفتے، پارلیمان کو دی گئی معلومات کے مطابق، حالیہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد سے لے کر اب تک، ایف آئی اے کا سائبر کرائم ونگ تقریباً 900 افراد کے خلاف مقدمات درج کر چکا ہے۔

اس تناظر میں، ایچ آر سی پی پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے اس اقدام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ انہوں نے اس مسئلے کو اجاگر کیا کہ سائبر کرائم قانون کو سیاسی انتقام اور کارکنوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے ناجائز استعمال کیا جارہا ہے اور اسے جمہوری معاشرے کے لیے ناقابل قبول قرار دیا۔ ایچ آر سی پی پُرامید ہے کہ دیگر سیاسی جماعتیں بھی اس مسئلے کو اجاگر کریں گی اور سیاسی کارکنوں، بلاگرز، صحافیوں اور سول سوسائٹی کے دیگر کارکنوں پر بے جا پابندیوں اور خوف وہراس کے خاتمے کا مطالبہ کریں گی۔

# فہرست


| | |
|---|---|
| ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیزیں | 3 |
| مشعال کو قتل کرنے والے ہاتھ | 5 |
| مذہب کے نام پر استحصال کی چند مثالیں | 7 |
| میڈیا کا نوحہ | 8 |
| اقلیتیں | 9 |
| خواتین | 10 |
| بچے | 11 |
| مزدوروں کا عالمی دن | 12 |
| غربت وافلاس کے سامنے جنون اور شوق کی جیت | 14 |
| 'کچرا دو، تعلیم عام کرو' | 15 |
| قائداعظم سے دھونس اور اشتعال کی ثقافت تک | 16 |
| ''آئین جواں مرداں'' کیا ہے؟ | 17 |
| جمہوریت کو برداشت کریں | 18 |
| فاٹا کا انضمام اور اس کی پیچیدگیاں | 19 |
| محصور شہر سے لکھی احتجاجی عرضداشت | 20 |
| ذہنوں اور کیمپس پر دھول اڑ رہی ہے | 21 |
| جنسی تشدد اور عام آدمی | 22 |
| ہم 'جنڈی' کے کاریگر ہیں | 23 |
| تعلیم/قانون نافذ کرنے والے ادارے | 25 |
| صحت | 26 |
| گلگت بلتستان کے ضلع غذر میں خودکشی کے بڑھتے ہوئے واقعات | 27 |
| خودکشی کے واقعات | 29 |
| اقدام خودکشی | 35 |
| کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا | 40 |

عوامی اہمیت کے معاملات پر تبصرہ کرنے کی صلاحیت جمہوریت کی روح ہے اور رائے اور اظہار کی آزادی پر پابندیاں عائد کرنا معاشرے کے لیے تباہ کن ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ حکام اس امر کا احساس کریں گے کہ ان کے رویے سے اظہار رائے کی آزادی سے مخاصمت کا گمان ہوتا ہے۔ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ یہ مخاصمت دانستہ نہیں ہے۔

''آخر میں، ایچ آر سی پی نہایت عاجزی کے ساتھ اس نقطے پر زور دینا چاہتا ہے کہ کسی بھی قسم کی آراء یا تنقید سے ماورا ہونے کی خواہش مسلح افواج یا کسی بھی دوسرے عوامی ادارے کے لیے مفید ثابت نہیں ہوگی بلکہ ایسی کسی بھی خواہش سے قومی اداروں کو نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔19 مئی 2017]

## گلگت۔بلتستان میں انسداد دہشت گردی قانون کے چوتھے شیڈول سے 47 ناموں کا اخراج قابل ستائش اقدام ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے گلگت۔بلتستان میں انسداد دہشت گردی قانون کے چوتھے شیڈول کی فہرست سے 47 افراد کے نام حذف کرنے کے حکومتی اقدام کو خوش آئند قرار دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ جن لوگوں کے نام فہرست میں بدستور موجود ہیں انہیں منصفانہ سماعت کا موقع فراہم کیا جائے۔

بروز جمعرات جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی محکمہ داخلہ، گلگت۔بلتستان کے ایک حالیہ نوٹیفکیشن کو مثبت قدم قرار دیتا ہے جس میں ان 47 افراد کے نام چوتھے شیڈول سے نکالنے کا حکم دیا گیا ہے جن پر نظر رکھی جا رہی تھی۔

''گزشتہ برس گلگت۔ بلتستان کا دورہ کرنے والے ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کو کئی کارکنوں نے بتایا کہ علاقے میں حکومتی ایجنسیاں گلگت۔بلتستان میں امن وامان کو سبوتاژ کرنے والے گروہوں کے ساتھ مبینہ تعلقات کے الزام میں ان کے نام چوتھے شیڈول میں ڈال کر اُن کی نگرانی کرتی ہیں۔

''ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کو بتایا گیا تھا کہ ایجنسیوں نے جن افراد کا نام چوتھے شیڈول میں ڈالا تھا اُن کے لیے یہ لازمی قرار دیا گیا تھا کہ وہ مقامی پولیس اسٹیشنوں کو اپنی نقل وحرکت سے آگاہ کیا کریں اور کبھی کبھار تو ایسے اشخاص حکام کو مطلع کیے بغیر اپنے آبائی ضلع سے باہر نہیں جا سکتے تھے۔ان ہدایات کی پاسداری نہ کرنے کا نتیجہ گرفتاری پر منتج ہو سکتا تھا۔

''ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ تمام شہریوں کے پرامن احتجاج کے حق اور بنیادی آزادیوں، خاص طور پر انجمن سازی اور اظہار رائے کی آزادی کا احترام کیا جائے اور ان آزادیوں کا استعمال زیادہ سہل بنایا جائے۔

ایچ آر سی پی کے خیال میں یہ بھی ضروری ہے کہ چوتھے شیڈول کے تحت جن افراد پر نظر رکھی جا رہی ہے، انہیں خود پر لگائے جانے والے کسی بھی الزام سے آگاہ کیا جائے۔

حالیہ نوٹیفکیشن کے مطابق، 92 نام چوتھے شیڈول کی فہرست میں برقرار رکھے گئے ہیں۔ایچ آر سی پی حکام پر زور دیتا ہے کہ فہرست میں شامل تمام افراد کو منصفانہ سماعت کا موقع دیا جائے تاکہ ان کے ناموں کو بھی فہرست سے نکالنے کی جانب پیش رفت ہو سکے۔تمام مشتبہ افراد کو انصاف تک رسائی دینے کے لیے موثر انتظامات کی اہمیت پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔ہر وہ شخص جس پر کسی بھی طرح قانون شکنی کا الزام ہے، اسے خود پر الزام لگنے کی صورت میں نظامِ عدل میں عدالتی کارروائی کے دوران حاصل تمام حقوق اور منصفانہ سلوک کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔11 مئی 2017]

### جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

**پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق**

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

### HRCP کارکن متوجہ ہوں

'''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پرمبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

**جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:**

www.hrcp-web.org

# مشعال کو قتل کرنے والے ہاتھ

آئی۔اے۔رحمان

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے
مصطفیٰ زیدی

عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان کے ہاسٹل میں توہین رسالت کے مبہم الزام کے بعد مشعال خان کے بہیمانہ قتل پر عوام نے غیر معمولی غم و غصے کا اظہار کیا۔ واقعے پر عوام کے شدید غم و غصے کی وجوہات کا ادراک زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔

شدت پسند تنظیموں کو تشدد کے پرچار کی آزادی ملنے کے باوجود، خیبر پختونخوا کو باچا خان کی عدم تشدد اور مذہبی رواداری کی میراث بہت عزیز ہے۔ یہ علاقہ ملک کے دوسرے خطوں کی نسبت توہین مذہب کے واقعات سے بھی کم متاثر ہے۔

23 جون 2016ء تک دستیاب شدہ اعداد وشمار کے مطابق، کے پی کی جیلوں میں 295-C کا ایک بھی ملزم نہیں تھا، مذہب سے متعلقہ الزامات میں قید اور سزایاب تمام چھ افراد کے مقدمات کی سماعت دفعہ 295-B (قرآن پاک کی بے حرمتی) کے تحت ہوئی تھی اور اسی طرح زیر سماعت سات مقدمات میں سے سوائے ایک کے باقی سب پہ بھی اسی دفعہ کے تحت الزام عائد تھا۔ (جبکہ اس کے برعکس پنجاب کی جیلوں میں اس وقت مذہب سے متعلقہ جرائم میں 202 قیدی تھے، جن میں 91 کو سزا سنائی جا چکی تھی اور ان میں 18 سزائے موت کے قیدی تھے)۔ چنانچہ مشعال خان پر توہین مذہب کا الزام صداقت سے عاری ہے۔

مزید برآں، مشعال خان کے خلاف سازش میں یونیورسٹی اساتذہ اور سکیورٹی عملے کی ملی بھگت اور جب مشعال خان کی زندگی بچائی جاسکتی تھی، اس وقت پولیس اہلکاروں کے مداخلت سے انکار نے واقعہ کو انتہائی وحشیانہ وقوعے میں تبدیل کیا۔ لہٰذا اس پر غیر معمولی طور پر شدید ردعمل سامنے آیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مذہب سے متعلقہ جرائم کے غیر مصدقہ الزامات پر یا جرم ثابت ہونے سے قبل لوگوں کا قتل، جو کہ گزشتہ کئی برسوں سے ہو رہا ہے، ہوتا ہوا دیکھنے کی شرمندگی برداشت کرنا اب عوام کے بس سے باہر ہو گیا ہو اور معاشرے کا بے حس ضمیر بالآخر بیدار ہو گیا ہو۔

تاہم 1990ء کی دہائی کے اوائل میں پہلی بار رپورٹ ہونے والے توہین رسالت کے واقعات اور مشعال کے قتل کے درمیانی عرصے میں جو کچھ ہوا، یہ ضابطہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے غلط استعمال کو روکنے میں ہماری اجتماعی ناکامی کی دلخراش داستان کی منہ بولتی تصویر ہے، 295-C کا ناجائز استعمال ہمیشہ سے نمایاں رہا تاہم زیادہ تر لوگوں نے اسے سنگدلی سے نظر انداز کئے رکھا۔

تقریباً ایک صدی قبل، ریاست خیر پور کے حکمران کو شکایت موصول ہوئی کہ اس کی غیر مسلم رعایا میں سے ایک فرد نے توہین مذہب کا ارتکاب کیا ہے۔ اس نے متعلقہ فرد کو حکم دیا کہ وہ اپنا گھر چھوڑ دے اور اس وقت تک کسی اور جگہ سکونت اختیار کرلے جب تک مسلم آبادی کا غصہ ٹھنڈا نہیں پڑ جاتا۔ اس نے یہ راستہ بظاہر اس لیے چنا کہ شکایت دہندہ فریق کی اپنے نئے شکار کو نشانہ بنانے کی اشتہا میں کمی لائی جائے اور غیر مسلم رعایا کو خوف کی فضا سے نکالا جاسکے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ، اس نے ایک جذباتی معاملے پر اپنی عوام میں کشیدگی پیدا کرنے کی بجائے پرامن راستے کو ترجیح دی۔

اس واقعہ کا کئی عشروں بعد لاہور میں پیش آنے والے ایک واقعے سے موازنہ کریں۔ ہائی کوٹ کے ایک جج نے توہین مذہب کے مقدمے میں بطور مدعی پیش ہونے والے ایک شخص کی سرزنش کی اور کہا کہ وہ خود مجرم کو قتل کیوں نہیں کرسکا؟ اس نے نہ صرف توہین مذہب کے مزید مقدمات کا راستہ ہموار کیا بلکہ سنگین جرم کے ارتکاب کے شبے پر کئی شہریوں کی ماورائے قانون قتل کی راہ بھی ہموار کی۔ مذہبی جذبے سے کیے گئے قتل پر چشم پوشی کا تصور مستحکم ہوا۔ معاشرے میں امن کی راہ پر تشدد کے راج کو ترجیح دی گئی۔

جسٹس آصف سعید کھوسہ نے اکتوبر **2015**ء میں سلمان تاثیر قتل کیس میں ملک ممتاز قادری کی اپیل مسترد کرتے ہوئے اپنے مقبولِ عام فیصلے میں کہا، ’’اگر اپیل دہندہ کے اس موقف کو جرم کی سنگینی اور سزا میں کمی کے جواز کے طور پر تسلیم کرلیا جائے کہ اس نے قتل مذہبی جذبے سے متاثر ہوکر کیا تھا تو اس سے مذہب کے نام پر قانون ہاتھ میں لینے کی راہ ہموار ہوگی جس سے اس ملک میں قانون کی حکمرانی کو شدید دھچکا لگے گا جہاں مختلف مذہبی تشریحات رائج ہیں اور برداشت کا تشویش ناک حد تک فقدان ہے‘‘۔

مگر مذہب کے نام پر قانون ہاتھ میں لینے کے دروازے تو 25 برسوں سے کھلے ہوئے ہیں جبکہ اس کے آگے گھٹنے ٹیکنے کے باعث اقتدار و انصاف کے ایوان مظلوموں کی ظلم بھری داستانوں کے متعلق بے حس ہوگئے ہیں۔

لاہور کے ظفر اقبال کو مسیحیت قبول کرنے پر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اس کی حراست کو قابل جواز قرار دینے کے لیے کسی قانون کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا مگر اس کے باوجود اس کی ضمانت کی درخواست مسترد کردی گئی۔ وہ جیل میں ہی وفات پا گیا۔ فیصل آباد کے ٹیچر نیامت احمر کو اس کے ایک شاگرد نے چاقو کے وار کرکے قتل کردیا اور موخر الذکر کو جیل میں ہیرو کا درجہ مل گیا۔ گوجرانوالہ میں ایک حافظ قرآن پر اس کی بیوی نے قرآن پاک گرانے کا الزام عائد کیا تھا۔ کسی نے بھی الزام کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش نہ کی۔ اسے ایک ہجوم نے وحشیانہ طریقے سے مارا پیٹا اور اس کی موت واقع ہونے تک اسے گلیوں میں گھسیٹا گیا۔ اور لاہور کے نزدیک ایک نوجوان مسیحی جوڑے کو معاوضے کے تنازعے پر توہین مذہب کا الزام لگا کر اینٹوں کے بھٹے کے چولہے میں پھینک دیا گیا۔

لوگ خاموش تماشائی بنے رہے۔ مگر حکام کی خاموشی زیادہ توجہ طلب ہے کیونکہ حکام کے اس رویے نے مذہب کے نام پر قانون کو ہاتھ میں لینے کی اگر اجازت نہیں دی تو اسے چشم پوشی ضرور کی ہے۔ اگر بالآخر انہوں نے زبان کھولی ہی ہے جیسا کہ وہ رواں برس کے اوائل سے چند بلاگرز کی گرفتاری کے بعد سے بول رہے ہیں، تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اس عزم کو دہرانا چاہتے ہیں کہ وہ توہین مذہب کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس طریقے سے مذہب کے نام پر قانون کو ہاتھ میں لینے کی حمایت میں اٹھنے والی آوازوں کو روکنا چاہتے ہیں مگر اس کا اثر بالکل الٹ ہو رہا ہے۔ مذہب سے متعلقہ قوانین کے ناجائز استعمال کی زد میں آنے والوں کو دی گئی ہر تنبیہ سے بلوائی انصاف کا ارتکاب کرنے والوں کو شہ مل رہی ہے۔

علماء سے کہا گیا کہ وہ مذہب کے نام پر قانون ہاتھ میں لینے کے عمل کی مذمت کریں مگر وہ ایسا کرنے سے انکار کرتے چلے آرہے ہیں، تاہم ان میں سے بعض نے مذہب سے متعلقہ جرائم کے قوانین کے غلط استعمال کی ممانعت کی ہے۔ ضابطہ فوجداری میں 295-C کی شمولیت کا دفاع کرتے وقت، فاضل علماء نے کہا تھا کہ اس قانون کی عدم موجودگی میں، توہین مذہب کے ملزمان کے مذہب کے نام پر قتل کو روکنا ناممکن ہوگا۔ اس قانون کے بننے کے بعد ایسی ہلاکتوں کی لہر پھوٹ پڑنے کی وہ کیا وضاحت پیش کریں گے۔

یہ سوال بھی پیدا ہوا تھا کہ عقیدہ کے لئے دہشت گردی کے طریقہ کار سے کسی کو قتل کرنا دہشت گردی کے مترادف ہے؟ انسداد دہشت گردی عدالت نے ملک ممتاز قادری کو دہشت گردی اور قتل کے جرم میں سزا دی تھی مگر اسلام آباد ہائیکورٹ نے دہشت گردی کی دفعات کو ختم کرنا مناسب سمجھا۔ قادری کے خلاف انسداد دہشت گردی کی دفعات ختم کرنے کے ہائی کورٹ کے فیصلے کو مسترد کرنے کا معاملہ سپریم کورٹ پر چھوڑ دیا گیا۔ یہی بنیادی نقطہ ہے۔ جب تک مذہب کے نام پر قانون ہاتھ میں لینے والے جتھے کی مقدس پوشاک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قتل کو قتل کے طور پر اور دہشت گردی کو دہشت گردی کے طور پر نہیں لیا جاتا، روز محشر جیسی صورتحال کا خطرہ، سپریم کورٹ نے جس طرف اشارہ کیا ہے، ہمارے سروں پر منڈلاتا رہے گا۔ کئی اور ماؤں کو بھی مشعال کی ماں جیسے دکھ کا سامنا کرنا پڑے گا جنھوں نے اُن انگلیوں کو ٹوٹا ہوا پایا جنہیں اُس نے چوما تھا اور اُس چہرے کو ناقابل شناخت پایا جو اُسے انتہائی حد تک عزیز تھا۔ اور سپریم کورٹ کے اس حکم کے احترام کی ضمانت کون دے گا ’’ججز قانون جس حالت میں ہوتا ہے اس کی مطابقت میں، نا کہ جس حالت میں ہونا چاہیے اُس کی مطابقت میں فیصلے کرنے کے پابند ہیں‘‘۔

وقت کا تقاضا ہے کہ مشعال کے خون میں ملوث تمام ہاتھ بے نقاب کئے جائیں۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

## مشعال خان کا قتل باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا: جے آئی ٹی رپورٹ

**اسلام آباد** مشعال خان قتل کیس میں مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی یا جے آئی ٹی کی رپورٹ مکمل ہوگئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ یہ قتل باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا اور اس میں یونیورسٹی ملازمین بھی ملوث ہیں۔ عبدالولی خان یونیورسٹی مردان کے شعبہ صحافت کے طالبعلم مشال خان کو 13 اپریل کو یونیورسٹی کے اندر مشتعل افراد نے فائرنگ اور تشدد کر کے ہلاک کر دیا تھا جس کے بعد سپریم کورٹ نے واقعے کی تحقیق کے لیے جے آئی ٹی تشکیل دی تھی۔ نامہ نگار رفعت اللہ اورکزئی کے مطابق بی بی سی کو موصول ہونے والی جے آئی ٹی رپورٹ کی کاپی کے ساتھ 12 رکنی تحقیقاتی ٹیم کے اہلکاروں کے نام اور دستخط بھی دیے گئے ہیں۔ تاہم مردان پولیس نے اس رپورٹ کی تصدیق یا تردید کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن (پی ایس ایف) کے صدر اور یونیورسٹی کے ایک ملازم نے واقعے سے ایک ماہ قبل مشال خان کو ہٹانے کی بات کی تھی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تشدد اور فائرنگ کے بعد مشال خان سے آخری بار ہاسٹل وارڈن کی بات ہوئی جس میں مشال خان نے ان سے کہا کہ وہ مسلمان ہیں اور پھر انھیں کلمہ بھی پڑھ کر سنایا اور ان سے یہ التجا بھی کی کہ انھیں ہسپتال پہنچایا جائے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ایک مخصوص سیاسی گروہ کو مشال کی سرگرمیوں سے خطرہ تھا جبکہ مشال خان یونیورسٹی میں بے ضابطگیوں کے خلاف بھی کھل کر بات کرتے تھے جس سے یونیورسٹی انتظامیہ ان سے خوف زدہ تھی۔ جے آئی ٹی رپورٹ کے مطابق مخصوص گروپ نے توہین رسالت کے نام پر لوگوں کو مشال خان کے خلاف اکسایا جبکہ رپورٹ میں مشال خان اور اس کے ساتھیوں کے خلاف توہین رسالت یا توہین مذہب کے کوئی ثبوت موجود نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تشدد اور فائرنگ کے بعد مشال خان سے آخری بار ہاسٹل وارڈن کی بات ہوئی جس میں مشال خان نے ان سے کہا کہ وہ مسلمان ہیں اور پھر انھیں کلمہ بھی پڑھ کر سنایا اور ان سے یہ التجا بھی کی کہ انھیں ہسپتال پہنچایا جائے۔ جے آئی ٹی رپورٹ کے مطابق یونیورسٹی میں رجسٹرار سے لے کر سیکورٹی افسر تک تمام عہدوں پر نااہل سفارشی اور سیاسی بنیادوں پر ملازمین کی تقرریاں کی گئی ہیں جس سے یونیورسٹی کا سارا ڈھانچہ درہم برہم ہوگیا ہے۔ رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ یونیورسٹی میں منشیات، اسلحے کا استعمال اور طالبات کا استحصال عام ہے۔ یونیورسٹی کے بیشتر ملازمین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں چھان بین کی ضرورت ہے تا کہ اصل حقائق سامنے آسکیں۔ رپورٹ میں پولیس کے کردار پر بھی کئی سوالات اٹھائے گئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پولیس کی طرف سے بروقت کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ جے آئی ٹی رپورٹ کے مطابق غفلت کے مرتکب افسران اور اہلکاروں کی نشاندہی کر کے ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ خیال رہے کہ مشال خان قتل کیس میں اب تک 57 ملزموں میں سے 54 کو گرفتار کیا گیا ہے جن میں 12 یونیورسٹی کے ملازمین بھی شامل ہیں۔ اس کیس میں کچھ افراد اب بھی روپوش ہیں جن کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

## مشعال قتل کیس: کرنے والے گرفتار اور کروانے والے تاحال آزاد

**صوابی** مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی میں طلبا کے تشدد سے ہلاک ہونے والے طالبعلم مشعال خان کے والد اقبال خان نے اپنے بیٹے کے قتل کی تحقیقات پر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب تک اس واقعہ کے فنکار گرفتار کیے گئے، لیکن ہدایت کار اب بھی آزاد ہیں۔ ڈان نیوز کے پروگرام 'نیوز وائز' میں گفتگو کرتے ہوئے اقبال خان نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ان افراد کے خلاف بھی کارروائی کرے، جنھوں نے ان کے بیٹے کو قتل کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے عدالت سے بھی انصاف کا مطالبہ کیا ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو مستقبل میں دوسرے طلبہ بھی اس قسم کے واقعات کا نشانہ بن سکتے ہیں، میرا مشعال تو واپس نہیں آسکتا، لیکن یونیورسٹی کے دیگر مشعال کو ہمیں ان لوگوں سے بچانا ہوگا۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر حکومت اصل ملزمان کو پکڑنے میں ناکام ہوئی، تو اس طرح ہر 15 روز بعد یونیورسٹی میں یہی افراد پھر سے اس قسم کے فعال کے مرتکب ہوں گے جبکہ یوں کوئی نا کوئی نیا واقعہ سامنے آئے گا۔ اقبال خان نے حکومت پر زور دیا کہ وہ ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں طلبہ کے تحفظ کو یقینی بنائے اور معاشرے سے اس قسم کی انتہا پسند سوچ کو ختم کرے تا کہ مزید ایسے واقعات پیش نہ آسکیں۔ پروگرام میں مشعال قتل کیس میں وکیل اور صوابی میں مشعال قتل سے متعلق لویا جاگہ کے نمائندے سلیم خان ایڈوکیٹ بھی موجود تھے، جنھوں نے اس واقعہ کا ذمہ دار یونیورسٹی انتظامیہ کو قرار دیتے ہوئے پولیس اور تحقیقاتی اداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ تفتیش کا دائرہ ان افراد تک بھی پھیلائے جن کے کہنے پر یہ سب ہوا۔ انھوں نے کہا کہ جس طرح سے توہینِ رسالت کے الزام پر مشعال کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا، وہ اب تک ثابت نہیں ہوسکا اور نہ ہی اُس کے فیس بک اکاؤنٹ سے ایسا کوئی مواد ملا ہے جس سے اس الزام کی تصدیق ہوسکے۔ ان کا کہنا تھا کہ کچھ افراد نے مشعال خان کے نام سے جعلی فیس بک اکاؤنٹ بنائے، جن پر اس کی موت کے بعد بھی پوسٹ ہوتی رہیں، لہٰذا ہمارے پاس تمام ٹیکنالوجی موجود ہے، پولیس کا کام ہے کہ وہ پتہ لگائے کہ وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے یہ کام کیا۔ سلیم خان کا کہنا تھا کہ اب تک کی تفتیش میں صرف ان افراد کے خلاف کارروائی ہوئی، جو ویڈیو میں نظر آرہے ہیں، لیکن ہمیں چاہیے کہ ان لوگوں کو بھی سامنے لائیں جنھوں نے اس مشتعل ہجوم کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ یاد رہے کہ 13 اپریل کو مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی میں گستاخی کے الزام میں شعبہ ابلاغ عامہ کے 23 سالہ طالب علم مشعال خان کو تشدد کے بعد قتل کر دیا گیا تھا۔ واقعے کے بعد یونیورسٹی سے متصل ہاسٹلز کو خالی کرالیا گیا جبکہ یونیورسٹی کو غیر معینہ مدت کے لیے بند کر دیا گیا۔ وزیر اعظم نواز شریف نے طالبعلم کے قتل پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹی میں بے حس ہجوم کی طرف سے طالبعلم کے قتل پر بے حد دکھ ہوا۔ بعد ازاں مشعال کی بہن نے ڈان نیوز سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے اپنے بھائی پر لگائے گئے الزامات غلط قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ مشعال کا کسی سے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں تھا۔ خیال رہے کہ عبدالولی خان یونیورسٹی میں پیش آنے والے اس واقعے کے بعد 15 اپریل کو وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا پرویز خٹک نے مشعال خان کی ہلاکت کی عدالتی انکوائری کے لیے سمری پر دستخط کر کے باقاعدہ منظوری دی تھی، جبکہ اگلے روز یعنی 15 اپریل کو چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس ثاقب نثار نے مشعال خان کی موت کا از خود نوٹس لیتے ہوئے پولیس سے واقعے کی رپورٹ بھی طلب کی۔ دوسری جانب پولیس نے اب تک مشعال خان کیس میں 35 سے زائد افراد کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا، جن میں یونیورسٹی کا ایک ملازم بھی شامل ہے جس کے حوالے سے پولیس کا کہنا ہے کہ یہی مرکزی ملزم ہے۔

(بشکریہ ڈان)

# مذہب کے نام پر استحصال کی چند مثالیں

ارشاد بخاری

ایک مسیحی نوجوان کے دوستوں میں کئی مسلمان نوجوان بھی شامل تھے۔ ایک بار اس کے ایک مسلمان دوست نے اپنے مسیحی دوست کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے اپنے مخلصانہ مذہبی جذبے کے تحت اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ بعدازاں مسیحی نوجوان پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے اپنی گمراہی کا اقرار کرنے کے بجائے الٹا اسلام کے بارے میں کچھ ایسے کلمات کہے جن سے لگتا تھا کہ جیسے وہ (نعوذ باللہ) اسلام کو سچا اور آخری مذہب نہیں مانتا۔ بات پھیلنے اور بگڑنے لگی تو اس کا باپ جو ایک درزی تھا علاقے کے مسلمان عمائدین کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اس کی معافی کو اعتراف جرم سمجھا گیا، تاہم چونکہ وہ ایک خدمت گزار آدمی تھا اس لیے اسے مشورہ دیا گیا کہ وہ علاقہ چھوڑ کر کچھ عرصہ کے لیے کہیں اور چلا جائے کیونکہ اگرچہ وہ تو اس کی بات سمجھتے ہیں لیکن علاقے کے باقی لوگوں کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ کرتا کیا نہ کرتا اپنے نادان بیٹے کو کوستا، اپنا بوریا بستر باندھ کر بچوں کی انگلی پکڑ کر رات کی خاموشی میں، لاہور جیسے بڑے شہر اپنے ایک دور پار کے رشتہ دار کے ہاں جا پہنچا اور پناہ گزین ہوا۔

دنیا میں امتیاز اور استحصال کی جتنی شکلیں موجود ہیں ان میں مذہب اور عقیدے کے نام پر کیا جانے والا استحصال ایسا ہے جس کا ادراک استحصال کرنے والے کو خود نہیں ہو پاتا۔ میری ایسے مسیحی پادریوں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے جو پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اکثر نے مجھے کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ سنایا جو مذہب کے نام پر اقلیتی گروہوں کے استحصال کی کسی ایسی صورت کو پیش کر رہا تھا جو یہاں کی مسلم اکثریت کی سمجھ میں مشکل سے آتی ہے۔ مثلاً ایک پادری صاحب کی بیٹی ایک میڈیکل کالج میں زیرِ تعلیم ہے۔ اس کی ذہانت اور کامیابی پادری صاحب کے لیے، بجا طور پر، بڑے فخر کا باعث ہے۔ تاہم انہیں ایک پریشانی لاحق ہے کہ ان کی بچی اپنی جماعت میں واحد مسیحی لڑکی ہے اور اکثر دانستہ یا نادانستہ، اپنے ساتھی طالب علموں کے طنزیہ اور استہزائیہ جملوں کا نشانہ بنتی رہتی ہے اور کڑھتی رہتی ہے۔ اس کے اچھے گریڈز کی وجہ سے جب اس کی فیس کا کچھ حصہ معاف کر دیا گیا تو اس کے ہم جماعت ساتھیوں نے اسے اس کی قابلیت کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کے مسیحی ہونے کی وجہ سے اسے اس کے ساتھ خصوصی رعایت قرار دیا۔

ایک اور مثال: ایک مسیحی نوجوان کے دوستوں میں کئی مسلمان نوجوان بھی شامل تھے۔ ایک بار اس کے ایک مسلمان دوست نے اپنے مسیحی دوست کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے اپنے مخلصانہ مذہبی جذبے کے تحت اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ بعدازاں مسیحی نوجوان پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے اپنی گمراہی کا اقرار کرنے کے بجائے الٹا اسلام کے بارے میں کچھ ایسے کلمات کہے جن سے لگتا تھا کہ جیسے وہ (نعوذ باللہ) اسلام کو سچا اور آخری مذہب نہیں مانتا۔

بات پھیلنے اور بگڑنے لگی تو اس کا باپ جو ایک درزی تھا علاقے کے مسلمان عمائدین کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اس کی معافی کو اعتراف جرم سمجھا گیا، تاہم چونکہ وہ ایک خدمت گزار آدمی تھا اس لیے اسے مشورہ دیا گیا کہ وہ علاقہ چھوڑ کر کچھ عرصہ کے لیے کہیں اور چلا جائے کیونکہ اگرچہ وہ تو اس کی بات سمجھتے ہیں لیکن علاقے کے باقی لوگوں کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ کرتا کیا نہ کرتا اپنے نادان بیٹے کو کوستا، اپنا بوریا بستر باندھ کر بچوں کی انگلی پکڑ کر رات کی خاموشی میں، لاہور جیسے بڑے شہر اپنے ایک دور پار کے رشتہ دار کے ہاں جا پہنچا اور پناہ گزین ہوا۔

ایک اور مثال اس غریب مسیحی مزدور کی ہے جسے راستے میں پڑی ہوئی پینا فلیکس کی ایک شیٹ ملی، شاید کسی کی انتخابی مہم کا بینر تھا جو کہیں سے ٹوٹ کر گلی کے کونے میں آ گرا تھا۔ ان پڑھ مزدور اسے اٹھا کر گھر لے گیا اور اسے دھو کر دستر خوان کے طور پر فرش پر بچھا کر استعمال کرنے لگا۔ ایک بار وہ اور اس کے بیوی بچے اس پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ ان کی کوئی مسلمان پڑوسن ان کے گھر آئی اور یہ دیکھ کر کہ وہ مسیحی خاندان ایک ایسی شیٹ پر بیٹھے ہیں جس کے ایک کونے میں عربی میں ایک دعا رب زدنی علما (اے رب میرے علم میں اضافہ فرما) لکھی ہے سخت طیش میں آ گئی اور پورے محلے میں مذہب کی بے حرمتی کا شور مچا دیا۔ اس غریب خاندان کو بھی اپنی جان اور عزت بچا کر اپنا گھر اور علاقہ چھوڑ کر وہاں سے جانا پڑا۔

اسی طرح حالیہ محرم کے دوران لاہور کی ایک بستی میں جہاں مسلمان اور مسیحی اکٹھے رہتے ہیں، بجلی نہ ہونے کی وجہ سے پانی کی شدید قلت ہوگئی۔ محرم کے دوران مسلمانوں کی پیاس کا لحاظ کرتے ہوئے علاقے کے گرجا گھر کے پادری صاحب نے ربڑ کے ایک پائپ کا بندوبست کیا اور جنریٹر پر گرجا گھر کی موٹر چلا کر پانی مہیا کر دیا۔ وہاں قبرستان کے قریب ایک کھلی جگہ پر جہاں تک پائپ پہنچ سکا تھا لوگوں نے بالٹیوں اور گھڑوں کے ذریعے پانی بھرا۔ اگلے روز پادری صاحب کے گھر علاقے کے مسلمانوں کا ایک وفد پہنچا اور احتجاج کیا کہ ان کی وجہ سے قبرستان کی کئی قبریں بیٹھ گئی ہیں اور وہ فوراً ان قبروں کو ٹھیک کرا کر دیں ورنہ اُنہیں مشکل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ پادری صاحب نے اس کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ قبرستان میں اگر زیادہ پانی گیا ہے تو وہ پانی بھرتے ہوئے لوگوں کی بدنظمی کی وجہ سے گیا ہے۔ انہوں نے تو محض لوگوں کی ایک ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی تھی۔ غرض کشیدگی پھیل گئی اور دوسرے روز چرچ سے وابستہ ایک مسیحی شخص کو کچھ لوگوں نے گلی میں پکڑ کر زدوکوب کیا۔ بات تھانے کچہری تک پہنچ گئی اور اب کوششیں کی جا رہی ہیں کہ دونوں مذاہب کے لوگوں میں کسی طرح صلح کرا دی جائے جو سالوں سے وہاں اکٹھے رہ رہے ہیں۔

یہ محض چند حالیہ مثالیں ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتنی آسانی سے لوگوں کے مذہبی جذبات کو انگیخت کیا جا سکتا ہے۔ اگر مذہبی رہنما اعلیٰ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر لوگوں کی رہنمائی نہ کریں اور عقیدے اور عقیدت کے تصور کو لوگوں کو سماجی طور پر ایک دوسرے سے جوڑنے کے بجائے الگ کرنے کے لئے استعمال کریں تو معاشرے کے تار و پو بکھرتے دیر نہیں لگتی۔ میں حیران ہوں کہ میرے وہ مسلمان بھائی جو اکثریتی قوت کی بنیاد پر کسی غیر مسلم پڑوسی کے ساتھ ظلم یا زیادتی میں شریک ہوتے ہیں وہ قیامت کے روز شافعِ محشر کا سامنا کیسے کریں گے جو ایک حدیث کے مطابق کسی بھی ظالم مسلمان کے خلاف غیر مسلم مظلوم کے مدعی بنیں گے۔

(بشکریہ تجزیات آن لائن)

# میڈیا کا نوحہ

غازی صلاح الدین

ان سلگتے ہوئے دنوں میں کہ جب سیاست کے درجہ حرارت سے جذبات میں ابال پیدا ہوتا جارہا ہے کسے یہ مہلت ہے کہ ٹھنڈے دل اور توجہ سے ملک کے حالات پر غور کرے۔ ویسے یہ کام تو میڈیا کا ہے۔ اور اس ہفتے تو میڈیا کو میڈیا کے بارے میں سوچنے اور بات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ 3 مئی ہر سال پریس کی آزادی کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ گویا رسم دنیا بھی ہے اور موقع بھی... پھر ڈان لیکس کا قضیہ بھی اسی ہفتے ایسے موڑ تک آ پہنچا ہے کہ جب میڈیا کی آزادی اور قومی سلامتی کے درمیان سرحدوں کا تعین ایک ایسا سوال بن کر ابھرا ہے کہ جس نے اداروں کے درمیان تناؤ کی سی کیفیت پیدا کردی ہے۔ اس میدان کارزار میں سوشل میڈیا کا شعلہ بھی لپکا ہے۔ افواج پاکستان کے ترجمان کے ٹویٹ کے چند الفاظ ہماری تاریخ کے کئی باب اجاگر کر گئے۔ کچھ لوگ کھل اٹھے۔ کچھ لوگ دہل گئے۔ اور کئی اس فکر میں مبتلا ہوگئے کہ حالات کی نزاکت کون کسے کس طرح سمجھائے۔ ہاں، اگر سوشل میڈیا کی بات کریں تو پاناما پیپرز کے بارے میں مریم نواز کی ٹویٹ کی بازگشت بھی ایک جرمن صحافی کی ٹویٹ کی شکل میں سنی گئی۔ پریس کی آزادی کے عالمی دن کی ایک خبر ہمارے میڈیا کے رنگ وروپ کو اجاگر کرگئی جب پیمرا نے ٹیلی وژن کے دو چینلز کے لائسنس معطل کردیئے گو اگلے دن عدالت نے انہیں بحال کردیا۔ اس معاملے کو بھی آپ اسی لڑی میں پرو کر دیکھیں جس کا تعلق میڈیا کی آزادی کی حدوں اور قومی سلامتی کے تصور کی بندشوں اور اداروں کے درمیان تناؤ سے ہے۔ یہاں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ کیسے ایک طرف تو انتہا پسندی اور تعصب اور عدم برداشت کی قوتیں میڈیا کی آزادی کو محدود کرتی ہیں تو دوسری طرف یہی قوتیں آزادی کا نعرہ لگا کر میڈیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتی ہیں یہ سب سوچنے اور سمجھنے کی باتیں ہیں۔ لیکن سوچنا تو دور کی بات ہے۔ یہاں تو کسی کو بات کرنا بھی نہیں آتی۔ ثبوت کے طور پر ٹیلی وژن کے ٹاک شوز ملاحظہ کریں۔ ان اکھاڑوں میں میڈیا اور سیاست کے بڑے بڑے پہلوان اپنے کرتب دکھاتے ہیں۔ لیکن سوالوں کے جواب نہیں ملتے۔ کوئی گتھی نہیں سلجھتی۔ جھوٹ اور سچ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ وہی گنے چنے لوگ گفتگو کرنے سے زیادہ ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ کسی کو یہ حساب بھی لگانا چاہیے کہ فلاں سیاسی ترجمان نے ایک مہینے یا ایک سال میں اپنا کتنا وقت ٹیلی وژن کے کیمروں کے سامنے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر گزارا ہے۔ آنے جانے اور انتظار کرنے کا وقفہ بھی شامل کرلیں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ ان اہم افراد کو پڑھنے لکھنے اور سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ یا شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں پڑھنے لکھنے اور متعلقہ ماہرین اور دانشوروں کی صحبت میں بیٹھ کر کچھ سیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک خیال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو میڈیا کا فریضہ ہے کہ وہ صورت حال کی تشریح اور مسائل کا تجزیہ پیش کرے۔ لیکن میڈیا کو بھی یہ سب کرنے کی کہاں مہلت ملتی ہے۔ بس ایک میلہ سا لگا ہے۔

اس افراتفری کے باوجود، میڈیا کی اہمیت، اس کی پہنچ اور عوام کی سوچ کو متاثر کرنے کی اس کی صلاحیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ سوشل میڈیا کی ایک نئی دنیا دریافت کی جاچکی ہے۔ پرانا میڈیا جس میں مجھ جیسے صحافیوں نے ایک عمر گزاری اب ایک نئے میڈیا کے سانچے میں ڈھل رہا ہے۔ میڈیا کی ہیئت اور سرشت میں رونما ہونے والی اس تبدیلی کا عمل ابھی نامکمل ہے اور عالمی سطح پر میڈیا ایک بحران سے دوچار ہے۔ اب ہر شہری جس کے پاس کمپیوٹر یا اسمارٹ فون ہو سوشل میڈیا کے بازار میں اپنی دکان سجا سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں عام لوگ بھی صحافی بن سکتے ہیں۔ یہ جو ہر چھوٹے بڑے واقعہ کی وڈیو کہیں نہ کہیں سے مل جاتی ہے تو اسی لئے کہ تقریباً سب کے پاس موبائل فون ہیں اور وہ خاموشی سے کسی بھی منظر کو اپنے فون میں محفوظ کرسکتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ٹوٹے کسی واقعہ کی پوری سچائی کو بیان کرسکتے ہیں۔ پھر بھی، ایسے وڈیو ہماری موجودہ صحافت کا رخ متعین کرسکتے ہیں۔ مشال خاں کے بہیمانہ قتل کی مثال موجود ہے کہ کیسے واقعہ کے مختلف پہلو بعد میں آشکار ہوئے۔ بڑے اداروں کے پیشہ ور صحافی بھی اب صرف اسمارٹ فون سے لیس ہوکر میدان میں اترتے ہیں۔ نئی ٹیکنالوجی نے سب کچھ بدل دیا ہے۔ لیکن صحافت کے بنیادی اصول اٹل ہیں۔ اسی لئے میری جب صحافت کے موجودہ طالب علموں سے کوئی ملاقات ہوتی ہے یا میں کسی تعلیمی ادارے میں ان سے مخاطب ہوتا ہوں تو سب سے پہلے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میری نئے میڈیا سے کوئی گہری وابستگی نہیں ہے۔ میں کوشش کرکے بھی اس نئی دنیا کے سارے اسرار ورموز نہیں سمجھ سکتا۔ پھر بھی، یہ ضروری ہے کہ پرانے میڈیا اور نئے میڈیا کے درمیان ایک معنی خیز تعلق قائم رہے۔ اسی طرح ہم صحافت کے بنیادی مقاصد کو سمجھ کر عوام کے حقوق کا دفاع کرسکتے ہیں اور سماجی انصاف کے حصول کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

میڈیا کے کام اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ خبر تو ہوتی ہی وہ ہے جسے کوئی نہ کوئی چھپانا چاہتا ہے۔ اسی لئے صحافت اور حکومت یا حکمراں طبقے کے درمیان ایک حریفانہ تعلق لازمی ہے۔ البتہ جمہوری روایات کی پاسداری دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس ضمن میں قومی سلامتی کا مسئلہ کئی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ قومی سلامتی کا مطلب کیا ہے اس کا فیصلہ حکمراں خود کرنا چاہتے ہیں۔ صحافی اس کی تشریح کسی اور طرح کرتے ہیں۔

میڈیا کے کام اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ خبر تو ہوتی ہی وہ ہے جسے کوئی نہ کوئی چھپانا چاہتا ہے۔ اسی لئے صحافت اور حکومت یا حکمراں طبقے کے درمیان ایک حریفانہ تعلق لازمی ہے۔ البتہ جمہوری روایات کی پاسداری دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس ضمن میں قومی سلامتی کا مسئلہ کئی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ قومی سلامتی کا مطلب کیا ہے اس کا فیصلہ حکمراں خود کرنا چاہتے ہیں۔ صحافی اس کی تشریح کسی اور طرح کرتے ہیں۔ ڈان لیکس پر گفتگو اس وقت ذرا مشکل ہے۔ ہماری تاریخ تو قومی معاملات کی پردہ پوشی سے عبارت ہے۔ دوسرے ملکوں میں ایک خاص مدت کے بعد تمام خفیہ دستاویزات شائع کردی جاتی ہیں۔ ہم نے اب تک 1971ء کے المیے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہیں دیکھا کہ حقائق کیا تھے۔ حالیہ برسوں میں تو لیکس کا سلسلہ ایک سیلاب بن چکا ہے پاناما پیپرز کا افشا بھی اس میں شامل ہے۔ کیا آپ اسے بھی دنیا کے اتنے بہت سے ملکوں کی قومی سلامتی پر ایک حملہ تصور کریں گے؟ میں نے پریس کی آزادی کے عالمی دن کی بات کی جو 3 مئی کو منایا گیا۔ اس سے ایک دن پہلے ہماری تاریخ کے ایک اہم دن کی چھٹی "سالگرہ" تھی۔ اس دن، ایبٹ آباد میں امریکی حملہ آوروں نے اسامہ بن لادن کو ہلاک کیا۔ ایبٹ آباد کمیشن کی رپورٹ کو اس لئے جاری نہیں کیا گیا کہ یہ قومی سلامتی کا مسئلہ ہے اور یہ بات اس ہفتے دہرائی گئی۔ دوسرے کتنے ہی ایسے کمیشن بنے کہ جن کے فیصلے اور تجاویز قومی سلامتی کے ڈبے میں بند ہیں۔ اور جو کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہورہا ہے اس سے قومی سلامتی کو کتنا خطرہ ہے اس کا ہمیں کوئی خیال نہیں... ہمارا میڈیا چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ یہ معاشرہ بکھر رہا ہے۔ چند نشانیاں تو ایسی ہیں کہ جن کی خبر تو بار بار آتی ہے لیکن جن کے تدارک کے لئے کسی مہم کا آغاز نہیں کیا جاتا۔ اب یہ امتحانوں میں نقل کی سیریل آپ آج کل روز دیکھ رہے ہیں۔ ثابت یہ ہوا کہ یہ نظام، یہ حکومت، یہ سرکاری انتظامی ڈھانچہ اس قابل نہیں کہ امتحانوں میں نقل کو روک سکے۔ اور یہ جو سیاسی جلسوں میں بلائے جانے والے کارکن کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں تو اس آئینے میں ہمیں اپنی قومی سلامتی کی کیا شکل دکھائی دیتی ہے۔

(بشکریہ جنگ)

# اقلیتیں

## حب کی ہندو آبادی امتحان میں

**حب** بلوچستان کے صنعتی شہر حب میں 5 مئی کو جمعے کی نماز تک صورتحال معمول پر تھی اور شہری سیرت چوک پر واقع مرکزی مسجد میں جمع ہوئے۔ جبکہ باہر پولیس اہلکار تعینات تھے اور سڑک پر بلوچستان کے دیگر علاقوں کی جانب گاڑیاں رواں دواں تھیں۔ وقفے وقفے سے ایف سی کی گاڑیاں بھی گشت کرتی نظر آرہی تھیں۔ مسجد کی دیواروں پر کالعدم جیش محمد کے پوسٹر لگے تھے، جن پر جہاد کا مقصد اور تفسیر بیان کرنے کے لیے منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، جبکہ سیرت چوک پر سپاہ صحابہ کا جھنڈہ جھول رہا تھا۔ ساتھ میں حال ہی میں بنائے گئے بریلوی مسلک کی تنظیموں کے اتحاد لبیک یا رسول اللہ کا جھنڈہ لگا ہوا تھا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد شہریوں کی اکثریت واپس چلی گئی لیکن کچھ مشتعل لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ انھوں نے میڈیا کو بھی دور رہنے کی تاکید کی۔ تاہم اس سے قبل وہ ایک صحافی کا موبائل توڑنے کے علاوہ دست وگریبان بھی ہو چکے تھے۔ یہ جلوس جب سڑک پر گشت کر رہا تھا، ہم قریب ہی لاسی سٹریٹ پر موجود تھے، جبکہ سڑک کے کنارے ایف سی نے اپنی موبائل گاڑی کھڑی کر رکھی تھی تاکہ مشتعل افراد ہندو آبادی کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ اس لاسی سٹریٹ سمیت شہر میں ہندو کمیونٹی نے اپنا کاروبار مکمل طور پر بند رکھا تھا جو نماز جمعہ کے بعد معمول کے مطابق کھل جاتا ہے۔ ہندو محلے میں پولیس اور ایف سی تعینات ہے جبکہ یہاں خوف اور غیر یقینی کی صورتحال موجود ہے۔ کچھ لوگوں نے اپنے خاندان کراچی بھی منتقل کر دیے ہیں۔ ایف سی حکام نے مندر میں آکر ہندو آبادی کو تحفظ اور تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی ہے۔ ایف سی اہلکاروں میں سے ایک اہلکار بار بار گائتری منتر سے 'اوسوہا' کہہ رہا تھا، جو انڈین فلموں میں عام طور پر مذہبی رسومات میں پڑھا جاتا ہے۔ ہندو نوجوان یہ سن کر مسکرا دیتے اور ہر آنے والے کو ہاتھ جوڑ کر نمستے کہتے۔ ہندو کمیونٹی کے رہنما دھنیش کمار نے ایف سی حکام کا شکریہ ادا کیا اور انھیں بتایا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کے خلاف سازش کی جارہی ہے۔ سندھ کے کئی ہندوؤں کی طرح لسبیلہ کے ہندو بھی نانک پنتھی ہیں۔ ان کے یہاں گرونتھ کے ساتھ سائیں بابا، سندھ کے علاقے ڈھرکی کے سنت بھگت کنور رام، اسلام کوٹ کے سنت نینو رام اور اڈیرو لال سمیت دیگر سنتوں کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ دھنیش کمار کا کہنا ہے کہ توہین مذہب کے مبینہ ملزم کو انھوں نے خود پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا تھا، لیکن اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ بعد میں دوسرے روز اس سمیت دیگر کی دکانیں بند کرائی گئیں۔ 'کچھ ایسے لوگ آئے ہیں جو ہمارے کاروبار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مقامی نہیں ہیں، باہر سے آئے ہیں جو چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے حالات خراب کیے جائیں۔ ان میں کوئی بھی مقامی نہیں تھا۔ وہ چاہتے ہیں کہ ملک کا نام بدنام ہو لیکن وہ ان کے ارادوں کو ناکام بنا دیں گے۔' اس مندر میں ہنگلاج یاترا کو جانے والے یاتری بھی قیام کرتے ہیں۔ کیل داس کا کہنا ہے کہ وہ صدیوں سے یہاں آباد ہیں اور ان کا مقامی آبادی کی طرف شادی وغیرہ جیسی تقریبات پر آنا جانا رہتا ہے۔ ان کے ساتھ ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہیں آیا۔ 'لاسی یہاں کے اصل رہائشی ہیں۔ وہ شریف لوگ ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارا سارا دن اٹھنا بیٹھنا ہے، اگر پولیس اور ایف سی نہ ہوتی تو ہمارے ساتھ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔' حب میں ہندو برداری کے 800 خاندان آباد ہیں جن میں سے اکثر موبائل ٹیلیفون اور ان کے آلات، الیکٹرانکس، جنرل سٹور اور زرعی ادویات کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ صنعتی اور تجارتی ترقی نے اس شہر کا روایتی اور ثقافتی رنگ تبدیل کر دیا ہے، اب یہاں بڑی تعداد میں غیر مقامی لوگ بھی آباد ہو گئے ہیں۔ حب پولیس نے تھانے پر حملے، پتھراؤ، فائرنگ اور بچے کے قتل کا مقدمہ درج کر کے ایک درجن کے قریب افراد کو حراست میں لے لیا ہے۔ جن کی رہائی کے لیے مذہبی جماعتوں کا پولیس پر دباؤ تھا تاہم ایس پی ضیا مندوخیل کا کہنا ہے کہ انھیں کسی صورت بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔ 'ہم سی سی ٹی وی فوٹیج، فیس بک پر ڈالی گئی ویڈیوز اور واٹس اپ کے ذریعے شیئر کی گئی ویڈیوز کی مدد سے ملزمان کی تصاویر حاصل کر رہے ہیں۔ ان مشتعل لوگوں میں کسی سیاسی یا مذہبی جماعت کے لوگ نہیں تھے۔ یہ سارے نوجوان لڑکے تھے اس لیے شناخت میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔ لیکن ایک دو روز میں کریک ڈاون کیا جائے گا۔ انھوں نے بتایا کہ 4 مئی بروز جمعرات کو پریس کلب پر احتجاج کے بعد سیرت چوک پر کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے اشتعال انگیز تقاریر کر کے لوگوں کو جمع کیا، ان کی شناخت ہو گئی ہے۔ بقول ضیا مندوخیل کے، احتجاج کی وجہ سے ٹریفک جام ہو گیا تھا۔ جب ٹرک ڈرائیوروں نے سنا کہ توہین مذہب کی گئی ہے تو وہ بھی آکر اس مشتعل احتجاج میں شامل ہو گئے۔ اس واقعے کی وجہ سے جاری کشیدگی نے یہاں کی ہندو آبادی کو مستقبل کے حوالے سے امتحان میں ڈال دیا ہے، کیونکہ یہاں کے بڑے سیاسی اور روایتی گھرانوں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور متاثرین کے پاس کوئی نہیں آیا۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

## 62 سالہ احمدی شخص قتل

**رحیم یار خان** 5 مئی کو صوبہ پنجاب کے ضلع رحیم یار خان کے علاقے کوٹلہ میرن میں نامعلوم افراد نے ایک 62 سالہ احمدی شخص کو گولی مار کر قتل کر دیا۔ مقتول کی شناخت گرین ٹاؤن کے رہائشی بشارت احمد کے نام سے ہوئی جو ایک پٹرول پمپ کا مالک تھا۔ خان پور پولیس کی اسپیشل برانچ کے اہلکار رانا منیر کے مطابق بشارت احمد 8 سال قبل جماعت الاحمدیہ، خان پور کے مرکزی منتظم بھی رہ چکے ہیں۔ قتل کا مقدمہ مقتول کے داماد عطا القدوس کی مدعیت میں تھانہ صدر خان پور میں درج کر لیا گیا تھا۔ مقتول کے داماد عطا القدوس نے پولیس کو بتایا کہ ان کے سسر حسب معمول اپنی موٹر سائیکل پر پٹرول پمپ سے رات ساڑھے 8 بجے گھر کو روانہ ہوئے تھے اور بعد ازاں خاکوانی اسٹیٹ کے نزدیک زخمی حالت میں پائے گئے۔ داماد کے مطابق واقعے کو ٹریفک حادثہ تصور کرتے ہوئے بشارت احمد کو فوری طور پر تحصیل ہسپتال خان پور لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے ان کی موت کی تصدیق کر دی۔ پولیس کو واقعے کی مزید تفصیلات بتاتے ہوئے عطا القدوس کا کہنا تھا کہ جب انہیں اس بات کی اطلاع موصول ہوئی کہ جائے حادثہ پر گولی کی آواز سنی گئی تھی تو انہوں نے اپنے رشتے دار ڈاکٹر ظفر اقبال سے لاش کا معائنہ کروایا جس پر معلوم ہوا کہ مقتول کے دائیں اور بائیں کان کے اوپر گولی کا نشان تھا جس کے بعد لاش کو دوبارہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال منتقل کیا گیا۔ سیکیورٹی ذرائع کے مطابق واقعے کی ایف آئی آر درج کی جا چکی ہے، جبکہ میڈیکل رپورٹ سامنے آنے کے بعد لاش کو ورثاء کے حوالے کر دیا جائے گا، تاہم قتل کی وجوہات کا تا حال تعین نہیں کیا جا سکا۔ خیال رہے کہ احمدیوں پر حملوں اور قتل کا سلسلہ کوئی نیا نہیں۔ دو ماہ قبل (18 اپریل) کو بھی لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کی احمدی برادری سے تعلق رکھنے والی ریٹائرڈ خاتون پروفیسر اپنے گھر میں مردہ حالت میں پائی گئی تھیں۔ اس سے قبل رواں برس مارچ میں پنجاب کے شہر ننکانہ صاحب میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے نوبیل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے کزن ملک سلیم لطیف ایڈووکیٹ ہلاک ہو گئے تھے۔ ہلاک ہونے والے ملک سلیم لطیف جماعت احمدیہ کے مقامی رہنما تھے۔ (نامہ نگار)

# خواتین

## بیوی کی جان لے لی

**تورغر** 11 مئی کو تحصیل جدبا کی یونین کونسل کالش میں شیر علی نامی شخص نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ مقتولہ کی عمر 16 برس بتائی گئی ہے۔ مقامی افراد کا کہنا ہے کہ ملزم نے ایک گھریلو جھگڑے سے مشتعل ہو کر لڑکی کی جان لے لی۔ مقتولہ کی والدہ نے اعلیٰ حکام سے انصاف کی اپیل کی ہے۔

(محمد زاہد)

## بھاوج کو قتل کر دیا

**پشاور** 10 مئی کو تھانہ متھرا کے علاقے پٹوار بالا میں گھریلو ناچاقی کی بناء پر دیور نے بھاوج کو قتل کر دیا۔ ملزم واردات کے بعد موقع سے فرار ہو گیا۔ راحت خان سکنہ پٹوار بالا نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ 10 مئی وہ گھر میں موجود تھا کہ اس دوران گھریلو ناچاقی کی بناء پر اس کے بھائی تحسین نے فائرنگ کر کے اس کی بیوی مسماۃ نسیمہ کو شدید زخمی کر دیا، ملزم فائرنگ کے بعد موقع سے فرار ہو گیا جبکہ مضروبہ کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا۔ (روزنامہ آج)

## غیرت کے نام پر بیٹی کو قتل کر دیا

**پشاور** 16 مئی کو تھانہ پہاڑی پورہ کے علاقے صادق آباد میں موبائل فون پر باتیں کرنے کی پاداش میں باپ نے غیرت کے نام پر اپنی بیٹی کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ملزم واردات کے بعد موقع سے فرار ہو گیا۔ صادق آباد کے رہائشی محمد ابراہیم ولد محمد اسماعیل نے رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ اس کی بھتیجی مسماۃ حناء گھر میں موجود تھی اس دوران اس کے والد خلیل ولد محمد اسماعیل نے اسے گھر کے اندر تیز دھار آلہ سے وار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مدعی کے مطابق مقتولہ موبائل پر کسی اجنبی مرد کے ساتھ باتیں کرتی تھی۔ دوسری جانب ملزم واردات کے بعد فرار ہو گیا تھا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا۔

(روزنامہ آج)

## غیرت کے نام پر لڑکا اور لڑکی کا قتل

**شانگلہ** 8 مئی کو ضلع شانگلہ کے علاقے ڈونکا چاچوغا میں دو بھائیوں نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر اپنی 23 سالہ بہن اور ایک 27 سالہ لڑکے کو قتل کر دیا۔ ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) زبیر گل نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ مقتولہ کی شناخت 23 سالہ زرگونا بی بی اور مقتول کی شناخت 27 سالہ ضیا الحق کے نام سے ہوئی ہے۔ ڈی ایس پی کا کہنا تھا کہ لڑکی کے اہل خانہ نے لڑکی پر ایک لڑکے کے ساتھ غیر قانونی تعلقات کا الزام لگایا تھا جبکہ انھوں نے مبینہ طور پر ان کے قتل کا منصوبہ بنا رکھا تھا جس پر بعد ازاں عمل کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پولیس نے ضابطہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 311 اور 302، اور غیرت کے نام پر قتل کی دفعات کے تحت دوہرے قتل کا مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(نامہ نگار)

## غیرت کے تصور نے ایک اور جان لے لی

**اوکاڑہ** حویلی لکھا کے نواحی گاؤں مولیو چشتی کی آبادی نور شاہ کے مقام پر عمر دین نے اپنی بیس سالہ بہن شمائلہ کو غیرت کے نام پر کلہاڑیوں کے وار کر کے قتل کر دیا۔ مقتولہ کے والد محمد صادق قریشی کی مدعیت میں مقامی پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔ ملزم کو گرفتار کرنے کے لیے پولیس چھاپے مار رہی ہے۔ ایس ایچ او پولیس تھانہ حویلی لکھا ریاض الدین نے بتایا کہ پولیس مقتولہ شمائلہ کے بھائی محمد دین کی گرفتاری کے لیے کوشاں ہے اسے جلد گرفتار کر کے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ واقعہ 28 اپریل کو پیش آیا تھا۔

(اصغر حسین حماد)

## گھریلو ملازمہ کا جنسی استحصال کے بعد گلا گھونٹا گیا

**لاہور** صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور کے علاقے ماڈل ٹاؤن میں اپنے مالک کے گھر میں مردہ حالت میں پائی جانے والی گھریلو ملازمہ کے جنسی استحصال کا انکشاف ہوا ہے۔ ضلع وہاڑی سے تعلق رکھنے والی 25 سالہ منزہ کو ماڈل ٹاؤن کے رہائشی اسد عباس نے ایک کمپنی کے ذریعے 2 ماہ قبل ہی ملازمت پر رکھا تھا۔ منزہ 14 مئی کو پراسرار حالات میں اپنے کمرے میں بے ہوش پائی گئی تھیں، جنھیں گھر کے مالک اسد عباس اور ان کے بھائی عادل عباس نے جناح ہسپتال منتقل کیا، جہاں ڈاکٹروں نے ان کی موت کی تصدیق کی۔ ہسپتال انتظامیہ نے پولیس کو اطلاع دی کہ دو افراد ایک خاتون کو مردہ حالت میں ہسپتال لائے ہیں جس کے بعد سب انسپکٹر ارشد کی سربراہی میں پولیس ٹیم بھی ہسپتال پہنچ گئی جبکہ لاش کو تحویل میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوا دیا گیا۔ پولیس نے ملازمہ کے والد اللہ وسایا کی مدعیت میں منزہ کو ملازمت پر رکھنے والوں کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا تھا۔ بعد ازاں پولیس نے ملزمان کو حراست میں لیا، تاہم انھوں نے ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ملازمہ کو اپنے کمرے میں بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر صرف ہسپتال منتقل کیا تھا۔ اس سے قبل پولیس نے اپنی تفتیش میں کہا تھا کہ لڑکی کے جسم پر تشدد کے کوئی نشانات موجود نہیں، ساتھ ہی اس بات کا شبہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ لڑکی کو کسی نے زہر دیا یا اس نے خود زہر کھا کر خودکشی کی۔ پولیس کو کمرے سے کچھ پاؤڈر بھی ملا تھا جسے ٹیسٹ کے لیے پنجاب فرانزک سائنس ایجنسی بھجوا دیا گیا تھا، تاہم پوسٹ مارٹم رپورٹ میں انکشاف ہوا کہ خاتون کو گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ تفتیشی افسر سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) مبشر میکن نے بتایا کہ ابتدائی رپورٹس سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکی کو جنسی استحصال کا نشانہ بنایا گیا اور بعد ازاں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ پولیس گھر کے ڈرائیور کو تلاش کر رہی ہے جو اس کیس میں ملوث ہو سکتا ہے اور اسے جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ (بشکریہ ڈان)

## سیاہ کاری کے تصور نے دو جانیں لے لیں

**قلات** 2 اپریل کو قلات کے علاقہ سیڑی کے مقام پر ایک شخص نے فائرنگ کر کے محمد عثمان اور ایک خاتون ع کو ہلاک کر دیا۔ واردات کے بعد ملزم نصر اللہ فرار ہو گیا۔ ایچ آر سی پی کے ضلعی کورگروپ کی دورکنی ٹیم نے علاقے کے ایک شخص سے واقعہ کے متعلق تفصیلات معلوم کیں تو اس نے بتایا کہ محمد عثمان کو نصر اللہ نے سیاہ کاری کے شبہ میں کھیتوں میں کام کرتے ہوئے کلاشنکوف سے فائرنگ کر کے ہلاک کیا اور بعد میں ع کو گھر کے اندر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور بعد ازاں موٹر سائیکل پر فرار ہو گیا۔ بعد میں گاؤں کے لوگوں نے انتظامیہ کو واقعہ کے بارے میں اطلاع دی۔ انتظامیہ نے لاشوں کو اپنی تحویل میں لے کر سول ہسپتال قلات منتقل کیا اور ضروری کارروائی کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیا۔ ملزم نصر اللہ کے خلاف مقامی تھانہ میں قتل کا مقدمہ درج کر لیا گیا تھا۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک گرفتاری عمل میں نہیں آسکی تھی۔ (محمد علی)

## بیوہ بہو کے قتل کا اعتراف

**شانگلہ** ضلع شانگلہ میں پولیس کو دیے گئے بیان میں ایک خاندان نے اعتراف کیا ہے کہ انھوں نے رقم کی عدم ادائیگی پر اپنی بیوہ بہو کو 2000 فٹ بلند پہاڑ سے نیچے پھینک دیا جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہوگئی۔ خیال رہے کہ 21 سالہ ریشما کا شوہر 6 ماہ قبل کوئلے کی کان میں ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں ہلاک ہوگیا تھا اور خاتون کو کمپنی کی جانب سے معاوضے کے طور پر 500000 روپے ادا کیے گئے تھے۔ ضلع شانگلہ کے پولیس افسر ڈی پی او راحت اللہ نے بتایا کہ ریشما کو ملنے والی رقم پر اس کے سسرالیوں کی نظر تھی اور انھوں نے الزام لگایا تھا کہ ان کی بہو نے مذکورہ رقم اپنے والدین کو دے دی ہے۔ ریشما کے والد نے پولیس کو بتایا تھا کہ ان کی بیٹی کا انتقال طبی موت کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ اسے قتل کیا گیا ہے، جبکہ اخبارات میں اس کی حادثے میں موت کی خبریں شائع ہوئیں تھیں۔ مقتولہ کے والد کے بیان پر پولیس نے واقعے کی تحقیقات کا آغاز کیا اور جائے وقوعہ کا متعدد مرتبہ جائزہ لیا گیا جس کے بعد مقتولہ کی ساس، سسر اور ان کے دو بچوں کو گرفتار کر کے تفتیش کی گئی۔ ملزمان نے تفتیش کے دوران ریشما کے قتل کا اعتراف کیا۔

(بشکریہ ڈان)

## خاتون کی مسخ شدہ لاش برآمد

**قلات** قلات سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر گاؤں گرانی کے مقام پر ایک خاتون کی مسخ شدہ لاش ملی جسے سر میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ لاش ایک چرواہے نے دیکھ کر گاؤں والوں کو اطلاع دی تھی۔ گاؤں والوں نے مقامی انتظامیہ کو اطلاع دی جنھوں نے لاش کو شناخت کے لیے سول ہسپتال قلات میں رکھ دیا لیکن تین دن تک لاش کی شناخت کے لیے کوئی نہیں آیا تھا جسے بعد میں لاوارث قرار دے کر دفن کر دیا گیا تھا۔

(محمد علی)

## غیرت کے نام پر دو بچوں کی والدہ کا قتل

**عمرکوٹ** صوبہ سندھ کے ضلع عمرکوٹ میں ایک شخص نے اپنی اہلیہ اور دو بچوں کی والدہ کو مبینہ طور پر غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔ کنری تھانے کے ہیڈ محرر عمر علی رحیمو نے بتایا کہ عمرکوٹ کے علاقے کنری ٹاؤن کے رہائشی غلام ماچی نے اپنی 30 سالہ اہلیہ سیانی ماچی پر کلہاڑی کے وار کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ ملزم خاتون کے کردار پر شک تھا۔ پولیس افسر کا کہنا تھا کہ واقعے کے بعد پولیس نے غلام ماچی کو گرفتار کرلیا جس نے ابتدائی تفتیش کے دوران جرم کا اعتراف کیا۔ پولیس کے مطابق واقعے کی ایف آئی آر درج کر کے ملزم سے تفتیش کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ مقتولہ کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے بعد تدفین کیلئے والدین کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ واقعہ 14 مئی کو پیش آیا تھا۔ خیال رہے کہ پاکستان میں ہر سال عزت اور غیرت کے نام پر ایک ہزار سے زائد خواتین کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایسا اکثر خاندان کے افراد کی جانب سے ہوتا ہے۔ عورت فاؤنڈیشن کی جانب سے جاری ہونے والی سالانہ رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا کہ 2016 میں خواتین کے خلاف تشدد کے تقریباً 8527 کیسز ریکارڈ ہوئے۔ عورت فاؤنڈیشن سے منسلک صائمہ منیر کا کہنا تھا کہ گذشتہ برس غیرت کے نام پر قتل کے واقعات میں 70 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ گذشتہ برس جولائی میں ہی فیس بک ویڈیوز کے ذریعے شہرت حاصل کرنے والی ماڈل قندیل بلوچ کو بھی ان کے بھائی نے غیرت کے نام پر قتل کر دیا تھا۔

(نامہ نگار)

## بیوی کی جان لے لی

**بصیرپور** بصیرپور کے موضع رکن پورہ کے رہائشی ذوالفقار اور اس کی بیوی کوثر کے درمیان اکثر لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ 4 اپریل کی صبح دونوں میں جھگڑا ہوا جس کے دوران ذوالفقار نے اپنے بھائی صفدر کی مدد سے کوثر کو مار ڈالا۔ بعدازاں اس کی لاش گاؤں کی آبادی سے ملحقہ مکئی کی فصل میں پھینک کر فرار ہوگئے۔ دیہاتیوں نے لاش دیکھ کر پولیس کو اطلاع دی۔ بصیرپور پولیس کے ایس ایچ او اسلم پرویز نے موقع پر پہنچ کر نعش قبضہ میں لے کر ہسپتال منتقل کر دی ہے۔ مقتولہ کوثر بی بی تین بچوں کی ماں تھی۔ پولیس تھانہ بصیرپور میں مقتولہ کے والد کی مدعیت میں مقتولہ کے شوہر ذوالفقار اور دیور صفدر کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ ملزمان تاحال فرار ہیں۔

(اصغر حسین حماد)

# بچے

## خسرہ سے متاثرہ 8 بچے ہلاک

**قلعہ عبداللہ** صوبہ بلوچستان کے ضلع قلعہ عبداللہ میں مئی کے دوسرے ہفتے کے دوران خسرہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر کم سے کم 8 بچے ہلاک ہوگئے۔ بلوچستان کے سیکریٹری صحت عصمت اللہ کاکڑ کا کہنا تھا کہ قلعہ عبداللہ کے علاقے کلی حبیب زئی اور ماچکا میں خسرہ سے کم سے کم 40 بچے متاثر ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ متاثرہ دیہاتوں میں ایمرجنسی کا اعلان کر دیا گیا ہے اور متاثرہ بچوں کو ادویات کی فراہمی کیلئے انسداد خسرہ ٹیموں کو علاقے میں روانہ کر دیا گیا ہے۔ عصمت اللہ کاکڑ کا کہنا تھا کہ اُن کی ٹیم نے کم سے کم 180 بچوں کو خسرہ سے بچاؤ کی ویکسینیشن فراہم کر دی ہے۔ یاد رہے کہ خسرہ سے بچاؤ کی 8 سہولیات میں سے 5 قلعہ عبداللہ اور دیگر 3 ماچکا میں موجود ہیں۔ عصمت اللہ کاکڑ نے بتایا کہ محکمہ صحت کی جانب سے ماچکا کے علاقے میں بچوں کو خسرہ سے بچاؤ کی ویکسینیشن دینے کی مہم کا آغاز جلد ہی کر دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ بلوچستان میں 80 فیصد سے زائد بچے معمول کے حفاظتی ٹیکوں سے محروم رہتے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

## مڈل سکول کے قیام کا مطالبہ

**باجوڑ ایجنسی** باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کا علاقہ لگہ ایک ہزار گھرانوں پر مشتمل ہے مگر یہاں کے باشندے گورنمنٹ مڈل سکول سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے بچے پرائمری پاس کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول سے محروم رہ جاتے ہیں۔ علاقہ کے عوام نے گورنر خیبر پختونخوا اراکین پارلیمنٹ اور پولیٹیکل ایجنٹ باجوڑ ایجنسی سے مطالبہ کیا ہے کہ علاقہ لگہ میں گورنمنٹ مڈل سکول کے قیام کی منظوری دی جائے۔

(نامہ نگار)

# مزدوروں کا عالمی دن

امیر عبداللہ فاروقی نے کہا کہ مزدوروں کو حقوق دیئے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔مزدوروں کی کم از کم تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر کی جائے۔مولانا عطاءاللہ،شکیل احمد،مولانا اسحاق نے بھی تقریب سے خطاب کیا۔عوامی ورکرز پارٹی کی ریلی میں ہاری، مزدور، طلبہ اور خواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔عالیہ، لطیف لغاری، جاوید، کامریڈ منور، کامریڈ مظفر لغاری و دیگر نے کہا کہ حکمران طبقہ مزدوروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔اجرت میں کمی، غیر انسانی حالات میں سولہ سولہ گھنٹے کام لینا، سوشل سکیورٹی کا خاتمہ اور اداروں کی نجکاری نے مزدوروں کو بے حال کر دیا ہے۔ٹھکیداری نظام کے ذریعے مزدوروں کا استحصال کیا جارہا ہے۔مزدور کی کم از کم تنخواہ بیس ہزار روپے مقرر کی جائے۔مزدوری کے اوقات ہفتہ وار 42 گھنٹے مقرر کئے جائیں۔

**حیدرآباد** مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر مختلف مزدور یونینز، تنظیموں، ایسوسی ایشنوں، لیبر ونگز و سیاسی جماعتوں کی جانب سے مزدوروں کے حقوق کے لیے ریلیاں نکالی گئیں اور احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔خواتین کی بڑی تعداد بھی ریلیوں اور مظاہروں میں شریک تھی۔شرکاء نے شکاگو کے مزدوروں کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور مزدوروں کے مسائل حل کرنے کے لیے جدوجہد جاری رکھنے کا عزم دہرایا اور سندھ حکومت سے مطالبہ کیا کہ مزدوروں کے حقوق کے قوانین پر عملدرآمد کیا جائے اور آئندہ بجٹ میں مزدوری کی تنخواہ مہنگائی کے تناسب سے کم از کم 25 ہزار روپے مقرر کی جائے۔پیپلز لیبر بیورو کی ریلی مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی پریس کلب پہنچی۔پارٹی رہنماؤں کا کہنا تھا کہ پیپلز پارٹی نے ہمیشہ مزدوروں کے حقوق کے لیے جدوجہد کی ہے۔وفاقی حکومت ایک سازش کے تحت اداروں کی نجکاری کر کے مزدوروں کا استحصال کر رہی ہے جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔عبداللطیف نظامانی نے کہا کہ یہ دن منانے کا مقصد ان عظیم محنت کشوں کی قربانیوں کو یاد کرنا ہے جنہوں نے 1886ء میں شکاگو میں اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر دنیا بھر میں مزدور قوانین کی داغ بیل ڈالی۔ہمارے ملک میں آج بھی قوانین پر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث مزدور کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔آل سندھ ٹریڈ یونینز آرگنائزیشن نے بھی ریلی نکالی جس کے سیکرٹری جنرل غلام سرور چانڈیو، سندھ شوگر ملز ورکرز فیڈریشن کے سیکرٹری جنرل محمد اشرف راجپوت، کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل کامریڈ امداد قاضی، ذوالفقار علی، محمد خالد اور دیگر نے کہا کہ حیدرآباد میں تمام صنعتی اور سرکاری اداروں میں ٹھیکیداری نظام ختم کر کے مزدوروں کو تقرر نامے دے کر تمام مزدوروں کا ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ (ای او اے بی) اور سوشل سکیورٹی میں اندراج کرایا جائے۔اوقات کار آٹھ گھنٹے اور کم از کم تنخواہ چودہ ہزار روپے پر عمل کیا جائے۔پنشن دس ہزار روپے سے زائد مقرر کی جائے۔آئی ایل او کنونشن پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔سندھ اریگیشن ٹریڈ یونینز فیڈریشن سندھ نے مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا۔اشرف خان بوزئی، سردار مظفر، منظور احمد، عارف قریشی، اعجاز ملاح، واجد ملاح و دیگر نے کہا کہ شکاگو کے محنت کشوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پوری دنیا کے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کیا۔جماعت اہلحدیث کے تحت یوم مئی کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امیر عبداللہ فاروقی نے کہا کہ مزدوروں کو حقوق دیئے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔مزدوروں کی کم از کم تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر کی جائے۔مولانا عطاء اللہ، شکیل احمد، مولانا اسحاق نے بھی تقریب سے خطاب کیا۔عوامی ورکرز پارٹی کی ریلی میں ہاری، مزدور، طلبہ اور خواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔عالیہ، لطیف لغاری، جاوید، کامریڈ منور، کامریڈ مظفر لغاری و دیگر نے کہا کہ حکمران طبقہ مزدوروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔اجرت میں کمی، غیر انسانی حالات میں سولہ سولہ گھنٹے کام لینا، سوشل سکیورٹی کا خاتمہ اور اداروں کی نجکاری نے مزدوروں کو بے حال کر دیا ہے۔ٹھکیداری نظام کے ذریعے مزدوروں کا استحصال کیا جارہا ہے۔مزدور کی کم از کم تنخواہ بیس ہزار روپے مقرر کی جائے۔مزدوری کے اوقات ہفتہ وار 42 گھنٹے مقرر کئے جائیں۔پاکستان ٹریڈ یونین ڈیفنس کیمپس اور آل پاکستان نادرا ایمپلائز یونین کی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نثار احمد چانڈیو، اونیاش شیخ، عدنان، عزیز احمد کھوسو و دیگر نے کہا کہ شکاگو میں محنت کشوں کی کام کے طویل اوقات کار کے خلاف تحریک کو ریاست نے قتل عام کے ذریعے خون میں نہلا دیا تھا۔امریکی ریاست کی پولیس نے مزدوروں پر گولیاں برسائیں، اس واقعے کے بعد سے محنت کشوں کے عالمی جھنڈے کا رنگ جو پہلے سفید ہوا کرتا تھا وہ سرخ ہو گیا اور شکاگو کے مزدوروں کی یاد میں پوری دنیا میں یوم مزدور منایا جانے لگا۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ سرکاری اداروں میں کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کیا جائے۔آئندہ بجٹ میں مزدوروں کی تنخواہوں میں سو فیصد اضافہ اور اداروں کی نجکاری فوری بند کی جائے۔ہوم بیسڈ ویمن ورکرز فیڈریشن کی ریلی میں بڑی تعداد میں مزدور خواتین نے شرکت کی۔شکیلہ خان، جمیلہ عبداللطیف، زرین بابو، سہاگی بھیل و دیگر نے کہا کہ پاکستان کے مزدور بدترین حالات میں کام کر رہے ہیں اور تمام بنیادی حقوق سے محروم ہیں جبکہ غیر رسمی شعبے کے کروڑوں مزدور آج بھی قانونی حق کے حصول اور اپنی مزدور شناخت کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ گھر مزدور خواتین کو قانوناً ورکرز تسلیم کرنے کے لیے ٹھوس بنیادوں پر قانون سازی کی جائے۔چوڑی کی صنعت سے وابستہ لاکھوں گھر مزدور خواتین کو سوشل سکیورٹی کے ادارے میں رجسٹرڈ کیا جائے۔پاسبان کے تحت بھی عالمی یوم مزدور پر ریلی نکالی گئی۔منظور احمد، انور شیخ، اصغر راجپوت، نوید اقبال، اسحاق انصاری و دیگر نے کہا کہ صنعتی اداروں میں لیبر قوانین پر مکمل عملدرآمد کروایا جائے اور مزدوروں کی کم از کم تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر کی جائے۔پیپلز پارٹی شہید بھٹو کے تحت ستار بھٹی، جمن کھوسو، سندھ ترقی پسند پارٹی کے تحت لعل چنداوڈھ، پاکستان ورکرز فیڈریشن کے تحت محبوب قریشی کی قیادت میں بھی مزدوروں سے اظہار یکجہتی کے لیے ریلیاں نکالی گئیں۔محنت کشوں کے عالمی دن کے موقع پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے مزدوروں کے حقوق کے لیے ایچ آر سی پی آفس سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی۔ریلی کی قیادت ڈاکٹر اشوتھاما، منظور تھیم، پنھل ساریو، لالہ عبدالحلیم، بوٹا امتیاز اور دیگر نے کی۔شرکاء نے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن میں شکاگو کے محنت کشوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے حوالے سے نعرے درج تھے۔شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ سرمایہ دارانہ نظام نے پوری دنیا کے انسانوں کی زندگیوں کو اجیرن بنا دیا ہے۔کہیں محنت کشوں کے روزگار پر حملہ کیا جارہا ہے تو کہیں ان

سے تعلیم وصحت جیسی بنیادی ضروریات چھینی جارہی ہیں۔حکومت عالمی مالیاتی اداروں کے ایما پر محنت کشوں پر شرمناک حملے کر رہی ہیں اور پچھلی تین دہائیوں میں نجکاری جیسی مزدور دشمن قاتل پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں انہوں نے سندھ حکومت سے مطالبہ کیا کہ مزدوروں کے حقوق سے متعلقہ قوانین پر عملدرآمد کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

**ٹوبہ ٹیک سنگھ** ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر لیبر قومی موومنٹ کی جانب سے گوجرہ روڈ پر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں مزدوروں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔تقریب کی صدارت لیبر قومی موومنٹ کے ضلعی رہنما محمد شبیر اور محمد زبیر نے کی۔اس موقع پر مقررین کا کہنا تھا کہ شکاگو کے مزدوروں نے ظلم و جبر کے سامنے سرجھکانے کی بجائے اپنی جانیں قربان کر کے مزدور طبقہ کے حقوق کی جدوجہد کی تاریخ رقم کی۔تقریب کے اختتام پر مزدوروں نے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاجی مظاہرہ بھی کیا۔

(اعجاز اقبال)

**خیرپورمیرس** یکم مئی کو مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر ایچ آر سی پی کے کارکنان نے ایک تقریب کا انعقاد کیا جس میں 26 مرد اور 9 خواتین نے شرکت۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عبدالمنیم ابڑو نے کہا کہ 1827ء میں مزدوروں کی پہلی یونین امریکا کے شہر فلاڈیلفیا میں بنائی گئی تھی جس نے مزدوروں کے حقوق کے لیے جدوجہد کا آغاز کیا۔یونین کا کہنا تھا کہ مزدوروں سے اٹھارہ گھنٹے کام لیا جاتا ہے تاہم انہیں مناسب معاوضہ نہیں دیا جاتا جس کے بعد 1834ء میں نیویارک میں بسکٹ بنانے والی ایک فیکٹری کے مزدوروں نے اٹھارہ گھنٹے کام لینے کے خلاف ہڑتال کی جس کے بعد امریکی حکومت نے سرکاری اور نجی ملازمین کے کام کا دورانیہ دس گھنٹے مقرر کیا۔امریکا کے سرمایہ داروں کے مظالم کے خلاف جدوجہد دیکھ کر برطانیہ کے مزدوروں نے بھی بغاوت کا اعلان کردیا۔1886ء میں امریکہ کے شہر شکاگو میں مزدوروں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے جدوجہد کی بنیاد رکھی اور احتجاجی مظاہرے کئے۔احتجاج کا آغاز سٹار کمپنی کے مزدوروں کی بھوک ہڑتال سے ہوا جس کے بعد مسلسل چھ دن تک ملک کے تمام کارخانوں میں مزدوروں نے اپنا احتجاج جاری رکھا۔مزدوروں کو ہراساں کرنے کے کئی واقعات ہوئے۔مزدوروں کے ایک جلسے میں بم گرایا گیا اور پولیس نے شکاگو کے مزدوروں پر گولیاں برسائیں جس کے نتیجے میں کافی مزدور مارے گئے۔کئی جیلوں میں قید کئے گئے اور کچھ مزدور رہنماؤں کو سرعام پھانسی پر لٹکایا گیا۔شکاگو میں ہلاک ہونے والے مزدوروں کے لیے 1889ء سے یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منانے کا آغاز ہوا۔محمد اویس نے کہا کہ مزدوروں کی حالت بہت بری ہے۔فیکٹریوں کے اندر انسپکشن نامہ کی کوئی چیز نہیں ہے۔بلدیہ فیکٹری کراچی کے سانحہ کے بعد بھی مزدوروں کو ایسے واقعات سے بچانے کے لیے کوئی حکمت عملی نہیں بنائی گئی۔اس کے علاوہ شپ بریکنگ والا واقعہ ہوا اس کے بعد بھی حکومتی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔محمد عباس شاہ نے کہا کہ سندھ کے لاکھوں مزدور لیبر قوانین کے دائرہ کار میں ہی نہیں آتے جن کو صحت، کھانا، پینشن، رہائش اور تعلیم سمیت کوئی بھی سہولت میسر نہیں۔کیمیکل اور دواساز اور کاٹن فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدور ٹی بی، جلد اور پھیپھڑے کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔محترمہ امبرین نے کہا کہ یکم مئی 1886ء میں شکاگو کے مزدوروں نے اپنے حقوق کے لیے جو تحریک چلائی تھی اس سے زیادہ خطرناک اور بھیانک حالات موجودہ وقت کے مزدور کو درپیش ہیں۔علی خان نے کہا کہ سندھ میں کم ازکم دس مزدور روزانہ خودکشی یا خودکشی کی کوشش کرتے ہیں جبکہ کچھ واقعات میں تو مزدور اپنے بچوں اور بیوی کے ساتھ بھی اپنی زندگی ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ٹھیکیدار مزدوروں کے پیسے کھاجاتے ہیں اگر کسی کو دوران کام کوئی چوٹ وغیرہ لگی جاتی ہے تو وہ علاج بھی اپنے پیسوں سے کراتا ہے جس سے مزدور کی تکلیف اور بھی بڑھ جاتی ہے۔جان محمد نے کہا کہ اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے خاندانوں کو کسی قسم کا تحفظ دستیاب نہیں ہے۔وہاں پر کام کرنے والی خواتین کو جنسی ہراساں بھی کیا جاتا ہے۔انور علی نے کہا کہ پاکستان نے مزدوروں کو حقوق دینے کے لیے انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے کئی معاہدات پر دستخط تو کیے ہیں لیکن سندھ میں ان پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔حاجی شاہ محمد نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں جو آدمی جتنا طاقتور ہے وہ اتنا ہی جابر اور ظالم ہے ہر جگہ مزدوروں کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں۔محترمہ شاہینہ نے کہا کہ سندھ میں مزدوروں کی کئی تحریکیں چلیں، سب سے پہلے 1935ء میں جی ایم سید، جمشید مہتا، کامریڈ سوبھو اور نارائن نے ٹریڈ یونین کی بنیاد رکھی۔1963ء میں کراچی میں تنخواہ لینے پر احتجاج میں مزدوروں پر گولیاں چلیں کئی مزدور مارے گئے۔1970ء میں روہڑی میں فیکٹری بند کروائی گئی۔احتجاج کرنے پر چار سو مزدوروں کو گرفتار کیا گیا۔ان پر تشدد بھی کیا۔1978 میں کالونی ٹیکسٹائل مل ملتان میں تنخواہ کے لیے احتجاج پر مزدوروں پر فائرنگ سے سو سے زیادہ مزدور شہید ہوگئے۔1982ء میں مساوات اخبار بند ہونے پر بھی احتجاج ہوا۔مزدوروں اور صحافیوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔آخر میں تمام شرکاء نے متفقہ طور پر عہد کیا کہ وہ مزدوروں کے حقوق کے لیے کوشاں رہیں گے۔

(عبدالمنیم ابڑو)

یکم مئی **1886**ء میں شکاگو کے مزدوروں نے اپنے حقوق کے لیے جو تحریک چلائی تھی اس سے زیادہ خطرناک اور بھیانک حالات موجودہ وقت کے مزدور کو درپیش ہیں۔علی خان نے کہا کہ سندھ میں کم ازکم دس مزدور روزانہ خودکشی یا خودکشی کی کوشش کرتے ہیں جبکہ کچھ واقعات میں تو مزدور اپنے بچوں اور بیوی کے ساتھ بھی اپنی زندگی ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ٹھیکیدار مزدوروں کے پیسے کھاجاتے ہیں اگر کسی کو دوران کام کوئی چوٹ وغیرہ لگی جاتی ہے تو وہ علاج بھی اپنے پیسوں سے کراتا ہے جس سے مزدور کی تکلیف اور بھی بڑھ جاتی ہے۔جان محمد نے کہا کہ اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے خاندانوں کو کسی قسم کا تحفظ دستیاب نہیں ہے۔

**1886**ء میں امریکہ کے شہر شکاگو میں مزدوروں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے جدوجہد کی بنیاد رکھی اور احتجاجی مظاہرے کئے۔احتجاج کا آغاز سٹار کمپنی کے مزدوروں کی بھوک ہڑتال سے ہوا جس کے بعد مسلسل چھ دن تک ملک کے تمام کارخانوں میں مزدوروں نے اپنا احتجاج جاری رکھا۔مزدوروں کو ہراساں کرنے کے کئی واقعات ہوئے۔مزدوروں کے ایک جلسے میں بم گرایا گیا اور پولیس نے شکاگو کے مزدوروں پر گولیاں برسائیں جس کے نتیجے میں کافی مزدور مارے گئے۔کئی جیلوں میں قید کئے گئے اور کچھ مزدور رہنماؤں کو سرعام پھانسی پر لٹکایا گیا۔شکاگو میں ہلاک ہونے والے مزدوروں کے لیے **1889**ء سے یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منانے کا آغاز ہوا۔محمد اویس نے کہا کہ مزدوروں کی حالت بہت بری ہے۔

# غربت وافلاس کے سامنے جنون اور شوق کی جیت

سدرہ ڈار

آخر کس کام پر لگا دیا ہے بچی کو؟ ابھی سے ہاتھوں سے نکلی جا رہی ہے، لڑکیاں ہانڈی روٹی کرنے کے لیے بنی ہیں نہ کہ کھیلنے کے لیے، یہ سب سننا پڑا 15 سالہ زینب کو، جب اس نے اظہار کیا کہ وہ کھیلنا چاہتی ہے۔

کورنگی کی رہائشی ایک رکشہ ڈرائیور کی بیٹی نے جب اپنے خواب کو بیان کیا کہ وہ بھی کسی میدان میں اتر کر اپنا آپ منوانا چاہتی ہے، کچھ بننا چاہتی ہے۔ اپنے ماں باپ کا سہارا بننا چاہتی ہے تو گھر والوں پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ حیرت تو ہونی ہی تھی کیونکہ جس معاشرے میں وہ سانس لے رہی ہے وہاں لڑکی کا باہر نکل کر کام کرنا بھی ابھی تک ہضم نہیں ہو پا رہا، وہاں اگر کھیل کی بات آ جائے تو کیا توقع کی جائے۔

میری ملاقات زینب سے کورنگی میں ایک کھیل کے میدان میں ہوئی۔ نسیم حمید اکیڈمی میں وہ روزانہ تین سے چار گھنٹے فٹبال کی مشق کرنے آتی ہے۔ میٹرک کے امتحانات سے فارغ ہونے کے بعد اس کی اگلی منزل آگے پڑھنا اور ناروے کا وہ میدان ہے جہاں اس نے جولائی میں جا کر فٹبال کا میچ کھیلنا ہے۔

عمر بھلے ہی کم ہے لیکن خواب بڑے ہیں، جذبہ اور کھیل کا جنون اس کی آنکھوں کی چمک سے عیاں ہوتا ہے۔ میرا پہلا سوال ہی یہی تھا کہ جب کھیلنے کا سوچا تو لوگوں نے کیا کہا؟

اس کا جواب بڑا سادہ اور صاف تھا، 'لوگ تو بولتے رہتے ہیں، خاموش رہ ہی کہاں سکتے ہیں لیکن میں ان کی بات پر غور نہیں کرتی اب میرے گھر والوں کو معلوم ہے کہ میں اس کھیل سے اپنے ماں باپ کا اور ملک کا نام روشن کرنا چاہتی ہوں، میں غریب خاندان سے ہوں لیکن مجھے خود پر یقین ہے کہ میں آگے تک ضرور جاؤں گی'۔

اریبہ بھی ایک مزدور کی بیٹی ہے اور زینب کی طرح ناروے فٹبال میچ کے لیے ٹیم میں شامل ہو چکی ہے۔ اس کی داستان بھی کوئی الگ نہیں، میں نے جب پوچھا کہ ایک بچی جس نے پورا شہرِ کراچی بھی نہ دیکھا ہو اور وہ ناروے جائے گی، تو میرے سوال پر ہی اس کے چہرے کی خوشی اور آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ اس کا جواب بھی یہی تھا کہ کبھی سوچا نہیں تھا لیکن یقین ہے کہ محنت کے سبب ہم بھی ایتھلیٹ نسیم حمید کی طرح ملک کا نام روشن کریں گے۔

بے گھر بچوں اور وسائل کی کمی کا شکار ہونے والے بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والا ایک ادارہ آزاد فاؤنڈیشن لڑکوں اور لڑکیوں کی فٹبال ٹیم کو بین الاقوامی نمائندگی دینے کے لیے آج کل کافی سرگرم ہے جبکہ نسیم حمید کی بہن قرۃ العین حمید ان بچیوں کو فٹبال کی تربیت دیتی ہیں۔

کوچ ہونے کی حیثیت سے جہاں ان پر ان بچیوں کو کھیل کے ساتھ ساتھ پر اعتماد بنانے کی اہم ذمہ داری ہے وہیں ان بچیوں کو گھروں سے میدان تک لانے میں بھی انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

انہوں نے بتایا کہ والدین چاہتے ہیں کہ ان کی بچی آگے بڑھے لیکن معاشرے میں رائج فرسودہ روایات اور لوگوں کے سوالات کا خوف ان والدین کے ارادوں کو متزلزل کر دیتا ہے۔ ان تمام بچیوں کا

تعلق غریب گھرانوں سے ہے۔ اس ٹیم میں کچھ بچیاں ایسی بھی ہیں جو اسکول نہیں جا سکیں، اگرچہ کچھ گئیں لیکن انہوں نے کھیل کے میدان تک جانے کا کبھی نہیں سوچا تھا۔

مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس ٹیم میں دو بہنیں ایسی بھی ہیں جو سڑکوں پر بھیک مانگتی ہیں، ان کے والدین مر چکے ہیں اور نانی کے پاس رہتی ہیں لیکن کھیلنے کا شوق انہیں اس میدان تک کھینچ لایا۔ اردگرد کے لوگوں کو جب یہ خبر ہوئی تو نانی نے ان کو کھیلنے سے روک دیا، آج کل کوچ ان بچیوں کو واپس میدان میں لانے کے لیے سرگرم ہیں۔

مہنگے مہنگے اسکولوں میں بھاری بھرکم فیسیں اور اسپورٹس گالا کے نام پر ہزاروں روپے وصول کرنے والے اسکول کے بچوں کا بھی کیا اعتماد ہوگا

اریبہ بھی ایک مزدور کی بیٹی ہے اور زینب کی طرح ناروے فٹبال میچ کے لیے ٹیم میں شامل ہو چکی ہے۔ اس کی داستان بھی کوئی الگ نہیں، میں نے جب پوچھا کہ ایک بچی جس نے پورا شہرِ کراچی بھی نہ دیکھا ہو اور وہ ناروے جائے گی، تو میرے سوال پر ہی اس کے چہرے کی خوشی اور آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ اس کا جواب بھی یہی تھا کہ کبھی سوچا نہیں تھا لیکن یقین ہے کہ محنت کے سبب ہم بھی ایتھلیٹ نسیم حمید کی طرح ملک کا نام روشن کریں گے۔

جو میں نے اس میدان میں دیکھا جہاں وسائل کی کمی اور غربت وافلاس کا شکار بچیاں تپتی دھوپ میں پسینے سے شرابور فٹبال کھیل رہی تھیں۔

جنہیں یہ معلوم ہے کہ جب وہ تھک کر گھر جائیں گی تو فرج میں کسی ٹھنڈی بوتل میں ان کے لیے کوئی شربت، گلوکوز گھلا پانی یا شکنجبین نہیں بھرا ہوگا۔ نہ ہی رات کے کھانے میں ان کے لیے اضافی روٹی ہوگی نہ ہی سالن میں بوٹی۔ لیکن میں نے غربت افلاس کے سامنے جنون اور شوق کو جیتتے دیکھا اور ان بچیوں کے اعتماد اور حوصلے کے سامنے ان مجبوریوں کو جھک کر راستہ دیتے دیکھا۔

وہ جب فٹبال کو کِک مارتیں، مجھے محسوس ہوتا کہ وہ فٹبال سماج کی بنائی فرسودہ روایات ہیں اور وہ گول ان کی منزل۔ وہ میدان میں جب کھیل رہیں تھی تو ان کا لباس فٹبالر کا تھا، بدن میں بجلی تھی اور جب کھیل ختم ہونے پر کوچ نے سیٹی بجائی تو وہی بچیاں تھوڑی دیر بعد شلوار قمیض میں ملبوس ڈھائی گز کے دوپٹے سے خود کو لپیٹ کر میدان سے گھر کی طرف اور ان لوگوں میں سے نکل کر گزرنے کی تیاری کر رہی تھیں جن کا کام صرف باتیں بنانا ہے۔

ان بچیوں اور ان کی کوچ کو اس میدان میں اترنے کا شدت سے انتظار ہے جو ناروے میں سجے گا۔ اس میدان میں ہر وہ ٹیم اترے گی جس کے پاس وسائل کی کمی اور غربت افلاس کو شکست دے کر فٹبال کھیلنے کا جنون رکھنے والے بچے شریک ہوں گے لیکن میں صرف اتنا سوچ رہی ہوں کہ کھیل کا اصل میدان تو نہ جانے کب سجے، یہ بچیاں تو بہت پہلے ہی فتح کا تاج سر پر سجا چکی۔

اس گمنام طالبہ کی طرح جس کے پاس اسائنمنٹ پرنٹ کرانے کے لیے جب پیسے کم پڑ جاتے تو وہ ہاتھ سے اسائنمنٹ لکھتی تھی۔ جب کتابیں خریدنے کی اجازت جیب نہیں دیتی تھی وہ فوٹو کاپی کروا لیتی تھی اور ایک دن اس نے گولڈ میڈل لے لیا۔ اس لڑکی نے بھی جب یونیوسٹی کا رخ کیا تھا تو اس کے باپ کو کئی لوگوں سے سننے کو ملا تھا بہت بڑی غلطی کرنے جا رہے ہو لڑکی کا اتنا پڑھنا ٹھیک نہیں۔ لیکن پھر اسی باپ نے باقی بچوں کو بھی یونیورسٹی جانے کی اجازت دے ڈالی۔

میرا ماننا ہے کہ راستہ کبھی کھلا نہیں ملتا، راستہ بنانا پڑتا ہے سفر تھکاتا ضرور ہے لیکن منزل کی لگن اگر سچی ہو تو رکاوٹیں ہٹا کر آگے بڑھنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔ زینب، اریبہ اور اس جیسی بچیوں کا یہ کہنا کہ لوگ باتیں کرتے ہیں، گھر والے بھی پریشان ہو جاتے ہیں لیکن جب ہم کچھ اچھا کر جائیں گے تو یہی لوگ باتیں کرنا چھوڑ دیں گے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس ہلکے معاشرے میں ان کم عمر بچیوں کی بات بڑی وزن دار ہے۔ اگر ایک تھری پیس سوٹ میں ملبوس لاکھوں تنخواہ وصول کرنے والا اینکر بھی یہ بات ٹی وی پر آ کر کہے تو اس کے کہنے میں وہ اثر نہیں ہوگا جو ان بچیوں کے کہنے میں ہے کیونکہ یہ بات وہ بچیاں نہیں بول رہیں ان کا جذبہ، ان کی سوچ، ان کا شوق اور آگے بڑھنے کا جنون بول رہا ہے جس نے مجھے بھی لکھنے پر مجبور کیا۔

خدا کرے کہ ان کے والدین کے ارادے بھی ان بچیوں کی طرح پختہ رہیں اور یہ جولائی میں ناروے میچ کھیلنے پہنچ جائیں کیونکہ اب مجھے ان کی جیت سے کہیں زیادہ لوگوں کے منہ بند ہونے کا انتظار ہے۔

(بشکریہ ڈان)

# ’کچرا دو، تعلیم عام کرو‘

عادل عزیز خانزادہ

پاکستان جیسے معاشرے میں جہاں حکومت کی عدم توجہ کے باعث سرکاری سطح پر تعلیم کا معیار انتہائی پست حالت کا شکار ہے، جبکہ نجی تعلیمی اداروں میں تعلیم کے نام پر کاروبار کا بازار گرم دکھائی دیتا ہے، وہیں ایک اسکول ایسا بھی ہے جو گھروں میں استعمال ہونے والی پرانی اشیاء اور کچرا فروخت کرکے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے مشن پر گامزن ہے۔

یہ اسکول کراچی کے علاقے سرجانی ٹاؤن کے قریب شہر کی سب سے بڑی کچرا کنڈی جام چاکرو کے بیچوں بیچ واقع ہے، جو ایسے علاقے میں بھی زندگی کی شمع روشن کیے ہوئے ہے، جہاں پر دور دور تک صرف کچرے کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔

ایک غیر سرکاری تنظیم 'الخیر ویلفئیر سوسائٹی' کے تحت چلنے والے اس اسکول میں بچوں کو نہ صرف مفت تعلیم فراہم کی جارہی ہے، بلکہ انہیں سلائی کڑھائی اور جدید دور کی مناسبت سے کمپیوٹر سے متعلق کورسز بھی کروائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ایک خصوصی جماعت اُن افراد کیلئے شروع کی گئی ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کرسکے تھے، اس طرح یہ پیغام بھی عام کیا جارہا ہے کہ تعلیم کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔

اسکول کی منفرد بات یہ ہے کہ یہاں مختلف شعبہ جات قائم ہیں، جن میں ایک ایسا کمرہ بھی موجود ہے، جہاں اسکول کے بچوں کی وردی کی سلائی اور تیاری کا کام کیا جاتا ہے۔

1987 میں قائم ہونے والی اس تنظیم کے تحت جب پہلے اسکول نے اپنا کام شروع کیا تو نا تو کوئی عمارت تھی اور نا ہی دیوار، لیکن جذبے اور لگن کی بدولت آج ادارہ الخیر کے کل 7 کیمپس ہیں، جبکہ ایک کالج بھی موجود ہے، جہاں پر طلبہ مفت تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

ڈان نیوز کے پروگرام 'ذرا ہٹ کے' کی ٹیم نے اسی اسکول کا دورہ کیا اور وہاں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے ساتھ ساتھ کلاس رومز میں موجود اساتذہ سے بھی اس اسکول کے بارے میں ان کے خیالات جاننے کی کوشش کی۔

اسکول میں زیر تعلیم بی ایس مائیکرو بائیولوجی کی ایک طالبہ مونا نے بتایا کہ وہ ایک پسماندہ گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کے والد بھی تعلیم یافتہ نہیں، لیکن علم کی لگن کے باعث وہ یہاں آئیں اور انٹر کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آگے بھی تعلیم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اسکول کے دورے کے دوران ایک اور منفرد چیز یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ اس اسکول کی عمارت میں ایک سپر اسٹور بھی قائم ہے جہاں ہر قسم کی اشیاء فروخت کرکے حاصل ہونے والی آمدنی کو اسکول کے اخراجات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

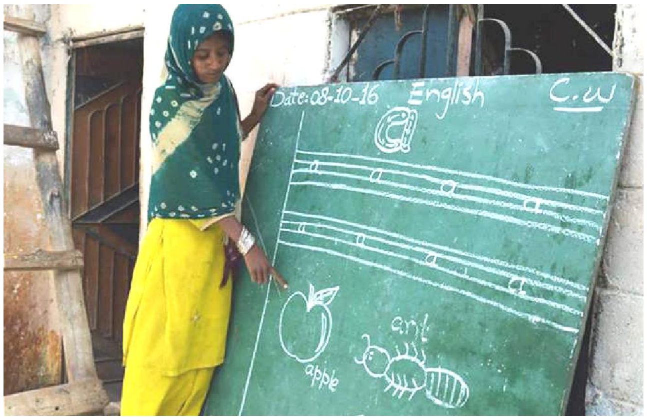


پروگرام کے دوران ادارہ الخیر ویلفیئر سوسائٹی کے بانی محمد مظاہر شیخ نے بتایا کہ ان کے پروجیکٹ کا مقصد معاشرے میں تعلیم کو عام کرنا ہے، کیونکہ جب ہم فلاحی کام کی بات کرتے ہیں تو اس میں پہلا اور اولین درجہ تعلیم ہی ہے۔

انھوں نے کہا، 'اگر چہ معاشرے کے دو رخ ہیں اور کچھ لوگ اچھا اور کچھ برا سوچتے ہیں، لیکن جو لوگ بھلائی کا قدم بڑھاتے ہیں ان ہی میں سے ایک میں بھی ہوں اور یوں ہم سب نے مل کر معاشرے سے تفریق کو ختم کرنا ہے کیونکہ تعلیم سے ہی قوموں کی تقدیر بدل سکتی ہے'۔

اس سوال پر کہ آپ کو اس طرح کا تعلیمی ادارہ بنانے کا خیال کیسے آیا؟ مظاہر شیخ کا کہنا تھا کہ وہ شروع سے ہی لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے جو وقت کے ساتھ ساتھ ان کی عادت بن گئی، لیکن پھر سوچا کہ لوگوں کی ذہنی حالت کو تبدیل کرنا ہوگا اور پھر اس کام کے لیے تعلیم کو عام کرنے کا ارادہ کیا۔

محمد مظاہر شیخ نے بتایا کہ 'جب آج سے 30 سال پہلے میں یہاں آیا تھا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا، میں تین یا چار بچوں کو کھلے آسمان تلے بٹھا کر انہیں ان کا نام لکھنا سکھاتا تھا اور پھر آہستہ آہستہ پیار و محبت سے بچوں میں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور یوں یہ تعداد بڑھتی چلی گئی'۔

ان کا کہنا تھا کہ 'جس دور میں اسکول کا قیام عمل میں آیا تو اس علاقے کا کوئی بچہ اسکول نہیں جاتا تھا اور وہ غلط سرگرمیوں میں بھی ملوث تھے، لیکن ان 30 سالوں میں زمین و آسمان کا فرق دیکھنے میں آیا'۔

انھوں نے بتایا چونکہ میرا مقصد غریب گھروں کے ان بچوں کو تعلیم دینا تھا جنھوں نے اسکول نہیں دیکھا اور وہ غربی کے باعث کم عمری میں مزدوری کرکے اپنے گھر کی کفالت کرتے ہیں، لہذا ان بچوں کو یہاں پر مفت تعلیم کا موقع بھی ملا اور پھر وہ شام کے اوقات میں کام بھی کرسکتے ہیں اور اگر وہ بہت زیادہ مالی پریشانی کا شکار ہوں تو ہم ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔

محمد مظاہر شیخ نے کہا کہ 'عام طور پر اس علاقے کی کچی آبادیوں میں مقیم لوگ اپنے بچوں کو بچپن سے مزدوری کرنے کا عادی بنا دیتے ہیں، لیکن جب سے یہ اسکول قائم ہوا ہے تو بچوں میں پڑھائی کی لگن پیدا ہوئی، جس سے وہ بھی دوسرے بچوں کی طرح اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں'۔

انھوں نے بتایا کہ وہ بچوں کے والدین کو ذہنی طور یہ بات سمجھاتے ہیں کہ اگر کم عمری میں ان کا بچہ کام کرے گا تو وہ 50 سال تک وہی کماتا رہے گا جو شروع دن سے کما رہا ہے، لہذا اسے اپنا مستقبل بہتر بنانے کے لیے تعلیم بہت ضروری ہے۔

## کچرے سے تعلیم کا فروغ کیسے؟

اس سوال پر کہ آپ کے اس مقصد میں کچرے کا استعمال کیوں کیا گیا اور اس کا تعلیم سے کیا واسطہ ہے؟ محمد مظاہر شیخ نے بتایا کہ چونکہ لوگ برسوں کی پرانی چیزیں اپنے گھر میں محفوظ رکھتے ہیں تو ' کچرا دو اور تعلیم عام کرو' کے پیغام سے لوگ اب پرانی چیزیں ہمیں دیتے ہیں، جن کو فروخت کرکے ہم اس اسکول کو چلا رہے ہیں۔

انھوں نے بتایا کہ اس میں وہ کچرا بھی شامل ہے جو روزانہ کی بنیاد پر گھروں میں جمع ہوتا ہے اور یوں اس میں کاغذ اور گتے کو الگ کرنے کے بعد اسے فروخت کرکے ہم آمدنی حاصل کرتے ہیں۔

انھوں نے یہ بھی کہا کہ خود ان کے بچے بھی آگے چل کر اس سفر کو جاری رکھنے کے لیے 20 فیصد مالی مدد کیا کریں گے تا کہ ہم تعلیم کو مزید وسیع کرسکیں۔

اس اسکول میں محمد مظاہر شیخ کی اہلیہ تسنیم کوثر بھی اسکول کی عملی سرگرمیوں کی سربراہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ زیادہ تر ایسے کیسز سامنے آتے ہیں جن میں والد سے زیادہ والدہ کو اپنے بچوں کو تعلیم دینے کی فکر لاحق ہوتی ہے اور اسی لیے وہ اس اسکول میں انہیں بلا کر بچوں کو اسکول بھیجنے پر قائل کرتی ہیں۔

انھوں نے مزید بتایا کہ ' کچھ والدین تو اسکول آجاتے ہیں، لیکن کچھ کو وہ گھر گھر جا کر یہ پیغام دیتی ہیں اور انہیں بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لیے اسکول بھیجنے پر راضی کیا جاتا ہے

(بشکریہ ڈان)

# قائداعظم سے دھونس اور اشتعال کی ثقافت تک

وجاہت مسعود

لیو ٹالسٹائی نے اینا کیرینینا کے پہلے پیراگراف میں لکھا تھا۔ 'سب سکھی گھرانے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ہر دکھی گھرانے کی اپنی اپنی کہانی ہوتی ہے'۔ واقعی دکھ کے ہزار پہلو ہوتے ہیں۔ ہم پر دہشت گردی کا عذاب اترا اور یہ آسیب ابھی دور نہیں ہوا۔ چار برس پہلے ہم نے ایک حکومت منتخب کی تھی۔ ایک دن ایسا نہیں گزرا کہ معمول کا کاروبار مملکت ممکن ہو سکا ہو۔ طالبان سے مذاکرات ہم نے کئے۔ آپریشن ضرب عضب ہم نے شروع کیا۔ آپریشن ضرب عضب کے ختم ہونے کی خبر ہمیں نہیں ملی، ردالفساد کا نقارہ البتہ ہم نے سنا۔ اس دوران ایک دھرنا ہوا، پھر دھرنے کا دوسرا حصہ آیا۔ پاناما کا ایک باب کھلا۔ اب خبر آئی ہے کہ پاناما (2) کا امتحان شروع ہوا چاہتا ہے۔ اس بیچ میں ڈان لیکس کا ہنگامہ اٹھا۔ سوال بہت سے ہیں۔ جواب پوچھنے کا یارا نہیں۔ جواب دہی تو وہاں ہوا کرتی ہے جہاں آئین کے احترام کی روایت ہو۔ اس احترام کا ایک اشارہ برادر گرامی قدر ڈاکٹر صفدر محمود نے ایک کالم میں بیان فرمایا ہے۔ پورا کالم ہی تاریخ کی لوح پر کندہ کئے جانے کے قابل ہے۔ ایک جملہ پیش خدمت ہے۔ 'جتنے مرضی ہے ووٹ لے لیں، جتنے انتخابات چاہیں جیت لیں، جتنے نعرے چاہیں لگوا لیں لیکن اب اہم قومی فیصلوں میں اور ملک چلانے میں فوج شریک اقتدار رہے گی'۔ محترم صفدر محمود قائداعظم کے سوانح اور افکار کے شناور ہیں۔ کیوں نہ قائداعظم ہی کے دو حوالے نذر کر دیے جائیں۔ تو دانی حساب کم و بیش را....

14 اگست 1947ء کا دن تھا۔ گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں آزادی کی تقریبات جاری تھیں۔ ایک نوجوان فوجی افسر نے قائداعظم کے پاس پہنچ کر شکایت کی کہ فوج کے تینوں شعبوں میں برطانوی سربراہ مقرر کئے گئے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ پاکستانی افسروں کو قوم کی خدمت کا موقع دیا جاتا۔ قائداعظم نے شکایت کرنے والے فوجی افسر کی فہمائش کرتے ہوئے کہا 'مت بھولئے کہ آپ عوام کے خادم ہیں۔ قومی پالیسی بنانا آپ کا کام نہیں ہے۔ ان معاملات پر فیصلہ کرنا ہمارا یعنی سول رہنماؤں کا اختیار ہے۔ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ ان احکامات کی تعمیل کریں'۔

14 جون 1948ء کو سٹاف کالج کوئٹہ کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا 'آپ کے چند اعلیٰ افسروں سے بات چیت کے دوران مجھے اندازہ ہوا ہے کہ وہ اپنے حلف کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ چنانچہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس حلف کے الفاظ دہراتا ہوں..... قائداعظم نے مزید کہا کہ اس حلف کے الفاظ نہیں بلکہ اس کی روح اصل اہمیت رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حاکمیت نافذہ پاکستان میں گورنر جنرل کے پاس ہے۔ چنانچہ آپ تک پہنچنے والے تمام احکامات کے لیے گورنر جنرل کی منظوری ضروری ہے'۔

پارلیمنٹ، عدلیہ، حکومت اور دفاعی افواج کے اختیارات کے باہم توازن کو قائداعظم سے بہتر کون جانتا تھا۔ قائداعظم پاکستان کے شہریوں کے قائد ہی نہیں تھے، محافظ اعظم بھی تھے اور یہ خطاب انہوں نے کراچی کے ایک ہندو صحافی سے بات چیت کرتے ہوئے اپنے لیے پسند کیا تھا۔ قائداعظم کے پاکستان میں گزشتہ ماہ کے دوران کچھ پے در پے واقعات ہوئے ہیں۔ عبدالولی خان یونیورسٹی کے ایک طالب علم کو بہیمانہ تشدد کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مشال خان کا جنازہ اٹھانے والے درجن بھر افراد تھے اور مبینہ قاتلوں کی حمایت میں دس ہزار افراد سڑک پر نکلے۔ سیالکوٹ کے قریب تین عورتوں نے ایک شخص کو توہین مذہب کے الزام میں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ چترال کے ایک فرض شناس خطیب مسجد کی جرات کے باعث ایک نیم پاگل شخص موت سے بچ نکلا ہے لیکن مشتعل ہجوم نے شہر کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ بلوچستان کے شہر حب میں ایک ہندو بچے پر توہین مذہب کا الزام لگایا گیا۔ مشتعل ہجوم اور پولیس حکام کی کشمکش کے دوران ایک بچہ ہلاک ہو گیا۔

> ہمارے ملک کے ایک مقتدر مذہبی رہنما فرماتے ہیں کہ حادثاتی واقعات کی بنیاد پر قانون تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے ملک کے ایک مقتدر مذہبی رہنما فرماتے ہیں کہ حادثاتی واقعات کی بنیاد پر قانون تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا محترم سے التماس ہے کہ آئین میں یہ حصہ ایزاد کر دیں کہ قانون کے غلط استعمال پر قانون تبدیل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے لیے طوفان نوح کا انتظار کیا جائے گا۔ جنوری 2017ء میں کچھ بلاگرز کی جبری گمشدگی کے بعد سے توہین مذہب کا سوال اٹھایا گیا تو اہل نظر نے جان لیا تھا کہ یہ ایک بڑی تمثیل کا سکرپٹ ہے۔ طالبان کی دہشت گردی کا جوار بھاٹا اترنے کے بعد ایک نیا محاذ کھولا جا رہا ہے جہاں سوال کی گنجائش نہ ہو اور کٹے ہوئے سروں کی فصل پر برگ و بار آئے۔ مشتعل ہجوم جمہوری عمل کو مفلوج کرنے کا موثر ہتھیار ہے۔ تو جان جائیے کہ جمہور کی حکمرانی کے گرد کیسا جلالی حصار کھینچ دیا گیا ہے۔ ایک طرف کرپشن کی دیوار بے روزن ہے، دوسری طرف اشتعال کی سیاہ کف در دہان ہے۔ تیسری طرف قومی سلامتی کی موہوم باڑ لگا دی گئی ہے اور چوتھے کھونٹ پر صحافت کا پانچواں کالم بندوق چھتیائے بیٹھا ہے۔

محترم سردار آصف احمد علی پاکستان کے مدبر اذہان میں سے ایک ہیں۔ ایک مجلس میں ان سے دریافت کیا گیا کہ پاکستان کو استحکام اور ترقی کے راستے پر چلانے کے لیے کون سا نسخہ کارگر ہو گا۔ آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ بزرگ نے مختصر جواب دیا۔ پاکستان کو ایک نارمل ملک بنانا چاہیے۔ واللہ، بصیرت کا کیا مقام ہے۔ نارمل قومیں کون ہوتی ہیں۔ جہاں آئین کی پابندی کی جائے۔ لوگوں کا معیار زندگی بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کی جائے۔ معمولات زندگی کا احترام کیا جائے۔ قوم کی اجتماعی فراست اور پیداواری صلاحیت کو بروئے کار لایا جائے۔ اختلاف رائے کو قوت میں تبدیل کیا جائے۔ جنگ کے واہمے کو امن کے خواب میں تبدیل کیا جائے۔

سردار آصف احمد علی اس تدبر میں اکیلے نہیں ہیں۔ ہمارے قانون سازوں، سیاسی رہنماؤں، اساتذہ، صحافیوں اور انتظامی افسروں میں یہ بصیرت موجود ہے۔ کرنا یہ ہے کہ دیکھنے والی آنکھ پر سے سازش کی پٹی کھولی جائے۔ سمجھنا چاہیے کہ دور دراز قصبوں میں اکا دکا مظلوموں کی اہانت مذہب کے الزام میں اموات کا سلسلہ معنی سے خالی نہیں۔ یہ ایک اشارہ ہے آفات ناگہانی کا۔ اسی طرح یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ قبلہ چوہدری نثار علی خان نے ابلاغ بذریعہ ٹویٹ کو مسترد کیا ہے تو یقیناً پانی خطرے کے نشان تک آن پہنچا ہے۔ مرحوم محمد انور خالد کی ایک نظم کی چند سطریں پڑھ لیجئے۔ بخت خاں کا ذکر ہے اور آج کل مئی کا پہلا ہفتہ ہے۔ 1857ء کا آندولن ایک سو ساٹھ برس پہلے انہی تاریخوں میں میرٹھ سے شروع ہوا تھا۔

بخت خاں آنکھ اٹھاؤ کہ ہرا جنگل ہے
آسماں گیر درختوں نے نظر کی حد کو
روک رکھا ہے کہ اب آنکھ زمیں پر اترے
بخت خاں آنکھ اٹھاؤ کہ ہوا پاگل ہے
اسی موسم میں کسی شاخ گرہ دار کے بیچ
وہ بدن جھول گیا
جس نے تلوار کو گردن میں حمائل نہ کیا
وہ بدن جھول گیا شاخ گرہ دار کے بیچ

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

# ''آئینِ جواں مرداں'' کیا ہے؟

بابر ستار

اُن دھڑوں کو یقیناً سخت صدمہ سہنا پڑا، اور بعض کے ہاں تو صفِ ماتم بھی بچھی ہوئی ہے، جو ایک منتخب شدہ حکومت اور فوج کے درمیان ڈاگ فائٹ دیکھنے کی تیاری میں تھے۔ بلکہ اب وہ فوجی ہائی کمان کے خلاف دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں کہ اگر ڈان لیکس کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں تو کیوں کہا جا رہا ہے کہ یہ طے ہو گیا ہے۔ ذرا اُن افراد کی ذہنی حالات کا تصور کریں (حوالدار میڈیا ایک نامناسب، بلکہ اخلاقی طور پر گری ہوئی اصطلاح ہے کیونکہ حوالدار ایک قابلِ عزت سپاہی ہے جو سرکاری فرائض سرانجام دیتا ہے) جو ایک نامناسب ٹویٹ کو واپس لینے کے اقدام کو 1971ء کے ہتھیار ڈالنے کے مشابہ قرار دے رہے ہیں۔

کیا ہمیں ایسے اذیت پسندوں اور جھوٹا بیانیہ گھڑنے اور پھیلانے کے فن کے ماہرین کے ہوتے ہوئے کسی اور دشمن کی ضرورت ہے؟ 1971ء کا المیہ اس لئے پیش نہیں آیا تھا کہ ہماری فوج لڑنا نہیں چاہتی تھی، بلکہ اس لئے کہ آزادی کے بعد بنائی جانے والی ہماری ریاستی پالیسیوں نے بنگالیوں کو باور کرا دیا تھا کہ وہ ''غیر'' اور ہم سے ''کمتر درجے کے پاکستانی'' ہیں۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچنے پر مجبور ہو گئے کہ اُن کا بہترین مفاد الگ وطن حاصل کرنے میں ہے۔ بنگلہ دیش کی تخلیق تعصب کی فراوانی اور تدبر کے فقدان کا نتیجہ تھی۔ اس کی ذمہ داری فوجیوں کی بزدلی پر عائد نہیں ہوتی۔

ایک حوالے سے 1971ء کی تشبیہ برمحل بھی ہے۔ فوج اور سویلین حکومت کے درمیان تصادم دیکھنے کی خواہش آئین کی بالادستی اور سول ملٹری تعلقات سے چشم پوشی کا ہی نتیجہ ہو سکتی ہے۔ یہ تاثر غلط ہے کہ چونکہ وردی پوشوں کے ہاتھ میں طاقت ہوتی ہے، اس لئے جب وہ اچھے نتائج کے لئے مداخلت کرتے ہیں تو اُن کی پیشہ ورذمہ داری اور ساکھ پر کوئی حرف نہیں آتا۔ ادارے، جیسا کہ فوج اور عدلیہ، اپنی بنیادی ساخت کے اعتبار سے غیر جانبدار ہوتے ہیں۔ اُن کی طرف سے اپنی آئینی حدود سے قدم باہر نکلنا سیاسی نتائج کا حامل، چنانچہ افسوس ناک ہوتا ہے۔ کون سا پیشہ ور سپاہی، نظم اور قواعد کی پابندی جس کی تربیت کا حصہ ہو، کسی میجر جنرل، یا حتیٰ کہ آرمی چیف کے کسی ایسے سرعام بیان کی حمایت کر سکتا ہے جس میں ملک کے چیف ایگزیکٹو کے حکم نامے کو مسترد کیا گیا ہو؟ کسی حکم پر اختلافِ رائے رکھنا، اور اسے سرعام مسترد کر دینا دو مختلف باتیں ہیں۔ کیا ایک جی سی او (GCO) جی ایچ کیو سے جاری ہونے والے حکم کو مسترد کر سکتا ہے؟

اگرچہ اس بات پر ذی فہم دماغ بحث کر سکتے ہیں کہ کیا ڈان لیکس قومی سلامتی کا معاملہ تھا یا نہیں، لیکن اس پر کسی کو انکار نہیں کہ ٹویٹ نامناسب تھی۔ آئین کا آرٹیکل 243 بہت واضح الفاظ میں کہتا ہے۔۔۔ ''مسلح افواج ملک کی وفاقی حکومت کی کمانڈ اور کنٹرول میں ہوں گی۔'' آرٹیکل 244 فوجیوں کو تیسرے شیڈول کے مطابق حلف اٹھانے کا پابند کرتا ہے۔ ہر فوجی حلف اٹھاتے ہوئے کہتا ہے۔۔۔ ''میں پاکستان کے ساتھ وفاداری نبھاؤں گا، اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین، جو عوام کی خواہشات کا آئینہ دار ہے، کو مقدم سمجھتے ہوئے اقرار کرتا ہوں کہ میں کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لوں گا، اور پوری ایمانداری سے قانون کے مطابق پاکستان کی خدمت کروں گا۔''

قانون اور اس کے نفاذ میں ہر جگہ کچھ فرق ہوتا ہے، لیکن پاکستان میں ان کے درمیان ایک خلیج سی حائل ہے۔ پاک فوج اتنی ہی منظم ہے جتنی کوئی فوج ہو سکتی ہے۔ اس کی اعلیٰ قیادت کے خلاف کبھی جونیئر افسران کی طرف سے کامیاب بغاوت دیکھنے میں نہیں آئی۔ کیا کسی کو شک ہے کہ اگر کوئی افسر اپنے سینئر کے احکامات کو کھلے عام مسترد کر دے تو اس پر فوری طور پر سخت کارروائی عمل میں آئے گی؟ مستحکم جمہوریتوں میں یہی اصول سویلینز کی بالادستی سے سرتابی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

پاکستان اس جمہوری پختگی سے گو خاصا دور ہے، لیکن اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس مرحلے پر فوج پر سویلینز کے کنٹرول کا تصور بہت سوں کو ہضم نہیں ہو رہا۔ ایسے لوگ فوج کو آئین سے بلند ایک ایسا ادارہ سمجھتے ہیں جو دیگر آئینی اداروں پر نظر رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ اختیار کا سرچشمہ آئین ہے، اور کسی بھی ریاستی ادارے کو حاصل اختیار قانون کا ہی تفویض کردہ ہوتا ہے، بہت سے دھڑے اس سوچ سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں کہ فوج ملک میں اپنی مرضی سے طاقت کے استعمال کا حق رکھتی ہے۔ کوئی ایئر یا نیول چیفس سے اپیل کیوں نہیں کرتا کہ وہ آگے بڑھ کر ملک کی خدمت کریں؟

انتظامیہ، عدلیہ اور پارلیمان ریاست کے تین ستون ہیں۔ فوج آئینی طور پر انتظامیہ کے ماتحت ہے۔ تاہم ہمارے دستوری سفر میں حائل خلیج، جو ہنوز اپنی جگہ پر موجود ہے، کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم سویلین حکومت کو انتظامیہ تو مانتے ہیں لیکن فوج کو ایک آزاد اور سویلینز سے بالادست ادارہ سمجھتے ہیں۔ اس خلیج کو پُر کرنے اور سول اور ملٹری اداروں کے درمیان تناؤ کم کرنے کے لئے ہمیں شناخت کے اس عمل کو درست کرنا ہے جس میں سویلینز پر ''غیر'' کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ اس بات کی تفہیم بہت مشکل نہیں کہ مستقبل میں مشرقِ وسطیٰ کی بادشاہت اور امارت قائم نہیں رہے گی۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ عقیدے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے انتہا پسند گروہ، جیسا کہ داعش، مغرب کی نہیں بلکہ اسلامی ریاستوں، ان کے کمزور اداروں اور بنیاد پرستانہ عقائد کو پھیلانے کی دھن کا نتیجہ ہیں۔ ہم اس بات سے لاعلم نہیں کہ غربت، مذہب کی من پسند تشریح، عوام کی لاچاری اور حق تلفی ایک خطرناک نظریاتی زہر کا باعث بنتی ہیں۔ خطے کے معروضی حالات کو دیکھتے ہوئے ہمیں ایک طاقتور فوج کی ضرورت ہے۔ صرف فوج ہی ہمیں دہشت گردوں اور بنیاد پرستوں سے بچا سکتی ہے۔

لیکن ہمیں ایسی فوج کی ضرورت نہیں جو خود کو سیاسی معاملات میں حرفِ آخر سمجھنے کے زعم میں مبتلا ہو، یا وہ حکومت کے مخالفین کو کھیلنے میں اس کا آلۂ کار بن جائے، یا پھر اس کی براہِ راست یا بالواسطہ مداخلت ایک منتخب شدہ حکومت کو کمزور کر دے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا نظم ونسق کا ناقص نظام بہت سی غلط کاریوں سے بھرا ہوا ہے۔ سیاسی جماعتوں میں شخصیت پرستی سے لے کر کسی نسلی گروہ کو حاصل امتیاز احتساب کا راستہ روک لیتا ہے۔ اس کے علاوہ سکیورٹی، حب الوطنی اور قومی مفاد کے محدود اور من پسند تصورات کا بھی ناقدانہ انداز میں تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا سول ملٹری عدم توازن غلط تاثرات قائم کرتا ہے۔ ہم ایک منتخب شدہ حکومت کی رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والی اس کوشش کو بھی ناپسند کرتے ہیں جس کا مقصد سول ملٹری تعلقات پر عوامی حمایت حاصل اور انتظامیہ کے ہاتھ مضبوط کرنا ہوتا ہے۔ لیکن جب فوج اپنی حدود سے باہر قدم نکالتے ہوئے ایک سویلین حکومت کو ڈسپلن سکھانے کی کوشش کرتی ہے تو ہمارے سامنے ایک الجھن ہوتی ہے کہ کیا ہم آئینی اصولوں کا ساتھ دیں یا طاقت کے برہنہ استعمال کا، چاہے اس کا مقصد کتنا ہی احسن کیوں نہ بتایا جائے۔

آپ کا دل کہتا ہے کہ وزیرِ اعظم اپنے خاندان کے اثاثوں کی بابت سچ نہیں بول رہے، لیکن کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ سپریم کورٹ محض قیاس آرائیوں اور الزامات کی بنیاد پر اُنہیں منصب سے ہٹا دے، اور ایسا کرتے ہوئے ایک غیر منتخب شدہ ادارہ طاقت کے لامحدود استعمال سے یہ طے کرے کہ ایگزیکٹو بننے کا حق کسے حاصل ہے؟ یا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آئین اور قانون کے مطابق طریق کار اختیار کیا جائے، ملزم کو شک کا فائدہ دیا جائے اور قانون کے اصولوں کے مطابق فیصلے کیے جائیں، چاہے ان کا مطلب یہ ہو کہ وزیرِ اعظم کو کوئی نتائج نہیں بھگتنے پڑیں گے؟

دراصل ہمیں جن مسائل کا سامنا ہے، اُن کا کوئی فوری حل دستیاب نہیں۔ ہمارے نظم ونسق کی خامیاں راتوں رات تبدیل نہیں ہوں گی چاہے فوج نواز شریف کو اتنا کمزور کر دے کہ 2018ء کے عام انتخابات میں اُن کے حریف اُن کا سیاسی طور پر صفایا کر دیں۔ کیا اس سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ اگر سپریم کورٹ ایک غیر معمولی کیس میں ایک وزیرِ اعظم، جو بظاہر پورا سچ بولتے دکھائی نہیں دیتے، کو کسی ٹرائل کے بغیر منصب سے ہٹا بھی دے تو کیا اس سے پاکستان میں احتساب کی روایت مضبوط ہو جائے گی؟ غیر معمولی مداخلت سے اداروں کے ارتقا کا راستہ ہموار ہونے کی بجائے مسدود ہوتا ہے۔ اگر ٹھوس ثبوت موجود ہیں تو نواز شریف کو منصفانہ ٹرائل کے بعد سزا ہونے دیں۔ اور اگر عدالت میں ایسا نہیں ہوتا تو اگلے عام انتخابات میں عوام کے پاس موقع ہو گا کہ وہ اپنے سیاسی شعور کی بنیاد پر فیصلہ سنا دیں۔ بات یہ ہے کہ اگر سیاسی اداروں کو مضبوط کرنا ہے تو ان کا ارتقا عدالت یا جی ایچ کیو کی بجائے سیاسی میدان میں ہونا چاہیے۔ ہماری افسوس ناک تاریخ میں ہم نے دیکھا کہ جس دن آئین کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا جاتا ہے اور ہم یہ الفاظ سنتے ہیں۔۔۔ ''پاک فوج اس عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ وہ آئین کی سربلندی کو مقدم رکھے گی اور جمہوری عمل کی حمایت جاری رکھے گی''، ہم اس دن پر نازاں ہوتے ہیں۔ یاد رہے، عوامی مقبولیت کی رو میں بہہ نکلنا جواں مردی نہیں۔ دلیر لوگ مقبولیت کی لہروں پر تیرنے کی بجائے اصولوں کی زمین پر کھڑے رہتے ہیں، چاہے اُن کا یہ اقدام کتنا ہی غیر مقبول کیوں نہ ہو۔ اسی طرح رہنما بھی ماضی کو دہرانے کی بجائے یہ دیکھتے ہیں کہ غلطی کہاں ہوئی اور پھر وہ اس کا تدارک کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

(بشکریہ جنگ)

# جمہوریت کو برداشت کریں

زاہدہ حنا

یہ اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کے آخری برس ہیں۔ گزرے ہوئے بیس پچیس برسوں میں وقت کتنا بدلا ہے، اس کا اندازہ لگانا آسان نہیں کیونکہ اس مختصر عرصے کے دوران جو کچھ ہو چکا ہے، ہو رہا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے، اس کے ادراک کے لیے قیاس کے دوڑائے جانے والے برق رفتار گھوڑے بھی تھک ہار کر گردن ڈال دیتے ہیں اور ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وقت نے دنیا میں سب کچھ بدل کر رکھ دیا ہے۔ آیئے پاکستان کی مثال لیتے ہیں۔

آج سے چند برس پہلے تک کون ماننے کو تیار تھا کہ جمہوریت کی ننھی کونپل ایک پودے کی شکل اختیار کر سکے گی۔ یہ خیال محض خواب تھا کہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والی کوئی حکومت اقتدار میں آ کر اپنی مدت مکمل کر سکے گی۔ لیکن پھر چشم حیراں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ 2008ء میں ایک مخلوط منتخب حکومت اقتدار میں آئی۔ اسے آئے ہوئے ابھی چند ماہ نہیں ہوئے تھے کہ اس کے رخصت ہونے کی تاریخیں دی جانے لگیں۔ فاضل دانشوروں کے بڑے حلقے نے ہر صبح اخبارات اور ہر شام ٹیلی وژن پر نوزائیدہ جمہوریت اور منتخب حکومت کے خلاف عدالتیں لگا کر فیصلے سنانے شروع کر دیے۔ ''اس نیک مہم'' کو چلانے والے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے انتہائی باوثوق ذرائع اور ''طاقتور باخبر'' حلقوں کے حوالے سے قارئین اور ناظرین کو پی پی پی حکومت کی رخصتی کا مژدہ سناتے تھے۔ چائے کی پیالی میں خوب طوفان برپا کیے گئے، بحران اور محاذ آرائی کی فضا بھی پیدا ہوئی لیکن منتخب حکومت نے اپنی میعاد مکمل کر کے پاکستان میں تاریخ رقم کر دی۔

2013ء کے عام انتخابات میں ایک دوسری جماعت کو کامیابی حاصل ہوئی۔ جانے والی منتخب حکومت نے ایک دوسری منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کیا۔ اس طرح ہماری سیاسی تاریخ میں ایک دوسرا باب رقم ہوا۔ یہ تاریخی واقعہ جمہوریت کی ناکامی اور منتخب حکومت کی قبل از وقت رخصتی کی پیش گوئی کرنے والوں کے لیے کسی 'عظیم سانحے' سے کم نہیں تھا۔ فوری طور پر مزاحمت ممکن نہیں تھی۔ ایک سال تک ماحول نسبتاً معمول کے مطابق رہا۔ تاہم، جمہوری استحکام سے خائف عناصر کی جانب سے بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے کا عمل دوبارہ شروع کر دیا گیا۔ 2014 سے آج تک جمہوری عمل کو غیر مستحکم کرنے کی بار بار کوششیں کی گئیں۔ منتخب وزیراعظم کی کردارکشی کے لیے تمام حدیں پار کی گئیں۔ عوام کو مطلع کیا جانے لگا کہ تمام تیاریاں مکمل ہیں اور وزیراعظم کو فلاں مہینے کی فلاں تاریخ تک رخصت کر دیا جائے گا۔

یہ مہم چلتی رہی اور تقریباً چار سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک سال اور گزرتا ہے کہ جب جمہوری تسلسل کے نتیجے میں برسر اقتدار آنے والی دوسری منتخب حکومت بھی اپنی آئینی میعاد مکمل کر کے اقتدار تیسری منتخب حکومت کو منتقل کرے گی اور پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک اور نیا باب رقم کرے گی، لیکن اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ 2018ء کے عام انتخابات تک کا عرصہ پُرسکون انداز سے گزر جائے گا تو وہ شدید خوش فہمی یا خام خیالی میں مبتلا ہے۔ پاناما گیٹ میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ آ گیا، الزامات ثابت نہیں ہو سکے اسی لیے وزیراعظم کو نااہل قرار دینے کی استدعا مسترد کر دی گئی۔ اس فیصلے کو قبول نہیں کیا گیا بلکہ اسے متنازعہ بنا کر 'وزیراعظم استعفیٰ دو' کی تحریک کا آغاز کر دیا گیا۔

اسی دوران ڈان لیکس کے حوالے سے کوئی ٹویٹ آ گیا اور اس پر بھی طوفان برپا ہو گیا۔ حتمی طور پر نتیجہ اخذ کر لیا گیا کہ سیاسی اور فوجی قیادت میں اختلافات کی ایک ایسی خلیج پیدا ہو گئی ہے جو بالآخر نواز شریف حکومت کے خاتمے پر منتج ہو گی۔ جمہوری تسلسل کو توڑنے کے لیے بعض عناصر اور ان کے سیاسی حلیفوں کی جانب سے اداروں پر دباؤ ڈالنے کی جو مہم چلائی گئی ہے اور اہم ترین شخصیات پر براہ راست تنقید کا جو عمل جاری ہے اس کے مظاہر مختلف شکلوں میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ یہ صورتحال آنے والے دنوں میں بھی جاری رہے گی، تاہم امید ہے کہ ریاست کا کوئی بھی ستون ملک میں سیاسی عدم استحکام پیدا کرنے کا خطرہ مول نہیں لے گا کیونکہ اس طرح وہ معاشی اور سماجی عدم استحکام کا باعث بنے گا اور پاکستان ان دنوں اندرونی، علاقائی اور عالمی سطح پر جن مسائل سے دوچار ہے اس کے تناظر میں اس نوعیت کی صورتحال کے کیا نتائج نکلیں گے اس سے ''سب'' اچھی طرح باخبر ہیں۔

پاکستان کو جمہوریت کے راستے سے ہٹانے کی کوئی بھی کوشش خودکشی کے مترادف ہو گی۔ وہ ادارے، سیاسی جماعتیں اور افراد جو صورتحال پر فیصلہ کن انداز میں اثر انداز ہونے کی طاقت رکھتے ہیں، ان کے لیے 21 ویں صدی کی بدلتی ہوئی سیاسی اور معاشی حرکیات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ 2 بنیادی نکات ایسے ہیں جن پر عمل کرنا تاریخی طور پر ناگزیر ہے۔ پہلا نکتہ یہ کہ جمہوریت سے مفر کسی طور اس لیے ممکن نہیں کہ دنیا بڑی تیزی سے ایک معاشی اکائی کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ ٹیکنالوجی کی انتہائی تیز رفتار ترقی نے کھربوں ڈالر کا اضافی سرمایہ پیدا کر دیا ہے جو عالمی سطح پر گردش میں ہے اور سرمایہ کاری کے نئے امکانات تلاش کر رہا ہے۔ اس نوعیت کی صورتحال کا تقاضہ ہے کہ دنیا کے ملکوں کے سیاسی نظام ایک دوسرے سے متصادم نہ ہوں۔ اسی لیے جمہوریت اکیسویں صدی کا ایک فطری تقاضہ ہے جس سے مفر ممکن نہیں۔ یہ جان کر کئی لوگوں کو حیرت ہو گی کہ تاریخ میں آج تک دو جمہوری ملکوں کے درمیان کوئی بڑی اور باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی۔

جنگ ہمیشہ دو متصادم و متحارب سیاسی قوتوں یعنی آمریت و فسطائیت اور جمہوریت کے درمیان ہوئی۔ دنیا کے نقشے پر نظر ڈالی جائے تو غیر جمہوری ملکوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ اس کے برعکس **20** ویں صدی میں دنیا متحارب سیاسی و نظریاتی نظاموں میں تقسیم اور باہم برسرِ پیکار تھی۔ لیکن اب وقت بدل چکا ہے۔ جمہوریت صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک عالمی ترجیح بن چکی ہے۔ اس کے مظاہر ہمارے سامنے ہیں، **35** سال پہلے اور آج کا عالمی منظرنامہ بالکل مختلف ہے۔

پاکستان بھی ان ملکوں میں شامل ہے جہاں تمام تر مزاحمت کے باوجود جمہوریت اور اس کے ادارے ارتقائی عمل سے گزر کر خود کو مستحکم کر رہے ہیں۔ ایک جمہوری نظام میں فطری ارتقاء کے ذریعے جو سماج وجود میں آتا ہے اس کی سیاسی، معاشی اور سماجی ساخت، آمریت میں پروان چڑھنے والے سماج سے قطعی مختلف ہوتی ہے۔ آج کے دور کی معروف اصطلاحات کے مطابق دونوں نظاموں کے بیانیے اور اہم فریق الگ الگ ہوتے ہیں اور جمہوری تبدیلی کی صورت میں ان کے درمیان ٹکراؤ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں گزشتہ 9 برسوں کے دوران جو تبدیلی رونما ہو رہی ہے جس کے نتیجے میں ٹکراؤ کا عمل شدت اختیار کر رہا ہے، اس کے مظاہر ہمیں ہر صبح اور شام مختلف محاذوں پر صاف نظر آتے ہیں۔

جدید دور کا سیاسی، معاشی اور سماجی بیانیہ ماضی کے بیانیے پر حاوی آنے کی کوشش کر رہا ہے، جس کے باعث ہم کو ملک کے اندر ٹکراؤ، فساد، کشمکش اور محاذ آرائی نظر آ رہی ہے۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ 21 ویں صدی کے بیانیے کو شکست دینا عملاً ناممکن ہے۔ ارتقاء کا اپنا ایک عمل ہوتا ہے۔ اس کی حرکیات میری یا آپ کی خواہشات کے تابع نہیں ہوتیں۔ دنیا کے ممالک ایک دوسرے سے مربوط ہو رہے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ کیا حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ لندن سے مال و اسباب سے لدی ہوئی ایک مال گاڑی جس میں اعلیٰ وسکی کی بوتلیں، اور بچوں کے لیے دودھ بھی لدا ہوا تھا، بارہ ہزار کلومیٹر کا سفر 20 دنوں میں طے کر کے چین پہنچی۔ ''ون بیلٹ ون روڈ'' کی حکمت عملی کے تحت قائم ہونے والا یہ دنیا کا دوسری سب سے بڑی ریلوے شاہراہ ہے۔ اس شاہراہ کے ذریعے لندن سمیت 15 شہر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف نگاہ ڈالیں تو ہمارا پڑوسی ملک ہندوستان ہے جس نے جمہوریت کے تسلسل کے ذریعے سیاسی استحکام حاصل کیا اور صرف 70 برس میں دنیا کے مفلس ترین ملک سے 40 کروڑ کی مضبوط متوسط طبقے پر مشتمل ابھرتی ہوئی عالمی معاشی طاقت بن چکا ہے۔ ہم میٹرو اور اورنج لائن پر لڑ رہے ہیں، وہاں تیز رفتار ٹرینیں چل رہی ہیں۔ بلٹ اور ہائپرلوپ کے منصوبے بن رہے ہیں جس کے بعد دو دن کا سفر چند گھنٹوں میں طے ہونے لگے گا۔ پاکستان کو آمریتوں نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ آمروں نے نہ خود کچھ کیا اور نہ کسی منتخب حکومت کو کھل کر کام کرنے دیا۔ جب بھی کسی وجہ سے کسی جمہوری حکومت کو راستہ دینا پڑا تو اس کی مدد کرنے کے بجائے اس کے لیے مسائل پیدا کیے گئے۔ اسی محاذ آرائی میں ہمارے تقریباً 70 سال برباد ہو گئے۔

اس نئی صدی میں جینا اور آگے بڑھنا ہے تو ہم سب کو جمہوریت اور اس کے نتیجے میں منتخب حکومتوں اور وزرائے اعظم کو ''برداشت'' کرنے کی عادت ڈالنی ہوگی۔ ہم آمروں کے زیر سایہ زندگی گزارنے کے عادی ہو چکے ہیں لیکن اب ہمیں جمہوری نظام میں جینے کا ڈھب اختیار کرنا ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

# فاٹا کا انضمام اور اس کی پیچیدگیاں

اسماعیل خان

وفاقی منتظم شدہ قبائلی علاقے (فاٹا) میں اصلاحات کا عمل ابھی شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ اسے دو سنگین مسائل نے آ گھیرا، پہلا پاناما پیپرلیکس اور دوسرا وزیراعظم نواز شریف کی اتحادی جماعت جمعیت علمائے اسلام فضل (جے یو آئی ف) کے رہنما مولانا فضل رحمٰن کی جانب سے کی جانے والی اصلاحات کی سخت مخالفت۔

مولانا فضل الرحمٰن کی جانب سے یہ دھمکی بھی دی گئی کہ اگر فاٹا اصلاحات پر بحث کے لیے بلائے جانے والے قومی اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں اصلاحات کے قانون کی منظوری دی گئی تو وہ 'سب کچھ جام' کردیں گے۔

اسی طرح پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی نہ صرف رواج ایکٹ پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا بلکہ فاٹا کے خیبر پختونخوا سے انضمام کے حوالے سے دوٹوک اور غیر مبہم حکومتی موقف کا مطالبہ کیا۔

اس کی وجہ سے فاٹا اصلاحات کا عمل مزید تاخیر کا شکار ہوجائے گا کیوں کہ 26 مئی کو وفاقی بجٹ آنے کی توقع ہے جس کے بعد جون اور جولائی میں بعداز بجٹ مباحثے ہوں گے جس کے بعد معاملہ اگست تک جائے گا اور اس وقت تک فاٹا اور کے پی کو ضم کرنے کے منصوبے پر عمل درآمد کے لیے زیادہ وقت نہیں بچے گا کیوں کہ 2018 میں عام انتخابات بھی ہونے ہیں۔

باوجود اس کے کہ وزیراعظم نواز شریف کو متعدد سیاسی مشکلات کا سامنا ہے لیکن ریفارم پیکج کا نفاذ کسی صورت بھی آسان ثابت نہیں ہوگا، اس کا نفاذ ایک پیچیدہ معاملہ ہے اور فاٹا کے انضمام کے پانچ سالہ منصوبے پر عمل درآمد کی نگرانی کے لیے موثر طریقہ کار وضع کرنے کی ضرورت ہوگی۔

اصلاحات کے نفاذ کے دوران سامنے آنے والے آئینی اور سیاسی مشکلات سے بہتر طریقے سے نپٹ لیا گیا تو یہ قبائلی خطہ خوشحالی کی اس سطح پر پہنچنے کا اہل ہوجائے گا جہاں سے بتدریج وہ ملک کے دیگر حصوں کے برابر آسکے گا۔

منصوبے کے تحت قبائلی علاقوں کے لیے این ایف سی میں 3 فیصد حصہ مختص کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

### انضمام بمقابلہ قومی دھارے میں شمولیت

یہ وہ پہلو ہے جہاں بہت سی پیچیدگیاں موجود ہیں۔ اصلاحاتی منصوبے میں اس بات کی سفارش کی گئی ہے کہ 2018 کے عام انتخابات میں فاٹا سے منتخب ہونے والے نمائندے خیبر پختونخوا کی اسمبلی میں جائیں یعنی فاٹا کے انضمام کا عمل ایک سال کے اندر مکمل کرنے کی بات کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ منصوبے میں کے پی کو اختیار دیے بغیر قبائلی خطے کو آئندہ پانچ برس کے دوران قومی دھارے میں شامل کرنے کی بات کی گئی جبکہ کے پی حکومت کا یہ کہنا ہے کہ آئین میں ترمیم کرکے اسے اس بات کی اجازت دی جانی چاہیے کہ وہ عبوری دور کی رفتار اور نوعیت کا تعین کرسکے تاکہ ہموار طریقے سے انضمام ہوسکے۔

### انتظامی پیچیدگیاں

خیبر پختونخوا اور فاٹا ایسے جڑواں بچے ہیں جن کے کام کرنے کا طریقہ بالکل ہی مختلف ہے، کے پی کا جامع آئین موجود ہے، قانونی وانتظامی نظام ہے لیکن فاٹا پر وفاقی حکومت کا براہ راست کنٹرول ہے۔ اس کے علاوہ فاٹا کا اپنا علیحدہ انتظامی نظام ہے جس میں احتساب کا تصور کمزور ہے جبکہ یہ جاگیردارانہ نظام کی طرح کام کرتا ہے اور یہاں پولیٹیکل ایجنٹس کام کرتے ہیں۔

خیبر پختونخوا اور فاٹا ایسے جڑواں بچے ہیں جن کے کام کرنے کا طریقہ بالکل ہی مختلف ہے، کے پی کا جامع آئین موجود ہے، قانونی وانتظامی نظام ہے لیکن فاٹا پر وفاقی حکومت کا براہ راست کنٹرول ہے۔ اس کے علاوہ فاٹا کا اپنا علیحدہ انتظامی نظام ہے جس میں احتساب کا تصور کمزور ہے جبکہ یہ جاگیردارانہ نظام کی طرح کام کرتا ہے اور یہاں پولیٹیکل ایجنٹس کام کرتے ہیں۔

ان دو مختلف علاقوں کو ایک مربوط ڈھانچے باڈی میں ضم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے انتظامی اور قانونی نظام میں تبدیلیاں کی جائیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ان ملازمین کے معاملے کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا جو مختلف قوانین کے تحت کام کرتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو صدارتی حکم کے ماتحت ملازمت کررہے ہیں۔ اس کے لیے ریاستی اختیارات میں توسیع اور توثیق درکار ہوگی جبکہ انتظامی ڈھانچے پر بھی نظر ثانی کرنی پڑے گی تاکہ اسے اس نظام سے ہم آہنگ کیا جاسکے جو کے پی کے میں نافذ ہے۔

### سیاسی اور انتخابی ادغام

فاٹا کے حوالے سے اب تک سب سے بڑا چیلنج سیاسی وانتخابی ادغام کے لیے قانون سازی کرنا ہے جواب تک نہیں کی گئی۔

اس سلسلے میں اصلاحاتی منصوبے میں سفارش کی گئی ہے کہ 2018 کے عام انتخابات میں قبائلی علاقوں سے منتخب ہونے والے نمائندے کے پی کی اسمبلی میں بیٹھیں لیکن انتخابی ادغام سے قبل حکومت کو مردم وخانہ شماری کے نتائج کا انتظار کرنا ہوگا کیوں کہ اس کے بغیر فاٹا سمیت ملک بھر میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کی نئی حلقہ بندیاں نہیں ہوسکیں گی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ ہوگا کیسے، خیبر پختونخوا کو قبائلی علاقوں تک انتظامی اختیارات دیے بغیر فاٹا وفاق کے زیر انتظام رہتے ہوئے کے پی اسمبلی کے لیے نمائندگان کا انتخاب کیسے کرسکتا ہے؟ اور اس کا صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں نمائندگیوں پر کیا اثر پڑے گا؟

فاٹا کے نمائندگان کی کے پی اسمبلی میں موجودگی کے علاوہ صوبہ خیبر پختونخوا کا فاٹا کے سیاسی اور انتظامی امور پر کوئی کنٹرول نہیں ہوگا، یہ ایک غیر معمولی صورتحال ہے جسے آئین کے آرٹیکل 1، 59 اور 106 میں ترامیم کرکے درست کرنا ہوگا لیکن تاحال اس کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے۔

### آئینی بے قاعدگی

ممکنہ طور پر سب سے پریشان کن معاملہ یہ ہے کہ اصلاحات کے نفاذ کے پانچ سالہ دور کے دوران کس طرح فاٹا کو وفاقی حکومت کے انتظامی کنٹرول کے ماتحت بھی رکھا جائے اور اسے صوبائی اسمبلی کے لیے نمائندگان کو منتخب کرنے کی بھی اجازت دی جائے جبکہ حتمی انضمام کے لیے راہ ہموار کی جائے اور عبوری مدت کے دوران کے پی کے کے وزیراعلیٰ کو قبائلی علاقوں پر انتظامی کنٹرول بھی حاصل نہ ہو۔

یہ باتیں باہمی طور پر متضاد ہیں اور ناقدین خبردار کرتے ہیں کہ فاٹا کو صوبائی منتظم شدہ قبائلی علاقوں (پاٹا) میں تبدیل کرنے کی کوئی بھی کوشش انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے کیوں کہ تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو خیبر پختونخوا پہلے ہی اپنے (پاٹا) کو مرکزی دھارے میں شامل کرنے میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا۔ لہٰذا مکمل انضمام کے علاوہ کوئی اور حل نہیں ہونا چاہیے اور ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکے گا جب تک انتظامی، عدالتی اور سیکیورٹی انفرااسٹرکچر موجود نہ ہو۔

### وسائل کی تقسیم اور ترقی

فاٹا اصلاحاتی پیکج میں قومی مالیاتی کمیشن (این ایف سی) سے 3 فیصد حصہ ملنے کی بات کی گئی ہے جبکہ وفاقی حکومت بھی آئندہ 10 برس تک سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اخراجات برداشت کرے گی۔ منصوبے کے تحت ایک کمیٹی بنائی جائے گی جس کی سربراہی کے پی کے گورنر کریں گے جبکہ اس میں خیبر پختونخوا اور فاٹا کے ارکان اسمبلی بھی موجود ہوں گے۔

(بشکریہ ڈان)

# محصور شہر سے لکھی احتجاجی عرضداشت

وجاہت مسعود

یہ عجیب محاصرہ ہے۔ فصیل سے باہر کوئی نہیں ہے۔ سب فریق شہر پناہ کے اندر مقیم ہیں۔ اہل شہر خوف کی پناہ گاہوں میں سر چھپائے بیٹھے ہیں۔ قبرستانوں کو جانے والے راستوں پر گھاس کیا اگتی، دھول تک بیٹھنے نہیں پاتی۔ گلی میں کسی کے قدموں کی چاپ نہیں۔ ہاٹ بازار سب کھلے ہیں، مٹھائی کی دکانوں، اخبار کے دفتر اور ٹیلی ویژن کی سکرین پر حسب معمول ہجوم اور ہنگامہ ہے۔ ناٹک کے کلاکار ایک پاؤں پر کھڑے ہیں، منتظر ہیں کہ ہدایت کار کی انگلی اٹھے، اور وہ دھوئیں کی صورت پردے کے پیچھے غائب ہو جائیں اور اگلے ہی لمحے نئی پوشاک، نئے روپ، اور نئے کردار میں نمودار ہوں، منڈوے میں لٹکتی لالٹین کی چمنی کڑوے تیل کی لو سے سیاہ ہو رہی ہے۔ وزیر ڈیوڑھی زخمی کبوتر کے پر سے نوٹی فکیشن لکھتا ہے۔ دربان نیزے کی نوک سے ٹویٹ لکھتا ہے۔ الف لیلہ کا ابوالحسن خون دل میں انگلیاں ڈبو کر احتجاجی عرض داشت لکھتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہے اور تاریخ کے دریا میں بہا دیتا ہے۔ کہیں نہ کہیں ایک گھاٹ ضرور ہے جہاں لہروں پر بہتے نوشتے کنارے آن لگتے ہیں اور جو جیتا ہوگا، انہیں پڑھ لے گا....

وقت کسی تحریر کی سچائی کا تعین محض اس کے حقائق اور دلائل سے نہیں کرتا۔ لفظ کی تقویم بھی دیکھتا ہے۔ تو آیئے ابوالحسن کی عرض داشت پڑھ لیں۔ یہ ایمل زولا کی لکھی فرد جرم نہیں، یہ منصف کا لکھا ادبی فیصلہ نہیں، یہ محض دکھ کی اپیل ہے، زیاں کا محضر نامہ ہے۔

1۔ پاکستان ایک آزاد اور خودمختار جمہوریہ ہے۔ ہمارا ملک یہاں کے رہنے والوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں ووٹ کے ذریعے حاصل کیا تھا۔ ووٹ جمہوریت کی فیصلہ کن دلیل ہے اور ووٹ شہری کے حق حکمرانی کا تعین کرتا ہے۔ پاکستان کسی کی مفتوحہ مملکت نہیں۔ پاکستان کے چاروں صوبوں نے جمہوری طریقے سے اس وفاقی مملکت کی اکائیاں بننا منظور کیا تھا۔ وفاق کی ان اکائیوں کا باہم عمرانی معاہدہ ہمارے آئین کی بنیاد ہے۔ اس آئین میں وزیراعظم کو ملک کا چیف ایگزیکٹو اور صدر مملکت کو ریاست کا سربراہ قرار دیا گیا ہے۔ وزیراعظم کے منصب اور ذات کا احترام پاکستان کے شہریوں کا احترام ہے۔ ہم اپنے قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام اس لیے کرتے ہیں کہ وطن کا احترام قائم رہے۔ وزیراعظم اس ملک کے باشندوں کا منتخب رہنما ہے۔ وزیراعظم کی توہین قابل برداشت نہیں۔

2۔ پاکستان کی سلامتی اس ملک کے باشندوں کے تحفظ اور دفاع سے مشروط ہے۔ پاکستان کے مفاد کا تعین اس ملک کے شہریوں کو کرنا ہے۔ شہریوں نے اپنے ووٹ کے ذریعے یہ اختیار پارلیمنٹ کو دیا ہے۔ پارلیمنٹ اکثریت رائے سے جسے وزیراعظم منتخب کرتی ہے وہی ملک کے مفاد کا تعین کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ منتخب رہنما کو قومی مفاد سے بے گانہ قرار دینا اور سکیورٹی رسک کہنا غلط ہے۔ یہ کسی کی ذاتی توہین کا معاملہ نہیں، یہ پاکستان کے شہریوں کی فراست پر عدم اعتماد ہے۔ ایسے عدم اعتماد کا اعلان کرنے والے کو اپنے خود ساختہ احتسابی منصب کا آئینی اور اخلاقی جواز دینا چاہیے۔ پاکستان کی تاریخ میں چار مرتبہ ایک ریاستی اہلکار نے حکومت پر قبضہ کیا۔ ہر چار مواقع پر یہ اقدام آئینی طور پر بلاجواز تھا۔ سیاسی طور پر بصیرت سے خالی تھا اور واقعاتی طور پر قومی نقصان

ہم حسن ناصر اور حمید بلوچ کے قاتلوں کا نام نہیں جانتے۔ ہم نذیر عباسی اور اسد مینگل کے قاتلوں کو نہیں پہچانتے۔ ہم نہیں جانتے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے مقدمہ قتل میں کون سے عوامل کارفرما تھے، کراچی کی سڑکوں پر مرتضیٰ بھٹو کے قتل میں کون ملوث تھا۔ بینظیر بھٹو کو کس نے شہید کیا؟ صبا دشتیاری اور سلیم شہزاد کو کس نے قتل کیا۔ راشد رحمان اور سبین محمود کی شہادت کی تحقیق کیوں نہیں ہوسکی۔ ہم ماضی کا اسیر نہیں ہونا چاہتے مگر تاریخ سے شعور کی روشنی ضرور حاصل کرنی چاہیے۔

پر منتج ہوا۔ پہلے فوجی اقتدار میں سیاسی عمل مفلوج ہوا۔ دوسرے میں آدھا ملک جاتا رہا۔ تیسرے غیر آئینی اقتدار میں غیر ریاستی، فرقہ پرست تنظیموں اور لسانی گروہوں نے سر اٹھایا۔ چوتھے غیر جمہوری دور میں دہشت گردی نے ہماری زمین پر پنجے گاڑ لیے۔ یہ موقف ناقابل دفاع ہے کہ سیاسی قوتوں کی نااہلی کے باعث غیر آئینی مداخلت ناگزیر ہو گئی تھی۔ تاریخ میں یہ موقف پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ ہر چار مواقع پر غیر آئینی مداخلت ایک سوچی سمجھی مجرمانہ سازش کا نتیجہ تھی۔

3۔ ملک کے آئین میں تمام اداروں کا دائرہ اختیار طے کر دیا گیا ہے۔ آئین کو بے وقعت کرنے سے ریاست اپنا جواز کھو بیٹھتی ہے۔ موجودہ سیاسی ثقافت کی کمزوریوں کو ساٹھ برس پر پھیلے غیر جمہوری دیدہ اور نادیدہ اقتدار سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ بدعنوانی ایک وسیع تر تصور ہے۔ ادارہ جاتی اختیار سے تجاوز شخصی جاہ پسندی، طالع آزمائی اور مالی بدعنوانی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ سمجھنا محض سادہ لوحی ہے کہ آئین اور جمہوریت سے روگردانی کر کے مالی شفافیت کا راستہ کھولا جا سکتا ہے یا بدعنوانی کی ثقافت ختم کی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں کرپشن کے خلاف مہم غیر جمہوری عزائم کا اعلانیہ بیانیہ بن چکی ہے۔ ماضی کی کرید پڑتال کر کے قربانی کے بکرے تلاش کرنا دراصل آئندہ کے لیے قسمت آزمائی کرنے والوں کو جبر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دینا ہے۔

4۔ اقوام عالم میں پاکستان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ ہماری پیداواری صلاحیت مفلوج ہوئی ہے۔ ہمارا تعلیمی معیار زوال کا شکار ہو چکا ہے۔ ہمارا انسانی سرمایہ پسماندہ رہ گیا ہے۔ ہمارے ملک کے لوگوں کا معیار زندگی موجودہ دور کے اشاریوں سے بہت پیچھے ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ملک کے اندر شہریوں کو بے دست و پا کیا ہے اور ملک کے باہر پاکستان کو ایک دست نگر خطے کے طور پر پیش کیا ہے۔ دہشت گردی کے آسیب نے بھی دراصل ریاست اور معاشرے میں موجود غیر جمہوری قوتوں کے گٹھ جوڑ سے جنم لیا ہے۔ پاکستان کی جمہوری قوتیں غیر ریاستی بندوق بردار جتھوں سے سمجھوتہ نہیں کر سکتیں۔ غیر شفاف طور طریقوں سے پاکستان کی سلامتی اور ترقی کو یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔ پاکستان میں دہشت گردی کے خلاف مزاحمت جمہوری بندوبست کے دفاع سے جڑی ہے۔

5۔ ہم حسن ناصر اور حمید بلوچ کے قاتلوں کا نام نہیں جانتے۔ ہم نذیر عباسی اور اسد مینگل کے قاتلوں کو نہیں پہچانتے۔ ہم نہیں جانتے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے مقدمہ قتل میں کون سے عوامل کارفرما تھے، کراچی کی سڑکوں پر مرتضیٰ بھٹو کے قتل میں کون ملوث تھا۔ بینظیر بھٹو کو کس نے شہید کیا؟ صبا دشتیاری اور سلیم شہزاد کو کس نے قتل کیا۔ راشد رحمان اور سبین محمود کی شہادت کی تحقیق کیوں نہیں ہوسکی۔ ہم ماضی کا اسیر نہیں ہونا چاہتے مگر تاریخ سے شعور کی روشنی ضرور حاصل کرنی چاہیے۔ ماضی کو دہرانا نہیں چاہیے۔ ہم معذرت خواہ ہیں کہ قطری شہزادے کو ہم نہیں جانتے لیکن ہم نااہل تو شہزادہ مقرن کو بھی نہیں جانتے تھے۔ ایان علی کا عدالت کی اجازت سے بیرون ملک سفر ڈیل ہے تو کمر کے درد میں مبتلا کمانڈو صاحب کی بیرون ملک روانگی کو تو این آر او سمجھنا چاہیے۔ بدقسمتی سے ہم یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ لاہور کے شریف خاندان کی دولت ملک سے باہر کس طرح لے جائی گئی بالکل اسی طرح جیسے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ دسمبر 2000ء کی ایک سہ پہر میاں نواز شریف کس قانونی کارروائی کے نتیجے میں ملک سے باہر بھیجے گئے تھے۔ سرمائے کی بیرون ملک غیر قانونی منتقلی جرم ہے اور ہماری عرض داشت یہ ہے کہ ملک کے وزیراعظم کو قومی سرمائے میں شمار کرنا چاہیے۔ منتخب وزیراعظم کا احترام ہونا چاہیے تاکہ بیس کروڑ شہریوں کا احترام بحال کیا جا سکے۔

(بشکریہ جنگ)

# ذہنوں میں اور کیمپس پر دھول اڑ رہی ہے

غازی صلاح الدین

پرآشوب زمانوں میں اعلیٰ ادب بھی لکھا جاتا رہا ہے اور نئی فکر اور انقلابی تحریکوں نے بھی جنم لیا ہے۔ عالمی تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑنے والے انقلابات کا آغاز معاشرے کے پڑھے لکھے افراد کے ذہنوں میں پلنے والی سوچ سے ہوتا ہے۔ پھر اس سوچ کو سیاسی عمل میں تبدیل کرنے والی تحریک یا جماعت یا قیادت کا کردار بھی ضروری ہے۔ آپ فرانس کے انقلاب کی بات کریں یا روس اور چین کے گزشتہ صدی کے انقلابات کا تجزیہ کریں یہ بات واضح ہوجائے گی کہ ہمہ گیر تبدیلی کی آبیاری کس طرح کی جاتی ہے۔ ایران کا انقلاب تو اسلامی تھا لیکن ایرانی عوام کی سوچ کو نئے خیالات اور نئی تحریروں نے سیاسی عمل کے لئے بیدار کیا تھا۔ چلتے چلتے بس ایک نام علی شریعتی کا لے لوں۔ یوں میں اپنے اس خیال کا اظہار کررہا ہوں کہ پاکستان کے حالات کتنے ہی انقلابات سے پہلے کے معاشروں جیسے کیوں نہ ہوں ہماری فکری اور اخلاقی پسماندگی کسی ترقی پذیر تبدیلی کے راستے میں ایک رکاوٹ بن گئی ہے۔ اگر آپ بڑی سیاسی جماعتوں کی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں اور ان کے رہنماؤں کی ذہنی صلاحیت کو پرکھنے کی کوشش کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ کا دل بیٹھنے لگے گا۔ یعنی نہ تو کوئی معاشرتی، تہذیبی، علمی یا ادبی ہلچل دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا سیاسی رہنما کہ جس کے بارے میں آپ کو شک ہو کہ اس نے کتابیں پڑھی ہیں اور اسے تاریخ کا علم ہے اور وہ کلاسیکی ادب سے واقف ہے اور اس کے بیانات کسی گہری فکر اور حالات کی پیچیدگی کو سمجھنے کا پتہ دیتے ہیں۔ یہی نہیں، ان رہنماؤں یا ان کی جماعتوں کا ایسے مفکروں اور ماہرین سے بھی بظاہر کوئی رشتہ نہیں جو ان کے لئے باقاعدہ حالات کا تجزیہ کرتے ہوں۔ اب ان حالات میں کوئی کسی نئے بیانیے کی بات بھی کرے تو اس سے کیا حاصل!

یہ تمہید محض اس لیے کہ ذرا اپنے موجودہ سیاسی اور سماجی ماحول پر ایک نظر ڈال کر تو دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ میڈیا کے بارے میں یہ شکایت بجا ہے کہ اس نے ہمارے ذہنی خلفشار میں اضافہ کیا ہے اور حالات کی ماہرانہ خبرگیری اس کے بس کی بات نہیں لگتی پھر بھی، کئی واقعات ایسے ہیں جو کبھی چیخ چیخ کر اور کبھی بڑی سرخیوں میں چھپ کر، سرگوشی میں آپ کو زمینی حقائق کا پتہ دیتے ہیں۔ سیاست کے میدان میں پاناما کیس کے سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کی گرمی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ موسمیاتی درجہ حرارت بھی بڑھ رہا ہے۔ جنوبی ایشیا کے میدانی علاقوں کی دھوپ میں شاید جذبات اور خیالات بھی جھلس جاتے ہیں۔ اب یہ ایک اتفاق ہے کہ ان گرمیوں میں عمران خان کی

ایک بڑا سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے موجودہ حالات کسی انقلاب کا پیش خیمہ ہیں؟ یعنی کیا وہ تمام علامتیں موجود ہیں جو دوسرے معاشروں میں ہمہ گیر سماجی انقلاب سے پہلے ظاہر ہوتی رہی ہیں؟ میں نے انقلابی تبدیلی کے بارے میں دوتین کتابیں ضرور پڑھی ہیں لیکن اس سوال کا جواب سماجی علوم کے ماہر ہی دے سکتے ہیں۔ پتہ نہیں ایسے ماہر ہمارے اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں کتنے ہیں اور اگر ہیں بھی تو کیا کوئی ان سے بات بھی کرتا ہے۔ یہ تو دکھائی دے رہا ہے کہ معاشرہ بکھرتا جارہا ہے۔ اپنا توازن کھو رہا ہے۔ یہ میں نے پڑھا ہے کہ اگر سڑکوں پر باوردی اور مسلح اہلکار زیادہ دکھائی دیں تو اس سے اقتدار کی قوت نہیں بلکہ بے بسی کا اظہار ہوتا ہے۔

تحریک انصاف اور آصف زرداری کی پاکستان پیپلز پارٹی نے وزیراعظم نواز شریف کے استعفے کے مطالبے کے لئے احتجاج کی تحریک شروع کی ہے۔ گزشتہ ماہ کی ایک بڑی خبر عمران خاں کا یہ الزام ہے کہ انہیں پاناما کیس کے بارے میں خاموش رہنے کے لئے 10 ارب کی رشوت پیش کی گئی تھی۔ اس الزام کی تپش میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور نواز شریف نے ان کے خلاف توہین عدالت کی درخواست جمع کروانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک سطح پر آپ اسے بھی ایک سیاسی تماشہ سمجھیں۔ لیکن یہی سیاست دان تو پاکستان کی تقدیر کے رکھوالے ہیں۔ یہ سوچ کر دل لرز جاتا ہے کہ یہ رہنما ہمارے دکھوں کا کیسے مداوا کرسکتے ہیں۔ ویسے میں صرف سیاست دانوں کو موردالزام ٹھہرانے کا قائل نہیں ہوں۔ ہماری تقدیر قومی سلامتی کے ان خیالات سے متاثر رہی ہے جن کی تشکیل مقتدر حلقوں نے کی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہماری سیاسی جماعتیں قوم کی سمت کا تعین کرنے کی فکری اور عملی کاوش کے قابل دکھائی نہیں دیتیں۔

ایک بڑا سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے موجودہ حالات کسی انقلاب کا پیش خیمہ ہیں؟ یعنی کیا وہ تمام علامتیں موجود ہیں جو دوسرے معاشروں میں ہمہ گیر سماجی انقلاب سے پہلے ظاہر ہوتی رہی ہیں؟ میں نے انقلابی تبدیلی کے بارے میں دوتین کتابیں ضرور پڑھی ہیں لیکن اس سوال کا جواب سماجی علوم کے ماہر ہی دے سکتے ہیں۔ پتہ نہیں ایسے ماہر ہمارے اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں کتنے ہیں اور اگر ہیں بھی تو کیا کوئی ان سے بات بھی کرتا ہے۔ یہ تو دکھائی دے رہا ہے کہ معاشرہ بکھرتا جارہا ہے۔ اپنا توازن کھو رہا ہے۔ یہ میں نے پڑھا ہے کہ اگر سڑکوں پر باوردی اور مسلح اہلکار زیادہ دکھائی دیں تو اس سے اقتدار کی قوت نہیں بلکہ بے بسی کا اظہار ہوتا ہے۔ جرائم میں اضافہ بھی ایک علامت ہے۔ عوام کی ذہنی صحت اور توہم پرستی کی کیفیت کو بھی اہم سمجھا جاتا ہے۔ حال ہی میں ایک دو خبریں یہ آئیں کہ محافظوں نے اپنے مالکوں کو قتل کردیا تو اسے آپ خطرے کی ایسی گھنٹی تصور کریں جو سوئے ہوئے ذہنوں کو جگا سکتی ہے۔ لیکن ہمارے حکمران اور سیاسی رہنما، کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔ میں گزرے ہوئے زمانے کے انقلابات کا حوالہ دے رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ نئی دنیا جس میں ہم جی رہے ہیں کئی مخصوص سماجی محرکات کے تابع ہو۔ خود ہمارا معاشرہ مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے سبب ایک نئی تجربہ گاہ بن چکا ہے۔ ہر انقلاب کا پرچم نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے خواہ اس کی فکری باگ ڈور کہیں بھی ہو۔ پاکستان تو حیرت انگیز طور پر نوجوانوں کا ملک ہے۔ یہ نوجوان کیسے ہیں۔ کیا کرتے ہیں اور کیا سوچتے ہیں یہ کسی بھی سرکاری یونیورسٹی کے کیمپس کو دیکھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں۔ مشال خان کے قتل کی کہانی کے کئی پہلو ہیں لیکن جو کچھ ہم دیکھ اور جان چکے ہیں اس سے سیاسی جماعتوں کی بے تعلقی اس قتل سے بھی زیادہ غور طلب مسئلہ ہے۔ گزشتہ ماہ میں نے کراچی یونیورسٹی کے کیمپس میں ایک سیمینار میں شرکت کی جو ذوالفقار علی بھٹو کے موضوع پر تھا۔ مجھے یہ موقع ملا کہ میں موجودہ صورت حال کے حوالے سے دو خاص باتوں کا ذکر کرسکوں۔ ایک تو یہ کہ ان کی سیاست کے بارے میں آپ کچھ بھی کہیں، بھٹو ایک ذہین، پڑھے لکھے اور انتھک محنت کرنے والے سیاست دان تھے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے نوجوانوں خاص طور پر طالب علموں کی ذہنی بیداری کو اپنی تحریک کا حصہ بنایا۔ یہ بات میں کہہ چکا ہوں کہ پاکستان کا ہر نیا رہنما بھٹو بننے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن بھٹو کی ذہنی صلاحیت سے مسلح کوئی لیڈر سیاسی میدان میں نظر نہیں آتا۔ نوجوانوں کی صورت حال بھی اتنی ہی دلخراش ہے۔ یہ مفلسی ایک ایسے وقت ہماری قسمت بن گئی ہے جب حالات کسی ایسے رہنما کا مطالبہ کررہے ہیں جو ایک ایسی انقلابی تحریک کا آغاز کرے جو ایک نئے سماج بلکہ ایک نئے ملک کو وجود میں لاسکے۔ اب ہم کس رہنما کو کتنی رشوت دیں کہ وہ سماجی تبدیلی کے اسرار و رموز کو سمجھنے کی کوئی کوشش تو کرے۔

(بشکریہ جنگ)

# جنسی تشدد اور عام آدمی

رافعہ زکریا

"تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی"، یہ وہ الفاظ ہیں جو بدنام زمانہ دہلی گینگ ریپ میں ملوث شخص نے زیادتی اور قتل کے جرم کی سزا سنائے جانے کے بعد کہے تھے۔ دسمبر 2012 کی ایک رات لڑکی کی چلتی بس میں آبروریزی کرنے پر یہ شخص پانچ دیگر افراد سمیت مجرم قرار پایا تھا۔ ان افراد نے لڑکی کے ساتھ بدترین سلوک کیا تھا، وہ اس قدر زخمی تھی کہ سنگاپور کے ڈاکٹروں سمیت تمام ڈاکٹرز جن کے پاس وہ زیر علاج رہی، اس کی جان بچانے میں ناکام رہے تھے۔ واقعے کے چند ہفتوں بعد، زیادتی کرنے والوں کی شناخت کرنے اور اپنا بیان قلمبند کروانے کے بعد، وہ لڑکی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی جان ہار بیٹھی۔

گزشتہ ماہ، ہندوستان کی عدالت عظمیٰ نے ان پانچ افراد کو ذیلی عدالت کی جانب سے دی گئی سزائے موت برقرار رکھنے کا فیصلہ سنایا۔ (ان میں سے ایک فرد جرم انجام دیتے وقت نابالغ ہونے کی وجہ سے سزا سے بچ گیا۔ اس نے تین سال ایک اصلاحی ادارے میں گزارے)

ماہرین کے مطابق، یہ ایک غیر معمولی فیصلہ تھا۔ ہندوستان میں ذیلی عدالتیں عام طور پر سزائے موت سناتی ہیں لیکن مختلف تکنیکی وجوہات مثلاً قانون نافذ کرنے والوں کی ناقص تحقیقات وغیرہ کی بنیاد پر اپیل دائر کرنے پر سزائے موت کے فیصلے کو اکثر مسترد کر دیا جاتا ہے۔ توقع کی جا رہی تھی کہ اس کیس میں بھی ایسا ہی ہوگا، ملزمان پر 'رحم' کھانے کے لیے چند وضاحتیں یا قانونی گنجائش نکالنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ مگر ایسا نہ ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ نے بھی اس واقعہ کے لیے بدترین سزا کو برقرار رکھنا ضروری سمجھا جو اس قدر انسانیت سوز تھا کہ اس پر پورے ہندوستان میں سیکڑوں لوگ سڑکوں پر نکل آئے تھے اور وہ دنیا بھر کے اخباروں کی سرخیوں میں بھی چھایا رہا تھا۔

پاکستان میں اس مسئلے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ہندوستانی عدالت عظمیٰ کے برعکس، پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں اکثر موت کی سزائیں سنانا مناسب سمجھتی ہیں، یہاں تک کہ ان افراد کو بھی جن کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں ہوتا۔ کئی کیسز میں تحقیقات اور سماعتوں میں نقائص ہونے کے باوجود بھی ملزمان کو پھانسی دی گئی ہے۔ مگر یہاں موضوع موت کی سزا نہیں بلکہ جنسی تشدد ہے۔ جہاں ہندوستان نے گینگ کی صورت میں زیادتی کرنے والوں کے لیے سب سے بدترین سزا مقرر کی ہے، وہاں پاکستان کو زیادتی کے مقدمات کے لیے ایسے اقدام اٹھانا ابھی باقی ہے۔

اس سے متعلقہ ایک مثال 2002 میں مختاراں مائی سے ہونے والا گینگ ریپ ہے۔ دہلی ریپ کیس کی لڑکی کی ہی طرح مختاراں مائی نے بھی زیادتی کرنے والوں کو دیکھا تھا اور انہیں پہچان بھی سکتی تھیں اور انہوں نے ایسا کرنے کی بھی ٹھانی۔ لیکن یہ کافی نہیں تھا۔ پاکستان میں جس طرح زیادہ تر مقدمات کے ساتھ ہوتا ہے ویسے ہی اپیلوں کے ذریعے یہ کیس بھی ایک سے دوسری عدالت چکر لگاتا رہا، اور قانونی دائرہ اختیارات کی پیچیدگیوں میں الجھا رہا، جیسا کہ پاکستان کے عدالتی نظام میں ہوتا ہے۔

ابتدا میں 6 ملزمان، جن میں مبینہ زیادتی کرنے والے افراد اور پنچائت میں ریپ کا حکم دینے والے افراد شامل تھے، مجرم قرار پائے تھے۔ ایسا محسوس ہوا تھا کہ ایک خاتون جو ایک شدید ترین تکلیف دہ آزمائش سے گزری تھی، اسے انصاف مل جائے گا۔

مگر اس کہانی کا انجام ایسا نہیں ہوا۔ جن 6 میں سے 5 ملزمان کو انسداد دہشتگردی عدالت نے مجرم قرار دے کر موت کی سزا سنائی تھی، 2005 میں لاہور ہائی کورٹ نے انہیں بری کر دیا اور چھٹے ملزم کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کر دیا۔ 2011 میں، ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کو بھی خارج کر دیا گیا۔

جب فیصلہ سنایا گیا تھا ان دنوں بی بی سی کو دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں مختاراں نے بتایا کہ پولیس نے ان کا بیان درست انداز میں قلمبند نہیں کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ پاکستان کی تمام عدالتوں پر اپنا اعتماد کھو چکی ہیں۔

زیادہ تر پاکستانی خواتین، خاص طور پر وہ جو کسی نہ کسی صورت عدالتی نظام سے نبرد آزما ہوئی ہیں، مختاراں مائی سے اتفاق کریں گی۔ جس طرح دہلی میں خاتون سے زیادتی کرنے والے نے خاتون کو ہی رات کو 9 بجے گھر سے باہر ہونے کی وجہ سے زیادتی کا اصل ذمہ دار ٹھہرایا تھا، ٹھیک ویسے ہی یہاں پر بھی زیادہ تر پاکستانی مرد، مردوں کے ہاتھوں تشدد اور ایذارسانی کا شکار بننے والی خواتین کو ہی مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

اگر ایک مرد اپنی بیوی پر تشدد کرتا ہے تو خود اس عورت نے ہی اسے ایسا کرنے پر 'مجبور' کیا ہوتا ہے، کیونکہ اس کی بیوی نے اپنے شوہر کے مطالبوں پر جلد حامی نہیں بھری ہوگی، یا پھر اس نے ان مطالبوں کو پورا کرنے پر خود کو پوری طرح وقف نہیں کیا ہوگا اور غلامی میں کسر رہ گئی ہوگی۔

اگر ایک مرد پروفیسر ایک طالبہ کو ہراساں کرتا ہے تو ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اس لڑکی نے کوئی خاص لباس زیب تن کیا ہوتا ہے، کسی خاص انداز میں دیکھا یا مسکرایا ہوتا ہے اور چنانچہ اس سلوک کی 'مستحق' قرار پاتی ہے۔ اگر کوئی آجر اپنی کسی ملازمہ کو ہراساں کرتا ہے تو پھر بھی یہ ہی کہہ دیجئے کہ 'تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی'، یہ اس خاتون کا جرم تھا کہ اس نے مذکورہ ملازمت اختیار کی تھی، اپنے گھر سے باہر کام کر رہی تھی، اس جگہ موجود تھی کہ جہاں وہ اس کا شکار کر سکے۔

سرحد کی لکیر بھلے ہی پاکستان اور ہندوستان کو تقسیم کرتی ہو مگر 'تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی' کی منطق دونوں ملکوں کے مردوں کو آپس میں جوڑتی ہے۔

دہلی ریپ واقعے کے بعد ابتدائی چند دنوں میں، کئی اخبارات نے تبصرے شائع کیے جس میں کہا گیا کہ مردوں کی جسمانی ساخت کوئی اتنی خاص ہٹی کٹی یا مضبوط نہیں تھی اور وہ دکھنے میں عام سے تھے۔ یہ ایک اہم اور سوچنے پر مجبور کرنے والا تبصرہ ہے کیونکہ یہ برصغیر میں جنسی زیادتی کرنے والے ہر مرد کی جانب توجہ دلاتا ہے جو موقع کی تلاش میں گھات لگائے بے حس ہو کر بیٹھا ہے۔ ایسا ہی موقع دہلی میں ہاتھ لگا تھا جب 6 مردوں نے لڑکی کو رات کو 9 بجے گھر سے باہر ہونے کی سزا دینے کے لیے مل کر اسے اپنا شکار بنایا۔

دیگر کو شاید یہ موقع کسی دوسری جگہ، کسی خالی دفتر یا اندھیری راہداریوں یا سنسان گلیوں میں ملے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں مرد اپنے اعمال کے لیے کسی کو جوابدہ نہیں ہیں اور خواتین خود سے برتی جا رہی ناگواریوں کے مطابق خود کو ڈھالتے ہوئے بڑی ہوتی ہیں، وہاں عورت کو ہی ہمیشہ گناہ گار سمجھا جاتا ہے؛ ریپ کیسز میں اضافہ اور ریپ کرنے والوں کی سزاؤں میں کمی اس نکتے کو ثابت کر دیتی ہے۔ خواہ فوجی طاقت ہو یا کھیل کا میدان، بیان بازی ہو یا علاقائی اثر رسوخ پاکستان اور ہندوستان ہر شعبے میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنا چاہتے ہیں۔ مگر اس میدان میں ایسا کرنے کے لیے کوئی کاوش نہیں کی جائے گی۔

جہاں ہندوستان نے بھلے ہی پانچ مجرموں کو ممکنہ حد تک بدترین سزا سنائی ہو، وہاں پاکستان ریپ کرنے والوں کو آزاد چھوڑتا رہے گا۔ وہ تمام عام آدمی، وہ جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ خواتین ان کے ناپاک ارادوں اور اپنی شکارگاہ کے دائرے میں اپنی موجودگی سے ہی انہیں ایسا کرنے کی خود دعوت دیتی ہیں، انہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں؛ پاکستان میں کوئی بھی انہیں نہیں روکے گا اور نہ ہی کوئی ان کے راستے میں آئے گا۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

# ہم ’جنڈی‘ کے کاریگر ہیں

اختر حفیظ

سندھ میں جہاں صدیوں پرانی دستکاری کی گونا گوں مثالیں پائی جاتی ہیں، وہاں جنڈی کا کام ایک الگ انفرادیت کا حامل ہے۔ اس میں لکڑی کو بڑی مہارت و نفاست کے ساتھ رنگین نقوش سے آراستہ کر کے دلکش روپ دے کر تیار کیا جاتا ہے۔ کاریگروں کے ان شاہکار نمونوں کو دیکھ کر ان ہاتھوں کو خراج پیش کرنے کو دل کرتا ہے جو صدیوں سے اس ہنر کو آج بھی زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

جنڈی لفظ جنڈ سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی چکر لگانا یا گھومنے والے کے ہیں۔ جنڈ سندھی میں ہاتھ سے چلنے والی چکی کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کام میں لکڑی کو تراش خراش کر گھما کر مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں، اس لیے اس ہنر کو جنڈی کا ہنر کہا جاتا ہے۔ جنڈی سے بننے والی چیزوں میں لکڑی سے جھولے، چارپائیاں، موڑھے، ڈریسنگ ٹیبل اور دیگر اشیاء شامل ہیں۔ ان پر ہاتھ سے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں، رنگوں کے حسین امتزاج اور پھولوں کے نقوش بنا کر یہ کاریگر اپنے فن کے عمدہ نمونوں کو منڈی میں بھیج دیتے ہیں۔

یہ کام آسان ہرگز نہیں بلکہ یہ ان ہاتھوں کی محنت اور تکلیف کا نتیجہ ہوتا ہے جو لکڑی کو رنگ چڑھا کر بے رنگ لکڑی کو خوبصورتی بخشتے ہیں۔ اس کام میں کئی مراحل ہیں۔ جنڈی کا کام کرنے والے کاریگر کو گھامل کہا جاتا ہے، جبکہ یہ لکڑی کا کام کرنے والے لوگوں کا قبیلہ بھی کہلاتا ہے۔ سندھ میں جنڈی کا کام ہالا، کھانوٹھ اور بھٹ شاہ میں کیا جاتا ہے۔

’’ہم نے خود کو ٹھیکیداروں کے ہاں گروی رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں‘‘۔ یہ وہ پہلا جملہ تھا جو میرے کانوں تک پہنچا جو جنڈی کے کاریگر غلام عباس نے کہا تھا۔ میری ابھی اس سے بات شروع ہی ہوئی تھی کہ وہ تو اپنی داستان سنانے لگ گئے۔

بھٹ شاہ میں قائم جنڈی کی ورکشاپ ان کاریگروں سے بھری ہوئی ہے جہاں پر بکھری لکڑیاں، آرا مشین، لکڑیوں کے چھلکے، آنکھوں کو موہ لینے والے رنگ اور رنگین لکڑیوں پر نقش و نگار بنانے والے مزدور اپنے کام میں مصروف عمل تھے۔ اس کام کے لیے قدیم طریقے کو ہی استعمال کیا جاتا ہے، زیادہ تر اس کام کے لیے ہاتھوں کا ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی بھی مشین کے ذریعے جنڈی کا کام نہیں کیا جاتا، بلکہ جنڈی کا کام تحمل طلب ہے، کیونکہ جتنا آرام سے یہ کام کیا جائے گا اتنے ہی شاندار نتائج ملیں گے۔

آرا مشین سے مختلف حصوں میں کٹ کر لکڑیوں کے یہ ٹکڑے اس کاریگر تک پہنچتے ہیں جو انہیں چھیل کر لکڑیوں کا کھردرا پن ختم کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ان لکڑیوں کو ایک خاص صورت دی جاتی ہے۔ اس کام کے لیے زیادہ تر شیشم کی لکڑی استعمال کی جاتی ہے۔ اس وقت بھٹ شاہ کی ورکشاپ میں زیادہ تر چارپائیاں اور جھولے بنائے جاتے ہیں جن کی تیاری میں خاصا وقت لگتا ہے۔

صرف چارپائی کے پائے تیار کرنے میں 5 سے 6 دن کا وقت لگ جاتا ہے۔ جنڈی کی چیزیں بنانے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز رنگ اور لاکھ ہوتے ہیں۔ لاکھ ببول کے پیڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ جسے رنگوں کو تیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے بغیر جنڈی کے کام میں استعمال ہونے والے رنگ کسی بھی طرح ٹک نہیں سکتے اور نہ ہی پائیدار بن سکتے ہیں، لہٰذا یہ جنڈی کا ایک اہم ترین جز ہے۔

صرف چار پائی کے پائے تیار کرنے میں 5 سے 6 دن کا وقت لگ جاتا ہے۔ جنڈی کی چیزیں بنانے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز رنگ اور لاکھ ہوتے ہیں۔ لاکھ ببول کے پیڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ جسے رنگوں کو تیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے بغیر جنڈی کے کام میں استعمال ہونے والے رنگ کسی بھی طرح ٹک نہیں سکتے اور نہ ہی پائیدار بن سکتے ہیں، لہٰذا یہ جنڈی کا ایک اہم ترین جز ہے۔

کسی زمانے میں جنڈی کے ہنر میں چھوٹے چھوٹے بکسے بنانے کا کام کافی زیادہ کیا جاتا تھا، جو کہ ایک دوسرے کے اندر رکھے جاتے تھے۔ انہیں ’’گنج‘‘ کہا جاتا تھا۔ ان پر سرخ، پیلا، نیلا اور سبز رنگ کیا جاتا تھا۔

چارپائی بنانے کے لیے سب سے پہلے چارپائی کے پائے تیار کیے جاتے ہیں، انہیں ایک کچا رنگ دے کر پھر پکے رنگ دیے جاتے ہیں۔ یہ عمل بھی کافی مشکل ہے کیونکہ رنگوں کو برقرار رکھنے کے لیے آگ کے شعلوں کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ ایک خاص سانچے میں فٹ کرنے کے بعد اس پائے کو لاکھ کے ساتھ رنگنا شروع کیا جاتا ہے اور اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ آگ کے شعلوں سے رنگوں کو گرمائش ملتی رہے تاکہ یہ رنگ پکے ہوتے رہیں اور بکھرنے سے محفوظ رہیں۔ ان رنگوں میں ایک ہی وقت میں مختلف رنگوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ سرخ، جامنی اور دیگر میں سے جو بھی درکار ہو وہ لکڑی پر چڑھا دیا جاتا ہے۔

جنڈی کے کام کو تین اہم مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، پہلے مرحلے میں جنڈی کا سادہ سا کام کیا جاتا ہے۔ جس میں مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے رول کی مدد سے جنڈی سے گھڑی ہوئی لکڑی کی مدد سے سیدھی لکیریں مختلف رنگوں سے کھینچ کر کمانی کی مدد سے گھما کر رنگائی کی جاتی ہے۔ یہ لکیریں مختلف رنگوں کے امتزاج سے دیدہ زیب ڈیزائن بن جاتی ہیں۔

ایک بار رنگ جانے کے بعد لکڑیاں ان کاریگروں کے ہاتھوں میں آجاتی ہیں جو ان پر نقش و نگار بناتے ہیں۔ یہ نقش و نگار ایک مخصوص اوزار سے تیار کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی صفائی کا عمل شروع ہوتا ہے۔ پھر ان لکڑیوں کو ترتیب میں جوڑ کر جھولے یا چارپائی کی صورت دی جاتی ہے۔

مگر لکڑیوں کو رنگنے والوں کے ہاتھوں میں غربی کے داغ واضح نظر آتے ہیں، وہ ایک ورکشاپ میں کام بھی کر رہے ہیں، یہی ان کا ٹھکانہ بھی ہے مگر انہیں نہ تو بہتر اجرت ملتی ہے اور نہ ہی دیگر سہولیات۔

غلام عباس کی عمر کا کافی حصہ اس کام کو کرتے کرتے گزر

گیا مگر آج بھی اسے یہی شکایت ہے کہ جنڈی کے کام سے ان کی زندگی میں کوئی بہتری نہیں آئی ہے۔

''میرے ہاتھوں نے کئی چیزیں بنائی ہیں مگر پھر بھی میرے لیے یہ کام زندگی کے سکھ نہیں لایا۔ یہ ورکشاپ جو کہ ہمیں حکومت نے دی ہے اس میں سہولیات نہیں ہیں، آپ اس کی چھت کو دیکھیں''۔ وہ مجھے ورکشاپ کی چھت دکھانے لگا جس میں چھید ہی چھید تھے۔

''تو کیا آپ نے یہ شکایت نہیں کی ہے کہ آپ کو یہاں پر کون کون سے مسائل کا سامنا ہے''۔ میں نے کہا

''ہماری شکایت سننے والا کوئی بھی نہیں ہے یہاں، ہم

> غلام عباس کا کہنا ہے کہ انہوں نے ایک کوآپریٹو سوسائٹی بھی رجسٹرڈ کرا رکھی ہے جو کہ یہاں کام کرنے والے کاریگروں کی ہے مگر وہ غیر فعال ہے اس لیے ان کے حقوق کے لیے کوئی بھی آواز اٹھانے والا نہیں، لہٰذا آج بھی وہ ایک ایسے ٹھیکیداری نظام کے تحت کام کر رہے ہیں، جہاں وہ صبح سے شام تک اپنا پسینہ بہاتے ہیں مگر اس بہتے پسینے کی قدر ان ٹھیکیداروں کو نہیں جنہوں نے انہیں چند پیسوں کی عوض جکڑ رکھا ہے۔

سے رابطے میں رہنے والے ٹھیکیدار ہیں، جنہیں صرف اپنے آرڈر پر تیار کیا جانے والا مال چاہیے، ہم ان سے شکایت کرتے ہیں تو وہ ہم سے مال کی تیاری کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ ہم سے ایک چارپائی پندرہ سو روپے میں لی جاتی ہے مگر مارکیٹ میں اسے پانچ ہزار روپے میں بیچا جاتا ہے''۔

غلام عباس کی بات سن کر مجھے یہی لگا کہ آج بھی مزدوروں کے استحصال کا عمل ہر جگہ جاری ہے۔ وہ ہنرمند ہاتھ جو اتنی نفاست سے کام کرتے ہیں، انہیں اتنی بھی اجرت میسر نہیں ہے کہ وہ بہتر زندگی گزار سکیں۔

غلام عباس کا کہنا ہے کہ انہوں نے ایک کوآپریٹو سوسائٹی بھی رجسٹرڈ کرا رکھی ہے جو کہ یہاں کام کرنے والے کاریگروں کی ہے مگر وہ غیر فعال ہے اس لیے ان کے حقوق کے لیے کوئی بھی آواز اٹھانے والا نہیں، لہٰذا آج بھی وہ ایک ایسے ٹھیکیداری نظام کے تحت کام کر رہے ہیں، جہاں وہ صبح سے شام تک اپنا پسینہ بہاتے ہیں مگر اس بہتے پسینے کی قدر ان ٹھیکیداروں کو نہیں جنہوں نے انہیں چند پیسوں کی عوض جکڑ رکھا ہے۔

ٹھیکیداری نظام میں کوئی بھی مزدور اپنے کام کا مالک نہیں ہوتا، بلکہ اس کی ساری کمائی ٹھیکیدار کے رحم و کرم پر ہوتی ہے، نہ تو وہ اپنی مرضی سے کام کر کے اپنے مالی حالات بہتر کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں اتنی آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں کو منڈی میں خود بیچ سکیں۔ اس لیے ان کے حالات آج بھی وہی ہیں جو ان سے قبل کام کرنے والے کاریگروں کے تھے۔

اس نظام کے تحت یہ تمام کاریگر برسوں سے اپنے ہاتھوں اور جسم کو تکلیف دے کر اپنے فن کو تو زندہ رکھے ہوئے ہیں مگر ان کے لیے ٹھیکیداری نظام کسی عذاب سے کم نہیں۔ یہاں کام کرنے کے لیے مخصوص اوقات بھی مقرر نہیں ہیں بلکہ جب تک روز کا دیا ہوا کام ختم نہیں ہوتا تب تک یہ کاریگر گھر نہیں جا سکتے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی ان سے زیادہ خوشحال ہو رہا ہے تو بس وہ ٹھیکیدار ہی ہیں جنہوں نے ان کے پاؤں میں دہاڑی کی وہ بیڑیاں ڈالی ہوئی ہیں جنہیں یہ کاریگر خود نہیں توڑ سکتے ہیں۔

یہ عمل نہ صرف انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ ان مزدوروں کو غلام رکھنے کے مترادف بھی ہے۔ اس نظام کے تحت وہ دہائیوں تک بھی کام کرتے رہیں تب بھی ان کے شب و روز نہیں بدلیں گے اور نہ ہی یہ لوگ آنے والے وقت میں خود کو بہتر حالت میں دیکھ پائیں گے۔

''ہمارا کام پورے ملک میں مشہور ہے مگر اس کام کا سب سے زیادہ نفع ان تاجروں کو ملتا ہے جو ہم سے یہ تمام چیزیں کم داموں پر خریدتے ہیں، ہمارے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے اس کام کو جاری رکھ سکیں''۔ وہ پھر سے بول اٹھے۔

جمیل جونیجو انسانی حقوق کے سرگرم کارکن اور پاکستان فشرفوک فورم (پی ایف ایف) میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ نہ صرف انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے کہ بلکہ جبری مشقت کی بھی ایک صورت ہے، جس میں ایک کاریگر یا مزدور کی مزدوری کا سارا دار و مدار ٹھیکیداروں پہ ہوتا ہے۔ وہ انہیں سامان خرید کر دیتے ہیں مگر محنت کرنے والا مزدور ٹھیکیدار کا سود تک ادا نہیں کر پاتا۔ آج کے زمانے میں بھی ہمارے ہاں ٹھیکیداری نظام کے تحت ان مزدوروں کو جکڑ کر رکھا گیا ہے۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ یہ مزدوروں کے حقوق کی بھی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اصولی طور پر ان کے لیے ایسے رابطے بنانے چاہئیں کہ ٹھیکیدار کا بیچ میں کوئی عمل دخل نہ ہو۔

اس حوالے سے حکومتی سطح پر کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے لیے دیہی اور شہری سطح پر تہوار منعقد کروائے جائیں۔ انہیں کھلی منڈی فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنے کام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ کیونکہ ان کی مالی حالت میں آج تک کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اس لیے انہیں اپنے کام کا مالک خود بنانے کے لیے اقدامات اٹھانے کی سخت ضرورت ہے۔

جنڈی کا کام سندھ کے چند شہروں کی پہچان بن چکا ہے اور یہ سندھ کی ثقافت کی بھی علامت ہے، مگر کیا ان کاریگروں کا اتنا حق نہیں بنتا کہ وہ جس کام کو دہائیوں سے کرتے آ رہے ہیں، اس کام کے مالک بھی وہ ہوں۔ لیکن جس طرح سے ان ہنرمندوں کو ٹھیکیداری نظام کے ذریعے غلام بنایا گیا ہے اس سے یہی لگتا ہے کہ وہ آنے والے وقتوں میں اس کام کو مزید نہیں کر پائیں گے۔

شاید تب موجودہ دور میں بننے والی لکڑی کی اتنی خوبصورت اشیاء بھی ہمیں کم دیکھنے کو ملیں۔ اس لیے غلام عباس جیسے کاریگروں کی شکایات سننے کی ضرورت ہے اور انہیں اس کام کو زندہ رکھنے کے لیے وہ تمام تر سہولیات ملنی چاہئیں جو ان کا حق ہے۔

(بشکریہ ڈان)

# تعلیم

## بچوں پر وحشیانہ تشدد

**مردان** 6 مئی کو مردان میں سکول سے غیر حاضر ہونے پر ٹیچر نے تین بچوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا بچوں کی حالت غیر ہونے پر انہیں ہسپتال پہنچایا گیا جبکہ پولیس نے ٹیچر کے خلاف مقدمہ درج کرکے اسے گرفتار کرلیا۔ اہلیان علاقہ کے مطابق ضلع دیر کے رہائشی تین بچے مردان میں عیدگاہ روڈ کی ایک مسجد میں قیام پذیر تھے اور گلی باغ کے نجی سکول میں زیر تعلیم تھے جبکہ مسجد کے پیش امام مفتی عرفان ان کا سکول ٹیچر بھی ہے۔ بچے سکول سے غیر حاضر ہوگئے تھے جس پر ٹیچر نے مسجد میں انہیں مبینہ طور پر بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا۔ بچوں میں دو بھائی سمیع الرحمان اور عزیز الرحمان دوسری جماعت کے طالب علم میں جبکہ ان کا چچازاد بھائی سمیع الحق جماعت پنجم کا طالب علم بتایا گیا ہے۔ پولیس نے تھانہ سٹی میں ٹیچر کے خلاف مقدمہ درج کرکے اسے گرفتار کرلیا جبکہ بچوں کو ابتدائی طبی امداد کے بعد ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں داخل کرلیا گیا تھا۔ (روزنامہ آج)

## گرلز سکول کی حالت زار پر توجہ دی جائے

**بونیر** اے این پی دور حکومت میں ناروے حکومت کے تعاون سے 8 کروڑ روپے کی لاگت سے ضلع بونیر کے پسماندہ علاقہ طوطالئی میں قائم باچا خان گرلز ماڈل سکول کی مخدوش صورتحال کے باعث 400 طالبات کا مستقبل عدم تحفظ کا شکار ہے۔ پچھلے چار سالوں سے چھ ہزار ماہانہ تنخواہ پر کام کرنے والی استانیوں نے ملازمت چھوڑنے کی دھمکی بھی دے دی ہے۔ صوبائی حکومت کے زیر سایہ اس ماڈل سکول کو گرانٹ نہ ملنے پر تعلیمی سرگرمیاں ختم ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے۔ متعلقہ حکام کا کہنا ہے کہ سکول میں فنڈز کی عدم دستیابی اور دیگر مسائل پر سکول انتظامیہ نے بروقت اقدامات نہیں اٹھائے تاہم اب سکول پرنسپل کو ہدایات کی گئی ہے کہ وہ بورڈ آف گورنرز کو فنڈز کے حوالے سے مکمل تفصیلات ارسال کریں، ادھر سابق صوبائی وزیر تعلیم سردار حسین بابک جو کہ اس وقت بھی اسی حلقے کے ممبر صوبائی اسمبلی ہیں کا کہنا ہے کہ صوبائی حکومت کو اس معاملے کا نوٹس لینے کی بار بار درخواستیں کی گئیں۔ 2009ء میں سابق دور حکومت میں ضلع بونیر سے ممبر صوبائی اسمبلی سردار حسن بابک جو کہ صوبائی وزیر تعلیم بھی تھے نے اپنے گاؤں طوطالئی میں ناروے حکومت کے مالی تعاون سے باچا خان گرلز ماڈل سکول کا قیام عمل میں لایا جس کا افتتاح دہشتگردی کے بدترین واقعات کے دوران ناروے کے سفیر نے کیا تھا۔ باچا خان گرلز ماڈل سکول خیبر پختونخوا کے پسماندہ علاقے کا واحد گرلز ماڈل سکول ہے، جس میں اس وقت 400 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ ایک طرف حکومت نے نجی سکولوں میں ملازمت کرنے والے اساتذہ کی تنخواہیں کم از کم 15 ہزار روپے فی ماہانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو دوسری جانب باچا خان گرلز ماڈل سکول کی استانیاں جن کی تعداد 11 بتائی گئی ہے پچھلے چار سالوں سے صرف پانچ اور چھ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازمت کررہی ہیں۔ صوبائی حکومت نے مذکورہ سکول کو گرانٹ بھی جاری نہیں کی جس کے باعث یہ سکول شدید مالی بحران کا شکار ہوچکا ہے۔ اکتوبر 2016ء میں زلزلہ اور سیلاب کے باعث اسکی عمارت خطرناک حد تک متاثر ہونے کے باعث طالبات کو سکول کے ہاسٹل میں منتقل کیا گیا تھا جس کی چاردیواری نہ ہونے سے بھی طالبات عدم تحفظ کا شکار ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

# قانون نافذ کرنے والے ادارے

## پولیس اہلکار کی فائرنگ سے ذہنی مریض جاں بحق

**مردان** 9 مئی کو تھانہ سٹی کے قریب ٹریفک پولیس کے اہلکار نے ایک ذہنی مریض نوجوان کو گولی ماردی جس سے وہ جاں بحق ہوگیا جبکہ پولیس نے ملزم کو گرفتار کرکے اس کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔ ڈی ایس پی سٹی اعتزاز خان کے مطابق گڑھی کار رہائشی دماغی مریض 20 سالہ بلال غنی ولد لعل غنی کچہری کے سامنے سڑک پر بھاگ رہا تھا کہ اس دوران اس نے ٹریفک پولیس کے کانسٹیبل سعید کو دھکا دے کر گرادیا اور دوڑ لگادی۔ مذکورہ کانسٹیبل نے اس کے پیچھے بھاگنا شروع کردیا اور بلال جونہی تھانہ سٹی کے قریب پہنچا تو کانسٹیبل نے اس پر فائرنگ کی جس سے وہ جاں بحق ہوگیا۔ واقعے کے بعد کانسٹیبل کو گرفتار کرکے اس کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا۔ ادھر مقتول کے ورثاء نے بتایا کہ 20 سالہ بلال مرگی کا مریض تھا اور وقوعے کے وقت اس کا باپ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جارہا تھا کہ کالج چوک پر وہ باپ کی گرفت سے آزاد ہوکر بھاگتے بھاگتے پولیس کی گولی کا نشانہ بن گیا۔ واقعے کے فوراً بعد ڈی پی او ڈاکٹر میاں سعید موقع پر پہنچ گئے جس کے بعد کانسٹیبل سعید کو گرفتار کرکے اس کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرلیا گیا۔ اس سے قبل 2 مارچ کو اویس خان نامی ایک سائیکل سوار کو تھانہ سٹی کی حدود میں پولیس نے مشکوک سمجھ کر فائرنگ کا نشانہ بنایا تھا جس سے وہ جاں بحق ہوگیا تھا۔ دریں اثناء معلوم ہوا ہے کہ ذہنی مریض بلال قتل کیس میں ایک وکیل ندیم ارشد نے کمال جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے کانسٹیبل کے خلاف گواہی دے دی۔ واقعے کے بعد انہوں نے تھانہ سٹی جاکر پولیس کے سامنے حقائق بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مقتول کے باپ کے منع کرنے اور چیخ چیخ کر یہ بتانے کے باوجود کہ اس کا بیٹا دماغی مریض ہے، نے بلال پر فائرنگ کرکے اسے قتل کرڈالا۔

(روزنامہ آج)

## قانون کے محافظ کا بیکری ملازم پر تشدد

**پشاور** 4 مئی کو تھانہ شاہ قبول کے اہلکاروں کو بیکری کا کچھ سامان مفت نہ دینے پر قانون کے محافظ آپے سے باہر ہوگئے اور بیکری کے ملازم کو تھانے لے جاکر نہ صرف وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا بلکہ اس کے خلاف 2 مختلف مقدمات درج کرلئے۔ متاثرہ بیکری ملازم طیب کے مطابق گزشتہ دنوں تھانہ شاہ قبول پولیس کی جانب سے ایک چٹھی موصول ہوئی جس پر 3 کلو مکس مٹھائی، 10 عدد کیک، 15 عدد سینڈوچ، اور 15 عدد کریم رول کا آرڈر لکھا ہوا تھا جبکہ نیچے تھانے کی مہر بھی لگی تھی۔ مذکورہ سامان پیک کرنے کے بعد جب اہلکاروں سے رقم کا تقاضہ کیا گیا تو انہوں نے رقم دینے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اسے گرفتار کرکے تھانے منتقل کردیا اور وہاں اسے بدترین تشدد کا نشانہ بنا کر لہولہان کردیا۔ اس حوالہ سے پولیس نے موقف اپنایا ہے کہ ملزم طیب ولد احمد شاہ ساکن سرکی کو انہوں نے بیکری شاپ سے نہیں بلکہ نمک منڈی چوک سے اس وقت گرفتار کیا جب اس سے پولیس اہلکاروں نے شناختی کارڈ طلب کیا جس پر وہ آپے سے باہر ہوگیا اور اپنے ساتھی عزیز الرحمٰن کے ساتھ مل کر پولیس کانسٹیبل جاوید کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے اسے گالیاں دیں جس کی ایف آئی آر بھی درج ہے۔ (روزنامہ آج)

# صحت

## لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کا مطالبہ

**پیر محل** سول ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر کی عدم تعیناتی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے شہریوں کا کہنا تھا کہ ہسپتال کی اپ گریڈیشن کے باوجود یہاں لیڈی میڈیکل آفیسر کی تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی جس کی وجہ سے ہسپتال کا عملہ مریضوں کو طبی امداد دیے بغیر ہی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ ریفر کر دیتا ہے۔ انہوں نے ضلعی محکمہ صحت کے افسران سے مطالبہ کیا ہے کہ ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر فوری طور پر تعینات کی جائے تا کہ مریض خواتین کی مشکلات کا مثبت طور پر ازالہ ہو سکے۔ (اعجاز اقبال)

## نکاسیِ آب کا ناقص بندوبست

**گوجرہ** سیوریج سسٹم ناکارہ ہونے کے باعث گلی کوچے جوہڑ کا منظر پیش کرنے لگے۔ گوجرہ کے محلّہ علی پارک، مغل پورہ، جمیل پارک اور دیگر علاقوں میں سیوریج سسٹم ناکارہ ہونے کے باعث گندا پانی گلیوں، سڑکوں اور گھروں میں تباہی مچا رہا ہے جس سے قیمتی املاک تباہ ہو رہی ہیں۔ محلّہ علی پارک کے مکینوں نے میونسپل کمیٹی دفتر کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے یہ مسئلہ حل کرنے کا مطالبہ کیا۔ اطلاع ملنے پر چیئرمین بلدیہ میاں اسلام موقع پر پہنچے اور سیوریج سسٹم درست کرانے کی یقین دہانی کرائی جس پر مظاہرین منتشر ہو گئے۔ (اعجاز اقبال)

## نرس کو قتل کر دیا گیا

**پشاور** 4 مئی کو پشاور میں لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں تعینات نرس کو فقیر آباد میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ لاش کو پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیا۔ یہ واقعہ 4 مئی کو اس وقت پیش آیا جب فقیر آباد کے علاقے زریاب کالونی میں نامعلوم افراد نے سڑک پر راہ چلتی خاتون کو فائرنگ کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے وہ موقع پر ہلاک ہو گئی۔ اہل علاقہ نے فائرنگ کے بعد خاتون کو ہسپتال منتقل کیا۔ جہاں اس کی موت کی تصدیق کر دی گئی۔ پولیس کے مطابق مقتول خاتون کی عمر چالیس ہے اور اس کی شناخت لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے گائنی وارڈ کی نرس فرزانہ کوثر کے نام سے کی گئی ہے اس سلسلے میں پولیس نے رپورٹ درج کر لی ہے۔ (روزنامہ

## مرکزِ صحت میں طبی سہولیات کا فقدان

**سکردو** سکردو کی سب ڈویژن روندو کے بہودآبادی سنٹر اور سول ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر اور ایمبولنس نہ ہونے کے باعث ایک خاتون زچگی کے دوران زندگی کی بازی ہار گئی۔ روندو تھوار بالا سے تعلق رکھنے والی خاتون سیدہ لیلیٰ عمر 25 حاملہ تھی۔ شدید تکلیف ہونے پر خاتون کے شوہر سید طاہر حسین اسے بہودآبادی سنٹر لے گیا جہاں پر لیڈی ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود نہیں تھی بعدازاں خاتون کو سول ہسپتال خاتون لے جایا گیا وہاں پر بھی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں تھی تاہم لیڈی ہیلتھ ورکر نے ابتدائی طبی امداد دینے کی کوشش جس کے بعد خاتون نے ایک بچی کو جنا اور بے ہوش ہو گئی۔ خاتون کی حالت غیر ہونے پر ہیلتھ ورکر نے اسے فوری طور پر سکردو لے جانے کا مشورہ دیا۔ اس دوران معلوم ہوا کہ روندو میں ایمبولنس ہی موجود نہیں ہے۔ خاتون کو سکردو ہسپتال پہنچانے کیلئے ایک پرائیویٹ گاڑی کا انتظام کیا گیا جس کے ذریعے خاتون کو 70 کلومیٹر دور سکردو ہسپتال لایا گیا تاہم دوران سفر زیادہ خون بہنے کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئی۔ واضح رہے کہ روندو کی آبادی تقریباً 70 ہزار سے زائد افراد پر مشتمل ہے لیکن پورے علاقے کے کسی بھی مرکزِ صحت میں لیڈی ڈاکٹر تعینات ہے اور نہ ہی ایمرجنسی سروسز کیلئے ایمبولنس موجود ہے۔

(مظفر حسین)

## پولیو ٹیم کے انچارج سمیت 3 افراد اغواء

**ٹانک** 16 مئی کو ٹانک کے نیم قبائلی علاقہ ایف آر ٹانک سے پولیو ٹیم کے انچارج کو ایک پولیو ورکر اور خاصہ دار فورس کے اہلکار سمیت اغواء کر لیا گیا۔ ملزمان ٹیم کے تین موٹر سائیکل بھی ساتھ لے گئے تاہم خاصہ دار فورس کے اہلکار اور ورکر کو بعد میں رہا کر دیا۔ نیم قبائلی ایف آر ٹانک کے علاقہ پنگ کے گاؤں دیوانہ کورونہ میں پولیو ٹیم کے انچارج ثناء اللہ ساکن ملازئی ٹانک اپنے ساتھی پولیو ورکر رقب اللہ اور سکیورٹی پر تعینات خاصہ دار فورس کے اہلکار پائی گل کے ہمراہ بچوں کو پولیو قطرے پلانے میں مصروف تھا کہ چار نامعلوم نقاب پوش اغواء کاروں نے ٹیم کے تمام افراد کو یرغمال بنا کر اغواء کر لیا تاہم بعد میں پولیو ورکر رقب اللہ اور خاصہ دار اہلکار کو رہا کر دیا جبکہ ثناء اللہ اور پولیو ٹیم کی تین موٹر سائیکلوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔

(روزنامہ آج)

## معذور افراد کا محکمہ سوشل ویلفیئر و بیت المال کے خلاف احتجاج

**پشاور** 17 مئی کو معذور افراد کے ایک مقامی ادارے کے عہدیداروں نے محکمہ سوشل ویلفیئر اور بیت المال کے خلاف پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے کی قیادت تنظیم کے صدر ایاز، عبداللہ شاہ، سید وزیر اور دیگر کر رہے تھے، مظاہرین کا کہنا تھا کہ آج سے دو ماہ پہلے انہوں نے محکمہ بیت المال کو معذوروں کیلئے ویل چیئر، سٹریچر اور دیگر سامان مانگنے کے حوالے سے ایک درخواست دی تھی لیکن مذکورہ محکمہ نے معذوروں کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ معذور افراد بنائے گئے اور ان کی کسی قسم کی مدد کیلئے تیار نہیں، جبکہ ایسے اداروں میں بیٹھے افراد ان کی وجہ سے تنخواہیں لے رہے ہیں۔

(روزنامہ مشرق)

## ملیریا پر قابو پایا جائے

**باجوڑ ایجنسی** باجوڑ ایجنسی میں ملیریا کے مرض سے سینکڑوں لوگ متاثر ہو گئے ہیں جن میں زیادہ تعداد بچوں کی ہیں۔ باجوڑ ایجنسی میں مچھر مار سپرے نہ کرانے کی وجہ سے سینکڑوں لوگ ملیریا کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہاں ایسا کوئی گھر نہیں ہے جس میں ملیریا کے مریض موجود نہ ہوں۔ باجوڑ ایجنسی میں اس لیے ملیریا کے زیادہ مریض پائے جاتے ہیں کیونکہ اس مرض پر قابو پانے پر توجہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی یہاں مچھر مار سپرے کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے باجوڑ ایجنسی میں ملیریا کے مریض بہت کم ملتے تھے کیونکہ حکومت ہر سال باقاعدگی کے ساتھ مچھر مار سپرے کرواتی تھی لیکن گزشتہ تین سالوں سے باجوڑ ایجنسی میں ملیریا کی روک تھام کے لیے سپرے وغیرہ نہیں کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ باجوڑ ایجنسی میں گرمیوں میں ملیریا خطرناک شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس سے متاثرہ مریضوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔

(شاہد حبیب)

# گلگت بلتستان کے ضلع غذر میں خودکشی کے بڑھتے ہوئے واقعات

اسرار الدین اسرار

جان بوجھ کر اپنی جان لینے کا نام خودکشی ہے۔خودکشی کسی ایک ضلع، علاقہ یا ملک کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کے مطابق دنیا میں ہر چالیس سیکنڈ میں خودکشی کا ایک واقعہ رونما ہوتا ہے جبکہ دنیا میں ہر سیکنڈ میں خودکشی کی کوئی نہ کوئی کوشش ہوتی رہتی ہے۔اس حساب سے دنیا بھر میں ہر سال دس لاکھ سے زائد لوگ خودکشی کے ذریعے اپنی زندگی کا چراغ گل کر دیتے ہیں۔دنیا بھر میں ہر سال ایک لاکھ میں سے 16 لوگ خودکشی کرتے ہیں۔ گذشتہ 45 سالوں میں دنیا میں خودکشی کا رجحان بڑھ گیا ہے۔2020ء تک یہ رجحان مزید بڑھے گا اور ہر بیس سیکنڈ میں خودکشی کا ایک واقعہ رونما ہوگا۔دنیا بھر میں زیادہ تر نوجوان خودکشی کرتے ہیں ۔ اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں 15 سے 29 سال کی عمر کے افراد کی اموات کی دوسری اہم وجہ خودکشی ہے۔دنیا میں 78 فیصد خودکشیاں متوسط اور نچلے طبقے کے لوگ کرتے ہیں۔جبکہ امیر طبقے میں بھی خودکشی کے واقعات ہوتے ہیں۔دنیا میں خودکشی کا رجحان عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔دنیا بھر میں ہونے والی مجموعی اموات کی 17ویں بڑی وجہ خودکشی بتائی جاتی ہے۔پاکستان میں کل پانچ سے سات ہزار افراد سالانہ خودکشی کے ذریعے اپنی زندگی کا خاتمہ کرتے ہیں جبکہ سالانہ پچاس ہزار سے ڈیڑھ لاکھ لوگ خودکشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گلگت بلتستان میں سالانہ اوسطاً 20 سے 25 خودکشی کے واقعات ریکارڈ میں آتے ہیں۔خیال یہ ہے کہ یہاں خودکشی کے بہت سارے واقعات کو طبعی موت قرار دیکر چھپایا جاتا ہے اور بعض دفعہ غیرت کے نام پر قتل کے واقعات کو بھی خودکشی کا رنگ دیا جاتا ہے۔اس حساب سے خالصتاً خودکشی کا باضابطہ ریکارڈ میسر نہیں آتا۔گلگت بلتستان میں سب سے زیادہ واقعات غذر سے رپورٹ ہوئے۔ان واقعات کو رپورٹ کرنے میں مقامی صحافیوں کا اہم کردار ہے ورنہ آج یہ اہم معاملہ دب جاتا اور اس کے حل کے لئے کوئی فکر مند نہیں ہوتا۔یہ بات دیکھنے کی ہے کہ غذر میں ہونے والی خودکشیاں باقی دنیا میں ہونے والی خودکشیوں سے زیادہ ہیں یا ہم بلاوجہ پریشان ہوتے ہیں۔اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو دنیا بھر میں خودکشیوں کی شرح ہر ایک لاکھ افراد میں 16 ہے جبکہ غذر میں بھی اوسطاً سالانہ 16 سے زیادہ خودکشیاں نہیں ہوتیں حالانکہ غذر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔آبادی کے حساب سے یہ شرح باقی دنیا سے مختلف نہیں ہے۔

ضلع غذر میں خودکشیوں کا سلسلہ 2000ء سے شروع ہوا تھا۔مقامی لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ اس سے قبل علاقے میں خودکشیوں کا رجحان بالکل بھی نہیں تھا یا نہ ہونے کے برابر تھا۔2000ء کے بعد اس ضلع کے سماجی ڈھانچے میں وہ کونسی تبدیلیاں رونماء ہوئیں جس کی وجہ سے یہاں خودکشیوں کا رجحان بڑھ گیا اس کا کھوج لگانا کسی باضابطہ تحقیق کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔اعداد و شمار کے مطابق غذر میں 2000ء سے 2004ء تک کل 60 خودکشیاں ہوئی تھیں اس حساب سے ان سالوں میں سالانہ اوسطاً 20 خودکشیاں ہوتی تھیں جن میں اکثریت خواتین کی تھی۔تاہم 2003ء میں خودکشیوں کی شرح باقی سالوں کی نسبت زیادہ تھی اور حیرت انگیز طور پر اُس سال دنیا بھر میں خودکشیوں کی شرح اگلے اور پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔ان چار سالوں کے بعد پورے گلگت بلتستان میں سالانہ 15 سے 20 خودکشیاں ہوتی رہی ہیں جن میں سے دس سے پندرہ غذر کی تھیں۔محکمہ پولیس

ایک اور ماہر نفسیاتی امراض ڈاکٹر دریا خان لغاری کا کہنا ہے کہ خودکشی میں مختلف اقسام کے ذہنی مسائل **(Multi-dimensional disorders)** کا بیک وقت عمل دخل ہوتا ہے جن میں حیاتیاتی، جینیاتی ، نفسیاتی اور ماحولیاتی خرابیاں شامل ہیں۔ بروقت تشخیص سے ان سب کا علاج ممکن ہے۔

اور دیگر اداروں کے اعداد و شمار کے مطابق پورے گلگت بلتستان میں 2011ء میں 22، 2012 میں 16، 2013ء میں 18، 2014ء میں 15، 2015ء میں 13 اور 2016ء میں 13 خودکشیوں کے واقعات ریکارڈ میں آئے ہیں یعنی 2011ء سے 2016ء تک گلگت بلتستان میں کل 96 خودکشیاں ہوئی ہیں۔پچھلے سالوں میں رونما ہونے والے ان واقعات میں اکثریت خواتین کی تھی مگر اب مردوں اور خواتین کی شرح یکساں ہے۔جن میں گوجال کی 12، گلگت کی 12 سے زائد اور دیگر اضلاع میں ریکارڈ میں آنے والی خودکشیاں بھی شامل ہیں۔اس حساب سے گذشتہ چھ سالوں میں گلگت بلتستان میں اوسطاً سالانہ 16 خودکشیاں ہوتی رہی ہیں. آبادی کے حساب سے اس کا تناسب باقی دنیا سے مختلف نہیں ہے۔تاہم مئی 2017 ء کے ایک ہی مہینے میں ضلع غذر میں تواتر کے ساتھ ہونے والی 10 سے زائد خودکشیاں تشویش کا باعث اس لئے ہیں کیونکہ ایک ماہ کے اندر گلگت بلتستان میں ہونے والی مجموعی اموات کے مقابلے میں خودکشیوں کے نتیجے میں ہونے والی یہ اموات زیادہ ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ سماجی حلقوں کی طرف سے اس پر تشویش کا اظہار کرنا فطری بات ہے۔

خودکشیوں کے جن بنیادی وجوہات کی دنیا بھر کے ماہرین نے نشاندہی کی ہے وہ کم و بیش ایک جیسے ہیں۔مگر پھر بھی یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ دنیا بھر میں ہونے والی خودکشیوں کی وجوہات ایک جیسی ہوتی ہیں کیونکہ ہر خودکشی کے واقعے کی اپنی ایک کہانی اور ایک وجہ ہوتی ہے۔تاہم ماہرین کی رائے سے خودکشی کے واقعات میں کمی لانے کے لئے اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔گذشتہ دنوں ماہر نفسیات ڈاکٹر خضر وکلیم رضا نے قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی کے آئی یو میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں" یونیورسٹی میں سوشل سائنس کے طلبہ میں تعلیمی بے چینی" کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ پڑھا تھا۔ اس دوران ان کا کہنا تھا کہ بے چینی (انگزائٹی) اور دباؤ (ڈپریشن) میں فرق یہ ہے کہ بے چینی کا تعلق کسی ایسے کام یا واقع سے ہوتا ہے جس کے مستقبل میں وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہو جبکہ ڈپریشن یا دباؤ کا تعلق ماضی کی کسی یاد سے ہوتا ہے۔چنانچہ خودکشی کا تعلق ہمیشہ ماضی سے یعنی ڈپریشن سے ہوتا ہے۔اگر مریض کی بروقت نشاندہی کی جائے تو علاج کے ذریعے ان کو خودکشی سے بچایا جاسکتا ہے۔

ایک اور ماہر نفسیاتی امراض ڈاکٹر دریا خان لغاری کا کہنا ہے کہ خودکشی میں مختلف اقسام کے ذہنی مسائل(Multi-dimensional disorders) کا بیک وقت عمل دخل ہوتا ہے جن میں حیاتیاتی، جینیاتی،نفسیاتی اور ماحولیاتی خرابیاں شامل ہیں۔ بروقت تشخیص سے ان سب کا علاج ممکن ہے۔

یہ بات طے ہے کہ خودکشی کا تعلق انسان کی سوچ اور ذہنی حالت سے ہوتا ہے جس کے لئے باہر کے محرکات جلتی پر تیل کا کام دیتے ہیں۔پاکستان میں کل پانچ کروڑ لوگ مختلف نفسیاتی مسائل اور ذہنی امراض کا شکار ہیں۔جبکہ ان کے علاج کے لئے ملک میں صرف 320 نفسیاتی امراض کے ماہرین اور صرف پانچ نفسیاتی امراض کے ہسپتال ہیں۔خودکشی کی جو وجوہات بتائی ہیں ان میں ذہنی ونفسیاتی بیماریاں یعنی ذہنی دباؤ، بے چینی ،شخصیت سے متعلقہ مسائل، شیزوفرینیا، مزاج میں اتار چڑھاؤ وغیرہ شامل ہیں ان ذہنی ونفسیاتی بیماریوں کو فروغ دینے میں جو بیرونی عوامل کارفرما ہوتے ہیں ان میں کوئی تکلیف دہ تجربہ جن میں جسمانی تشدد، جنسی تشدد، جنگ کا ماحول، کسی عزیز کی موت ،مسلسل غنڈہ گردی کا شکار ہونا، منشیات کا استعمال،خوراک میں عدم توازن، بے روزگاری، تنہائی پسندی، غربت ،رشتوں میں عدم توازن ،جینیاتی مسائل، وجود کا بحران یعنی اپنی زندگی کو بے معنی سمجھنا، مہلک یا ناقابل علاج یا دائمی بیماری، دائمی درد، ادویات کا بے دریغ

استعمال وغیرہ شامل ہیں جبکہ مذکورہ وجوہات کے علاوہ ضلع غذر میں مختلف اوقات میں کی گئی تحقیق میں جن وجوہات کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں گھریلو جھگڑے یا تشدد، کردار پر تہمت لگانا، زبردستی یا کم عمری کی شادی، غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم، خوف، مایوسی، احساس عدم تحفظ، سالانہ امتحان یا مقابلے کے امتحانات میں ناکامی سمیت دیگر وجوہات شامل ہیں۔

خودکشی میں کمی لانے کے لئے جو کوششیں کی جاسکتی ہیں ان میں ایک تو انفرادی طور پر ان افراد کی نشاندہی کرنا اور ان کا علاج کرنا ہے جو خودکشی کا ارادہ رکھتے ہیں جس کا اظہار وہ مختلف اوقات میں کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ دوسرا پورے معاشرے کو مجموعی طور پر اس لعنت سے چھٹکارا پانے کی ترغیب دینا ہے۔ انفرادی طور پر بھی مریض کی نشاندہی اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک معاشرے کے ذمہ داران کو اس بات کی سمجھ نہ ہو کہ ان کے آس پاس بسنے والے انسانوں کو کن تکلیفوں کا سامنا ہے جیسے خودکشی کی نیت رکھنے والے کی نشاندہی مریض کا کوئی رشتہ دار، والدین، بہن بھائی، پولیس، ڈاکٹر، مذہبی راہنماء، دوست، کلاس فیلوز، ہمسایہ، استاد، آن لائن مدد کے ادارے وغیرہ کر سکتے ہیں۔ جب ایسے فرد کی نشاندہی ہوگی تو ان کو اس حالت سے نکالنے کے لئے کوئی بھی پڑھا لکھا شخص یا اس مقصد کے لئے بنایا گیا ادارہ مدد کر سکتا ہے۔ ان کو بتایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے نفسیاتی مسائل پر قابو پانے کے لئے باقاعدہ ورزش کرے، عبادت کرے، کتابیں یا میگزین پڑھے، ٹی وی یا فلم دیکھے، سیر یا گیم کرے، خوارک میں تبدیلی لائے، اگر شادی شدہ ہے تو جنسی تعلق میں بہتری لائے، کمرے کی صفائی کرے، تخلیقی کام کرے نیز اس کو اگر زیادہ مسئلہ ہے تو پیشہ ورانہ مدد کے لئے نفسیاتی امراض کے ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے۔ بعض اوقات صرف اتنا سمجھانے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ زندگی اور اس کے تمام دکھ وقتی ہیں ان سے گھبرانا نہیں چاہئے یعنی ان کو ایک امید دلائی جاسکتی ہے۔ راقم نے اس طرح کے مشوروں اور امید دلانے سے کئی لوگوں کو پریشانی سے نجات دلایا ہے۔

دنیا بھر میں جہاں جہاں خودکشیوں کے واقعات ہوتے ہیں وہاں ان کی روک تھام کے لئے کوششیں بھی کی جاتی ہیں۔ یہ کوششیں کئی سطحوں پر کی جاتی ہیں کیونکہ کوئی ایک ادارہ یا فرد اس مسئلے کو اکیلا حل نہیں کر سکتا۔ مختلف ادارے اور افراد جب تک حکومت کے ساتھ مل کر کام نہیں کرتے تب تک اس رجحان پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔ ہر خودکشی کے واقعہ کے بعد سننے میں آتا ہے کہ اتنی خودکشیاں ہوتی ہیں حکومت اور غیر سرکاری ادارے کہاں ہیں؟ یہ بات دراصل وہ لوگ کرتے ہیں جو اس مسئلے کے بارے میں بنیادی علم نہیں رکھتے۔ یہ بات طے ہے کہ کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کی سوچ پر مسلح محافظ نہیں بٹھا سکتا اور نہ ہی خودکشی کوئی چوری جیسا جرم ہے جو کہ کسی کو ڈیوٹی پر بٹھا کر روکا جاسکے اور نہ ہی خودکشی کا رجحان کسی کی چٹکی بجاتے ہی ایک دن میں ختم ہوسکتا ہے۔ اس کا تعلق انسان کی سوچ سے ہوتا ہے اور کوئی بھی انسان کسی کی سوچ اس وقت تک تبدیل نہیں کر سکتا جب تک وہ اس کا اظہار نہ کرے۔ یہ ذمہ داری ابتدائی طور پر ان لوگوں پر آن پڑتی ہے جو خودکشی کرنے والے فرد کے آس پاس رہتے ہیں جن میں والدین، اساتذہ، علماء، طلباء، سماجی کارکن اور علاقے کے معززین شامل ہیں۔ اور پورے سماج کی سوچ تبدیل کرنا مقصود ہو تو اس کے لیے بھی تعلیمی اداروں، میڈیا اور دیگر تمام شعبوں کے لوگ مل کر کام کر سکتے ہیں۔

حکومتی یا اداراتی سطح پر یہ ہوسکتا ہے کہ حکومت اور این جی اوز کا ایک نیٹ ورک یا ضلعی سطح پر کمیٹی بنائی جائے جو صرف اسی مسئلے کے حوالے سے کام کرے۔ غذر کے حوالے سے تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ خودکشی کا رنگ دیا جانے والا ہر کیس خودکشی کا نہیں ہوتا۔ ان میں اکثریت یعنی 60 فیصد غیرت کے نام پر قتل یا تشدد کے واقعات ہوتے ہیں اس لئے یہ بات لازمی قرار دی جائے کہ جن واقعات کو خودکشی کہا جاتا ہے ان کی صرف پوسٹمارٹم رپورٹ پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ پولیس اور ماہرین کی نگرانی میں باضابطہ تحقیقات ہوں جس کے لئے خصوصی تحقیقاتی ٹیم بنائی جائے تاکہ اس ٹیم کی رپورٹ کی روشنی میں ہی اس کو خودکشی یا قتل قرار دیا جاسکے۔

جو لوگ خودکشی کی کوشش کر کے بچ جاتے ہیں ان کے ساتھ رحم دلی سے پیش آکر ان کا علاج کرایا جائے۔ ہمارے قانون کے مطابق ایسے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جاتی ہے جو خودکشی کی کوشش کر کے بچ جاتے ہیں۔ ایسے افراد پر ایف آئی آر درج کرنا سراسر غلط ہے کیونکہ خودکشی کرنے والا ذہنی یا نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوتا ہے اس کے ساتھ مجرموں والا نہیں بلکہ مریضوں والا سلوک کرنا ضروری ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ کوئی شخص ایک دفعہ خودکشی کرنے کی کوشش کر کے بچ جاتا ہے تو وہ دوسری یا تیسری دفعہ کی کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہذا ایسے لوگ خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں جو خودکشی کی کوشش کر کے بچ جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ضلع غذر میں نفسیاتی امراض کا ہسپتال قائم کیا جاسکتا ہے اگر وہ ممکن نہ ہو تو چند ایک بڑے ہسپتالوں میں نفسیاتی امراض کے ڈاکٹر تعینات کئے جاسکتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کی مدد سے تعلیمی اداروں میں آگاہی پروگرامز رکھے جاسکتے ہیں تاکہ ان لوگوں کی نشاندہی کی جاسکے جو خودکشی کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ خودکشی اچانک نہیں کی جاتی اس کے لئے کئی عرصے پر محیط تیاری کی جاتی ہے۔ جس طرح ایک مجرم کسی شخص کے قتل کے لئے منصوبہ بندی کرتا ہے اسی طرح خودکشی کرنے والا شخص اپنے قتل کا منصوبہ بناتا ہے جس کا اظہار ان کی حرکات وسکنات سے ہو جاتا ہے اگر اس کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر ملنے والے لوگ سمجھدار ہوں تو وہ اس کی بروقت نشاندہی کر سکتے ہیں۔ ضلع غذر میں ایسی ہیلپ لائن بنائی جاسکتی ہے جہاں ایسے لوگ رابطہ کر سکیں جو کسی نفسیاتی مسئلے کا شکار ہیں یا ان کے دل میں بار بار خودکشی کا خیال آتا ہے یا وہ لوگ رابطہ کر سکیں جو کسی ایسے فرد کو جانتے ہوں جو خودکشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ کوئی شخص اگر بار بار یہ کہتا ہے کہ میں خودکشی کرنا چاہتا ہوں تو اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسے لوگ آخر کار خودکشی کر ہی لیتے ہیں۔ خودکشی کے مسئلے کا زیادہ تر دارومدار محکمہ صحت سے ہے مگر واقعہ ہونے کے بعد اس پر تحقیقات پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کام ہے تاہم دیگر ادارارے آگاہی مہم میں یا نفسیاتی امراض کے شکار لوگوں کی نشاندہی کر کے اس رجحان پر قابو پانے میں مدد کر سکتے ہیں جبکہ بعض غیر سرکاری یا سرکاری ادارے ضروری معلومات، ڈیٹا، کیس سٹڈیز یا اپنی مدد آپ کے تحت ہیلپ لائن بنا کر اس کام میں مدد کر سکتے ہیں۔ اس لئے ضلعی سطح پر بننے والی کمیٹی میں تمام اداروں کی نمائندگی ضروری ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ غذر میں خودکشی کے حوالے سے ایمرجنسی نافذ کر کے حکومتی سطح پر اس کے تدارک کے لئے باقاعدہ فنڈ مختص کرے۔ اس ضمن میں گلگت بلتستان اسمبلی کے سپیکر کی طرف سے پارلیمانی کمیٹی کا قیام خوش آئند ہے مگر ضلعی سطح پر ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں تمام متعلقہ فریقین پر مشتمل ایک ایکشن کمیٹی بنانا لازمی ہے جو پارلیمانی کمیٹی کی مدد کر سکے۔ لوگوں کی آگاہی کے لئے جگہ جگہ یہ لکھ کر بینرز آویزاں کئے جاسکتے ہیں کہ ”خود کو قتل مت کرو آپ کے ہر مسئلے کا حل ہمارے پاس موجود ہے“ ہیلپ لائن کا نمبر لکھ کر بتایا جائے کہ ہم سے اس نمبر پر رابطہ کرو۔ ہیلپ لائن چوبیس گھنٹے کی سروس کے لئے تیار ہو جہاں پڑھے لکھے نوجوان خواتین اور مرد تعینات ہوں تاکہ خاتون اپنا مسئلہ خاتون کو اور مرد اپنا مسئلہ مرد کو بتا سکے۔ ہیلپ لائن میں بیٹھے لوگ ایسے افراد کی رازداری کا خیال رکھتے ہوئے ان کی خفیہ طور پر مدد کریں تاکہ معاشرے میں ان کو طعنہ نہ ملے۔ اس مقصد کے لئے ہیلپ لائن میں تعینات لوگوں کی خصوصی تربیت کی جائے۔

مذکورہ اقدامات کے علاوہ اس مسئلے کے دیرپا حل کے لئے ماہرین کی مدد سے مفصل تحقیق کرائی جائے تاکہ اس کے اصل محرکات تک پہنچا جاسکے اور اسی تحقیق کی مدد سے اس کے تدارک کے لئے پالیسی اور قانون سازی بھی کی جائے۔ ایک موثر آگاہی چلانے کے لئے اساتذہ، علماء، سیاستدان، صحافی، ڈاکٹر، ماہرین نفسیات، وکلا، شعراء سمیت دیگر شعبوں کے لوگوں کی مدد لی جائے اور ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ لوگوں میں مایوسی کی جگہ امید پیدا کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

# خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 25 اپریل سے 22 مئی تک دوران ملک بھر میں 219 افراد نے خودکشی کی۔ خودکشی کرنے والوں میں 80 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 141 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 86 خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 144 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور 13 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کی۔

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 25اپریل | عبدالرحمان | مرد | پانی میں ڈوب کر | ۔ | نیٹی جیٹی پل، کراچی | ۔ | جنگ |
| 25اپریل | حامد | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | مریدکے | ۔ | نئی بات |
| 25اپریل | گلزار بی بی | خاتون | ۔ | زہرخورانی | پیرکوٹ، بصیرپور | ۔ | نی بات |
| 25اپریل | روبینہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | ۔ | علامہ اقبال کالونی، فیصل آباد | ۔ | نئی بات |
| 26اپریل | ثمرین | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گلاب شاہ کالونی، ڈہرکی ضلع گھوٹکی | ۔ | کاوش اخبار |
| 26اپریل | محمد علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ دمراد عمران، لاڑکانہ | ۔ | کاوش اخبار |
| 26اپریل | عرفان علی | مرد | گھریلو جھگڑا | خودکوگولی مارکر | گوٹھ متار جکھرانی، لاڑکانہ | درج | کاوش اخبار |
| 26اپریل | طارق حسین | مرد | ۔ | پھندا ڈال کر | سچل کالونی، لاڑکانہ | ۔ | کاوش اخبار |
| 27اپریل | رفیق بنگالی | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | درگاہ شاہ یقیق، جوہڑ جمالی ٹھٹھہ | ۔ | کاوش اخبار |
| 27اپریل | احسن سرور ملک | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | کڈڑو، سنجھورو، سانگھڑ | ۔ | کاوش اخبار |
| 27اپریل | نندلال میگواڑ | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | سامارو، عمرکوٹ | ۔ | کاوش اخبار |
| 27اپریل | مہناز خاتون | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ کانگیھار، اسلام کوٹ، تھرپارکر | ۔ | کاوش اخبار |
| 28اپریل | طارق | مرد | ۔ | زہرخورانی | لیہ | ۔ | ڈیلی ٹائمز |
| 28اپریل | محمد تعظیم | مرد | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | دھلے والی، سیالکوٹ | ۔ | نئی بات |
| 28اپریل | اویس | مرد | گھریلو جھگڑا | خودکوگولی مارکر | گاؤں کلسیاں بھٹیاں، خانقاڈوگراں | ۔ | نئی بات |
| 28اپریل | امیراحمد | مرد | گھریلو جھگڑا | خودکوگولی مارکر | سوناواں، ملتان | ۔ | دنیا |
| 28اپریل | شہناز | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | عالی وہان، مباری پور، ملتان | ۔ | دنیا |
| 28اپریل | ریحانہ مارفانی | خاتون | گھریلو جھگڑا | خودکوگولی مارکر | میاں صاحب، شکارپور | ۔ | عوام آواز |
| 29اپریل | افضل | مرد | ۔ | چھت سے کودکر | لوہاری گیٹ، لاہور | ۔ | جنگ |
| 29اپریل | شہناز بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | احمدپورشرقیہ، بہاولپور | ۔ | ڈان |
| 29اپریل | افضل | مرد | ۔ | زہرخورانی | چنیوٹ | ۔ | نئی بات |
| 29اپریل | عابد رفیق | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک نمبر 232۔آر بی فیصل آباد | ۔ | نئی بات |
| 29اپریل | عنبرین | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | شورکوٹ | ۔ | نئی بات |
| 29اپریل | صغراں | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ محمد بخش، پنگریو، بدین | ۔ | کاوش اخبار |
| 29اپریل | نانجی کولہی | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ سیف اللہ، سامارو، عمرکوٹ | ۔ | کاوش اخبار |
| 29اپریل | شازیہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | مویل ماڑی، گھوٹکی | ۔ | عوامی آواز |
| 30اپریل | ۔ | خاتون | ۔ | ٹرین کے آگے کودکر | شورکوٹ | ۔ | نئی بات |
| 30اپریل | رفیق | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | شاہ پور | ۔ | نوائے وقت |
| 30اپریل | بابر مسیح | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | روڈالا، فیصل آباد | ۔ | نوائے وقت |
| 30اپریل | انم | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | روڈالا، فیصل آباد | ۔ | نوائے وقت |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 30اپریل | بشیراں بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | مکوآنہ، فیصل آباد | ـ | نوائے وقت |
| 30اپریل | ظہوراں مرکنڈ | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ بیلہاڑو، اگڑا، خیرپور | ـ | عوامی آواز |
| 30اپریل | حضرت ولی | مرد | ـ | پھندا ڈال کر | بلدیہ ٹاؤن، کراچی | ـ | ایکسپریس |
| 30اپریل | عثمان غنی | مرد | گھریلو حالات سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | بلدیہ ٹاؤن، کراچی | ـ | ایکسپریس |
| یکم مئی | محمد عاصم | مرد | ـ | پھندا ڈال کر | محلّہ سلیم پورہ، سمبڑیال | ـ | خبریں |
| یکم مئی | ساجدہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | ساہیوال | ـ | خبریں |
| یکم مئی | زہیر احمد | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | چک 162/9-L، ساہیوال | ـ | خبریں |
| یکم مئی | محمد نواز | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | چک 54-GD، ساہیوال | ـ | خبریں |
| یکم مئی | بابر | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | چک 248-JB، چک جھمرہ، فیصل آباد | ـ | نئی بات |
| یکم مئی | پٹھانی بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | چک 40-JB، فیصل آباد | ـ | نئی بات |
| یکم مئی | رضیہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | ملتان روڈ لاہور | ـ | جنگ |
| یکم مئی | زاہد بروہی | ـ | ـ | پھندا ڈال کر | سنجھورو، سانگھڑ | ـ | کاوش اخبار |
| یکم مئی | سائیں بخش جمالی | مرد | گھریلو جھگڑا | خود کو گولی مار کر | گوٹھ وسایو، جمالی، سکرنڈ، نواب شاہ | ـ | کاوش اخبار |
| یکم مئی | دالو مالہی | مرد | ـ | پانی میں ڈوب کر | مٹھی، تھرپارکر | ـ | کاوش اخبار |
| یکم مئی | جاوید شر | مرد | گھریلو جھگڑا | پھنڈا ڈال کر | میرپور ماتھیلو، گھوٹکی | ـ | کاوش اخبار |
| 2مئی | خالد | مرد | مالی حالات سے دلبرداشتہ | زہر خورانی | چک 22-DNB، بہاولپور | ـ | خبریں |
| 2مئی | الف | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | کاموںکی | ـ | نئی بات |
| 2مئی | شکیل | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | میو کالونی، پنجاب سوسائٹی، لاہور | ـ | نئی بات |
| 2مئی | ـ | خاتون | ـ | زہر خورانی | کراچی | ـ | خبریں |
| 2مئی | کرن دختر پنو | خاتون | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | نیٹی جیٹی، کراچی | ـ | ایکسپریس |
| 3مئی | زہرہ مائی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | احمد پور شرقیہ | ـ | خواجہ اسداللہ |
| 3مئی | مومل | خاتون | گھریلو حالات سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | ماڑی پور، کراچی | ـ | ایکسپریس |
| 3مئی | محمود جکھرانی | مرد | گھریلو جھگڑا | خود کو گولی مار کر | نواز جاگیرانی، جیکب آباد | ـ | کاوش اخبار |
| 3مئی | جمیلہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | گوٹھ گامن خاصخیلی، کوٹ لالو، خیرپور | ـ | عوامی آواز |
| 3مئی | ـ | مرد | بیماری سے دلبرداشتہ | زہر خورانی | نورکوٹ، مظفر گڑھ | ـ | جنگ |
| 3مئی | غلام قادر | مرد | گھریلو جھگڑا | خود کو گولی مار کر | مہرن والی، حاصل پور | ـ | جنگ |
| 3مئی | داؤد | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گاؤں ڈھوک کا کلاں، سرائے عالمگیر | ـ | جنگ |
| 3مئی | صابرہ بی بی | خاتون | گھریل جھگڑا | زہر خورانی | رنجیت کوٹ، جھنگ | ـ | جنگ |
| 4مئی | فضل کریم | ـ | مالی حالات سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | فیصل آباد | | نوائے وقت |
| 4مئی | مہرین راجپوت | خاتون | ذہنی معذوری | خود کو گولی مار کر | ضلع گھوٹکی | ـ | کاوش اخبار |
| 5مئی | روبینہ بی بی | ـ | ـ | زہر خورانی | ملت ٹاؤن، فیصل آباد | ـ | نوائے وقت |
| 5مئی | نصرت بی بی | ـ | گھریلو جھگڑا | ـ | شاہ جمال | ـ | جنگ |
| 5مئی | فوزیہ | ـ | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | 25/2-R، اوکاڑہ | ـ | نئی بات |
| 5مئی | صبا | ـ | ـ | زہر خورانی | سگیاں پل، لاہور | ـ | جنگ |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 5 مئی | احمد | مرد | گھریلو حالات سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | سعدی ٹاؤن، کراچی | ـ | امت |
| 6 مئی | ماریہ | خاتون | ـ | زہرخورانی | سچل گوٹھ، کراچی | ـ | امت |
| 6 مئی | مقبول احمد | مرد | ـ | پھندا ڈال کر | اسٹیل ٹاؤن، کراچی | ـ | امت |
| 6 مئی | وحید | ـ | ـ | پھندا ڈال کر | نوکنڈی | ـ | جنگ |
| 6 مئی | واجد اکرم | ـ | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | 119.7-DR، ساہیوال | ـ | نوائے وقت |
| 6 مئی | انور | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گجرات | ـ | جنگ |
| 6 مئی | کاشف | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | احمد پور سیال، جھنگ | ـ | جنگ |
| 6 مئی | وقاص | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | قصور | ـ | جنگ |
| 6 مئی | لبنیٰ | خاتون | ـ | پھندا ڈال کر | نواں کوٹ، لاہور | ـ | جنگ |
| 6 مئی | کونجھو کولہی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ نواب تیلی، کوٹ غلام محمد، میرپورخاص | ـ | کاوش اخبار |
| 7 مئی | عرفان خاصخیلی | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | سیال کالونی، میرپورخاص | ـ | کاوش اخبار |
| 7 مئی | انور مہر | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ حبیب کوٹ، لکی غلام شاہ، شکارپور | ـ | کاوش اخبار |
| 7 مئی | نسیم بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 60، فاضل پور | ـ | جنگ |
| 7 مئی | ممتاز بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | 124/7-R، میاں چنوں | | جنگ |
| 7 مئی | ارم شہزادی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ہڑپہ | ـ | نئی بات |
| 7 مئی | نذیر احمد | مرد | گھریلو جھگڑا | خودسوزی | 120-9/L، ساہیوال | ـ | نئی بات |
| 7 مئی | کرن شہزادی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ننکانہ صاحب | ـ | نئی بات |
| 7 مئی | اللہ رکھی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | محمد والا، فیصل آباد | ـ | نئی بات |
| 7 مئی | جاوید | مرد | مالی حالت سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | غلام محمد ٹاؤن، گوجرانوالہ | ـ | نئی بات |
| 7 مئی | زرینہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | پاکپتن | ـ | نئی بات |
| 8 مئی | نوید | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | کچہ کھوہ، ملتان | ـ | جنگ |
| 8 مئی | ـ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خان | ـ | جنگ |
| 8 مئی | پروین شاہد | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | شجاع آباد | ـ | جنگ |
| 8 مئی | بشریٰ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | وہاڑی | ـ | جنگ |
| 8 مئی | فضا بی بی | خاتون | بیماری سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | کراچی | ـ | امت |
| 9 مئی | رانا محمد اشرف | مرد | ـ | خود کو گولی مار کر | ڈیفنس، کراچی | ـ | جنگ |
| 9 مئی | امینہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 509 جے بی، فیصل آباد | ـ | دی نیوز |
| 9 مئی | سونیہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 293 آر بی، فیصل آباد | ـ | دی نیوز |
| 9 مئی | کمال الکانی | مرد | ذہنی معذوری | پھندا ڈال کر | گوٹھ باندی، الکانی دادو | | عوامی آواز |
| 9 مئی | ارشاد بھٹی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ سلطان بھٹی، دادو | ـ | عوامی آواز |
| 10 مئی | بابر | مرد | گھریلو حالات سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | اورنگی ٹاؤن، کراچی | ـ | جنگ |
| 10 مئی | عباس علی آرائیں | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ نواز ملک، ڈہرکی، گھوٹکی | ـ | عوامی آواز |
| 10 مئی | صائمہ آرائیں | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ نواز ملک، ڈہرکی، گھوٹکی | | کاوش اخبار |
| 10 مئی | عرفان | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | بلند، خوشاب | ـ | نئی بات |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 10 مئی | تابندہ | خاتون | ۔ | پھندا ڈال کر | سرائے عالمگیر | ۔ | جنگ |
| 10 مئی | رضوان | مرد | ۔ | زہرخورانی | محلّہ محمد پورہ، خانقاہ ڈوگراں | ۔ | جنگ |
| 10 مئی | وسیم احمد | مرد | ۔ | ۔ | چک 43، جے بی، فیصل آباد | ۔ | دی نیوز |
| 11 مئی | ظہیر احمد شیخ | مرد | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | بیرلو، خیر پور | ۔ | کاوش اخبار |
| 11 مئی | ذوالفقار | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گاؤں تورنوال، اگوکی | ۔ | جنگ |
| 11 مئی | محمد ناصر | مرد | گھریلو جھگڑا | خود کو گولی مار کر | حاصل پور | ۔ | جنگ |
| 11 مئی | عثمان علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | نیوسول لائن، فیصل آباد | ۔ | جنگ |
| 11 مئی | محمد زین | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گلفشان کالونی، فیصل آباد | ۔ | جنگ |
| 11 مئی | ساجد علی | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | 384۔ جی بی، روڈالا، جڑانوالہ | ۔ | نئی بات |
| 11 مئی | حسین | مرد | بیماری سے دلبرداشتہ | ٹرین کے آگے کود کر | ریلوے اسٹیشن، پتوکی | ۔ | نئی بات |
| 11 مئی | ہیرا | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 99۔ آر بی، فیصل آباد | ۔ | نئی بات |
| 11 مئی | اسامہ | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | داتا دربار، لاہور | ۔ | نئی بات |
| 11 مئی | زبیر احمد شیخ | مرد | مالی حالات سے دلبرداشتہ | پانی میں ڈوب کر | ٹول پلازا بارلوٹی، خیر پور | ۔ | ڈیلی ٹائمز |
| 11 مئی | علیشا | خاتون | پسند کی شادی نہ ہونے پر | زہرخورانی | چک R-67/6، ساہیوال | ۔ | نوائے وقت |
| 11 مئی | عمران | مرد | پسند کی شادی نہ ہونے پر | زہرخورانی | چک R-67/6، ساہیوال | ۔ | نوائے وقت |
| 12 مئی | عالیہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | موضع موتع سنگھ، کندیاں خاص | ۔ | نوائے وقت |
| 12 مئی | اقرا بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ارجن سنگھ، پھولنگر | ۔ | نوائے وقت |
| 12 مئی | فضیلت بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | سانگلہ ہل | ۔ | نوائے وقت |
| 12 مئی | الف | خاتون | ۔ | زہرخورانی | ساہیوال | ۔ | ایکسپریس |
| 12 مئی | ن | مرد | ۔ | زہرخورانی | ساہیوال | ۔ | ایکسپریس |
| 12 مئی | غلام فرید | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ ولیو لاشاری، شہداد پور، سانگھڑ | ۔ | کاوش اخبار |
| 12 مئی | عامر بھٹی | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | ٹرین کے آگے آ کر | ماچکی، ڈہرکی گھوٹکی | ۔ | عوامی آواز |
| 13 مئی | خان بی بی | مرد | ۔ | زہرخورانی | چک 20 پل، وہاڑی | ۔ | نوائے وقت |
| 13 مئی | نعمان | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | ٹبہ شرقیہ، ہارون آباد | ۔ | جنگ |
| 13 مئی | اللہ دتہ | مرد | مالی حالات سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | کورو بم، بھکر | ۔ | جنگ |
| 13 مئی | سورج کولہی | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | پھندا ڈال کر | تھرپارکر | ۔ | کاوش اخبار |
| 14 مئی | سدیر بنگلانی | مرد | گھریلو جھگڑا | خود کو گولی مار کر | گوٹھ راوت بنگلانی، میرپورخاص | ۔ | کاوش اخبار |
| 14 مئی | شان | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | شفیق نگر، اوکاڑہ | ۔ | جنگ |
| 14 مئی | صدف | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | نہر بازار، فیصل آباد | ۔ | نئی بات |
| 14 مئی | شفیق | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | چک 71، جی بی، جڑانوالہ | ۔ | نئی بات |
| 14 مئی | محمد مبین | مرد | بیماری سے دلبرداشتہ | خود کو گولی مار کر | اسلام پورہ، لاہور | ۔ | نئی بات |
| 15 مئی | گلاب پھوڑو | مرد | ذہنی معذوری | پھندا ڈال کر | گوٹھ دھنی جی ویری، چھاچھرو، تھرپارکر | ۔ | کاوش اخبار |
| 15 مئی | پریم بھیل | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ ولھار، عمرکوٹ | ۔ | کاوش اخبار |
| 15 مئی | ہیر | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | دیہ 370، جھڈو، میرپورخاص | ۔ | کاوش اخبار |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 15 مئی | سیانی مگسی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ عیسیٰ، وڑو | ـ | عوامی آواز |
| 15 مئی | شاہد عباس | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | بٹہ سلطان پور، میلسی | ـ | دنیا |
| 15 مئی | فریدہ خاصخیلی | خاتون | ـ | خودکو گولی مارکر | ٹنڈوالہ یار | ـ | دنیا |
| 15 مئی | رحمت مسیح | مرد | ـ | ـ | اقلیتی سونی پلازہ، سیالکوٹ | ـ | دنیا |
| 15 مئی | عبدالجبار | مرد | ـ | ـ | وارڈ نمبر 5، ڈیرہ مراد جمالی | ـ | دنیا |
| 15 مئی | زینب بی بی | خاتون | بیماری سے دلبرداشتہ | ـ | موضع والا، شرقپور | ـ | نوائے وقت |
| 15 مئی | محمد ارشد | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | اعظم ٹاؤن، رینالہ خورد | ـ | نوائے وقت |
| 15 مئی | شاہد | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 238، آر بی، فیصل آباد | ـ | نوائے وقت |
| 15 مئی | شہزاد | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | مدینہ کالونی، فیصل آباد | ـ | نوائے وقت |
| 15 مئی | نجمہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | سانگلہ ہل | ـ | نوائے وقت |
| 15 مئی | عزرا بی بی | خاتون | ـ | زہرخورانی | حویلی لکھا | ـ | نئی بات |
| 15 مئی | محمد علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | محمد معصوم پورہ، پنڈی بھٹیاں | ـ | نئی بات |
| 15 مئی | بلال | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | محلہ بادشاہ والا، خوشاب | ـ | نئی بات |
| 15 مئی | محمد عرفان | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | غلہ منڈی، جوہر آباد | ـ | نئی بات |
| 15 مئی | ارشاد احمد | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | اعظم ٹاؤن، رینالہ خورد | ـ | نئی بات |
| 15 مئی | شمع بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گاؤں راٹھوراں، حویلی لکھا، اوکاڑہ | ـ | ایکسپریس |
| 16 مئی | جامی کولہی | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ جنید لغاری، ملکانی شریف، بدین | ـ | کاوش |
| 16 مئی | وشرام کولہی | مرد | ـ | پھندا ڈال کر | گوٹھ میاں مقبول، چمبڑ، ٹنڈوالہ یار | ـ | کاوش |
| 16 مئی | رخسانہ | خاتون | ـ | پھندا ڈال کر | سرجانی ٹاؤن، کراچی | ـ | امت |
| 17 مئی | اسحاق چانگ | مرد | ذہنی معذوری | پھندا ڈال کر | کڑیو گھنور، بدین | ـ | کاوش |
| 17 مئی | انور خانزادہ | مرد | ـ | پھندا ڈال کر | پنگریو، بدین | ـ | کاوش |
| 17 مئی | بیجل کولہی | مرد | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | بلڑی شاہ کریم، ٹنڈو محمد خان | ـ | کاوش |
| 17 مئی | شریمتی جمن | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گاؤں جنید لغاری پنگریو، بدین | ـ | دنیا |
| 17 مئی | کوثر بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | ـ | بستی عثمان آباد، شجاع آباد | ـ | دنیا |
| 17 مئی | عمر کلاچی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | جمن شاہ، لیہ | ـ | دنیا |
| 17 مئی | وسیم | مرد | گھریلو جھگڑا | خودکو گولی مارکر | اورنگی ٹاؤن، کراچی | ـ | دنیا |
| 17 مئی | عاطف | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | زہرخورانی | کوثر آباد، پیرمحل | ـ | جنگ |
| 17 مئی | ارشد | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | زہرخورانی | 271۔آر بی، فیصل آباد | ـ | جنگ |
| 17 مئی | اشرف | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | نور پور چٹاں، چونیاں | ـ | جنگ |
| 17 مئی | شہزاد | مرد | ـ | زہرخورانی | بھگت پورہ، گوجرہ | ـ | جنگ |
| 17 مئی | تسمیہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوجرہ | ـ | جنگ |
| 17 مئی | احمد اسماعیل | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | خودکو آگ لگاکر | فاروق ٹاؤن، سرائے عالمگیر | ـ | جنگ |
| 17 مئی | فخر اعظم | مرد | پسند کی شادی نہ ہونے پر | زہرخورانی | تلمبہ پولیس اسٹیشن، میاں چنوں | ـ | جنگ |
| 17 مئی | نیلم | خاتون | پسند کی شادی نہ ہونے پر | زہرخورانی | تلمبہ پولیس اسٹیشن، میاں چنوں | ـ | جنگ |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 17 مئی | رمضان | مرد | ـ | زہرخورانی | 27ایم بی،خوشاب | ـ | جنگ |
| 17 مئی | کوثر بی بی | خاتون | ـ | خودکوگولی مارکر | موضع کورا،خوشاب | ـ | خبریں |
| 17 مئی | اسلم | مرد | مالی حالات سے دلبرداشتہ | پانی میں ڈوب کر | 240 موڑ،جڑانوالہ | ـ | خبریں |
| 17 مئی | طارق | مرد | ذہنی معذوری | خودکوگولی مارکر | اٹاری سورابہ،لاہور | ـ | نئی بات |
| 17 مئی | وسیم | مرد | پسند کی شادی نہ ہونے پر | خودکوگولی مارکر | اورنگی ٹاؤن،کراچی | ـ | ایکسپریس |
| 18 مئی | نیازاللہ | مرد | گھریلو جھگڑا | پھنداڈال کر | بلدیہ ٹاؤن،کراچی | ـ | امت |
| 18 مئی | شہناز بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | 323جی بی،پیرمحل | ـ | جنگ |
| 18 مئی | امین | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گرین ویو کالونی،فیصل آباد | ـ | جنگ |
| 18 مئی | ـ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | رسولپور،پاکپتن | ـ | جنگ |
| 18 مئی | ارشد | مرد | ـ | ـ | سوہان،جہلم | ـ | جنگ |
| 18 مئی | فوزیہ منگریو | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | کنڈیارو،نوشہروفیروز | ـ | کاوش |
| 18 مئی | ہاشوکوہلی | مرد | گھریلو جھگڑا | پھنداڈال کر | گوٹھ ڈالوکوہلی،غلام شاہ موری | ـ | کاوش |
| 18 مئی | ممتاز کلہوڑو | مرد | بیماری سے دلبرداشتہ | خودکوگولی مارکر | گوٹھ مبارک کلہوڑو،جادواہن | ـ | کاوش |
| 18 مئی | صائمہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | خودسوزی | اگڑا،خیرپور | ـ | کاوش |
| 19 مئی | س | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ڈیرہ گجراہ،ڈسکہ | ـ | نئی بات |
| 19 مئی | مبارک علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چھانگامانگا | ـ | نوائے وقت |
| 19 مئی | ابوبکر | مرد | ـ | خودکوگولی مارکر | گاؤں جٹری،فارق آباد | ـ | نوائے وقت |
| 19 مئی | سمیرہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | پانی میں ڈوب کر | راول ڈیم،اسلام آباد | ـ | نوائے وقت |
| 19 مئی | عبیداللہ | مرد | گھریلو جھگڑا | خودکوگولی مارکر | گاؤں 34-G-B،فیصل آباد | ـ | جنگ |
| 20 مئی | ـ | ـ | گھریلو جھگڑا | پھنداڈال کر | دینہ | ـ | جنگ |
| 20 مئی | واصف علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گاؤں 113،مرادو دھرن والا،بہاولپور | ـ | نئی بات |
| 20 مئی | رمضان | مرد | مالی حالات سے دلبرداشتہ | پھنداڈال کر | سیالکوٹ | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | وقاص | مرد | ـ | خودکوگولی مارکر | منڈی بہاؤالدین | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | مظہرحسین | مرد | گھریلو جھگڑا | پھنداڈال کر | چیچہ وطنی | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | عبداللہ | مرد | گھریلو جھگڑا | خودکوگولی مارکر | فیصل آباد | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | منیبہ | خاتون | نفسیاتی مسائل | زہرخورانی | ازاخیل،نوشہرہ | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | نذیراں | خاتون | ـ | زہرخورانی | ازاخیل،نوشہرہ | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | شعیب | مرد | ـ | خودکوگولی مارکر | کڑیالا،حافظ آباد | ـ | نوائے وقت |
| 20 مئی | عمران سولنگی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ خانن سولنگی،کنڈیارو،نوشہروفیروز | ـ | عوامی آواز |
| 20 مئی | نجمہ خاصخیلی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ٹنڈوآدم،سانگھڑ | ـ | عوامی آواز |
| 21 مئی | آصف | مرد | ـ | پھنداڈال کر | گاؤں سوہال ارائیاں،نارنگ منڈی | ـ | نوائے وقت |
| 21 مئی | سحرکنول | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چشتیاں | ـ | جنگ |
| 21 مئی | عائشہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | شہرفرید،چشتیاں | ـ | جنگ |
| 21 مئی | امینہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | کٹھیالہ شیخاں،منڈی بہاؤالدین | ـ | جنگ |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 21 مئی | آمنہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | شورکوٹ | - | نئی بات |
| 21 مئی | محمد امین | مرد | - | زہر خورانی | ستار کالونی، فیصل آباد | - | نئی بات |
| 21 مئی | ماروی خاصخیلی | خاتون | گھریلو جھگڑا | پھندا ڈال کر | گوٹھ حیدر رند، آمری، خیرپور | - | عوامی آواز |
| 21 مئی | علی گل، پھلپوٹو | مرد | گھریلو جھگڑا | تیز دھار آلے سے | اوستی گاہی، خیرپور | - | عوامی آواز |
| 21 مئی | کاشف انصاری | مرد | - | پھندا ڈال کر | شکارپور | - | عوامی آواز |
| 21 مئی | روی رندرام | مرد | بیماری سے دلبرداشتہ | خود کو گولی مار کر | تھرپارکر | - | عوامی آواز |
| 22 مئی | زین | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | گاؤں 35-5P، پاکپتن | - | دنیا |
| 22 مئی | شہباز | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | چک 125 جب، چنیوٹ | - | نوائے وقت |
| 22 مئی | زین العابدین | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | ڈومیلی، جہلم | - | نوائے وقت |
| 22 مئی | احمد | مرد | - | زہر خورانی | قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالا | - | نوائے وقت |
| 22 مئی | ناظمہ بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | شجاع آباد | - | دنیا |
| 22 مئی | گلناز بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | جہانیاں | - | دنیا |
| 22 مئی | ریحانہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | مظفر گڑھ | - | دنیا |
| 22 مئی | داؤد | مرد | - | زہر خورانی | رحیم یار خان | - | دنیا |
| 22 مئی | مرید عباس | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | فیصل آباد | - | دنیا |
| 22 مئی | ہمیر کولہی | مرد | ذہنی معذوری | پھندا ڈال کر | تھرپارکر | - | کاوش |
| 22 مئی | چندو کولہی | مرد | پسند کی شادی نہ ہونے پر | پھندا ڈال کر | ٹنڈو عالم مری، شیخ بھرکیو، حیدرآباد | - | کاوش |

## اقدام خودکشی:

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 25 اپریل | - | خاتون | گھریلو جھگڑا | خودسوزی | بوریوالا | - | خبریں |
| 26 اپریل | شمشاد بی بی | خاتون | - | - | گلشن عثمان، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 26 اپریل | اللہ دتہ | مرد | - | - | کوٹ حبیب شاہ، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 26 اپریل | سجاد | مرد | - | - | تھلی چوک، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 26 اپریل | زاہد علی | مرد | - | - | فتح پور کمال، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 26 اپریل | معاذ احمد | مرد | - | - | تھلی چوک، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 26 اپریل | سومار بھیل | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | پاروانی فارم ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ | - | کاوش |
| 26 اپریل | لالی مری | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | واہی پاندی۔ جوہی ضلع دادو | - | عوامی آواز |
| 28 اپریل | مقدس بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | - | کاکوری، پٹی، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 28 اپریل | سنگھڑی مائی | خاتون | - | - | لیاقت پور، رحیم یار خان | - | خبریں |
| 28 اپریل | ناہید بی بی | خاتون | - | - | ڈہرکی، سندھ | - | خبریں |
| 28 اپریل | اعجاز احمد | مرد | - | - | گھوٹکی، سندھ | - | خبریں |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 28اپریل | فہد حسین | مرد | - | - | گھوٹکی، سندھ | - | خبریں |
| 28اپریل | غلام حسین اجن | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ٹنڈو مستی، گمٹ ضلع خیرپور | - | کاوش اخبار |
| 28اپریل | فہد حسین | مرد | گھریلو جھگڑا | - | گھوٹکی | - | دنیا |
| 28اپریل | اعجاز احمد | مر | گھریلو جھگڑا | - | ڈھرکی | - | دنیا |
| 28اپریل | نوہید بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | - | لیاقت پور | - | دنیا |
| 28اپریل | مقدس | خاتون | گھریلو جھگڑا | - | چک 156-P، رحیم یارخان | - | دنیا |
| 28اپریل | اقراء بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | - | ٹرنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان | - | دنیا |
| 28اپریل | مومن بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | - | بستی گنج پور، ملتان | - | دنیا |
| 29اپریل | روبینا | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | لاڑکانہ | - | کاوش |
| 30اپریل | عظمت علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چیلہار پاڑہ ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ | - | کاوش |
| 30اپریل | رانی کولہی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ | - | کاوش |
| 30اپریل | رمشا بی بی | خاتون | پولیس کے رویہ سے دلبرداشتہ | خود کو آگ لگا کر | علی پور | - | جنگ |
| 30اپریل | زہرمائی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | احمد پور شرقیہ | - | جنگ |
| یکم مئی | تنزیلہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | صدیق ٹاؤن، فیصل آباد | - | خبریں |
| یکم مئی | مقدس بی بی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 414-GB، فیصل آباد | - | خبریں |
| یکم مئی | دانیال | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | سرسید ٹاؤن، فیصل آباد | - | خبریں |
| یکم مئی | عمر | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | دشت | - | نئی بات |
| 2 مئی | اللہ بخش | مرد | - | پانی میں ڈوب کر | گوٹھ غلام حسین لغاری، کرمپور ماتھیلو ضلع گھوٹکی | - | کاوش اخبار |
| 2 مئی | امتیاز علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | رانی پور گمبٹ ضلع خیرپور | - | کاوش اخبار |
| 2 مئی | - | مرد | مالی حالت سے دلبرداشتہ | زہرخورانی | کوٹ غلام محمد ٹاؤن، میرپورخاص | - | ڈان |
| 3 مئی | - | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ علی محمد خاصخیلی۔ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ | - | عوامی آواز اخبار |
| 3 مئی | سلمی | خاتون | - | - | گھوٹکی سندھ | - | خبریں |
| 3 مئی | سائرہ | خاتون | - | - | یوحنا آباد، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 3 مئی | شازیہ | خاتون | - | - | خانپور، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 3 مئی | نصیب اللہ | مرد | - | - | چک 72 ایل پی، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 3 مئی | محمد حسین | مرد | - | - | ظاہر پیر،، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 3 مئی | صدیق احمد | مرد | - | - | ترنڈہ سوائے محمد، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 3 مئی | شاہد حسین | مرد | - | - | اڈہ خانپور، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 3 مئی | رسول بخش | مرد | - | - | آبادپور، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 4 مئی | شوکت علی متیلو | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | رانی پور گمبٹ ضلع خیرپور | - | عوامی آواز |
| 4 مئی | روشن لعل | مرد | - | - | خانپور، رحیم یارخان | - | خبریں |
| 4 مئی | وزیر احمد | مرد | - | - | قادرآباد، رحیم یارخان | - | خبریں |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 4 مئی | ندیم | مرد | ۔ | ۔ | فتح پور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 4 مئی | ریحانہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | جن پور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 6 مئی | حسینہ مائی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | مبارکپور، احمد پور شرقیہ | ۔ | خواجہ اسداللہ |
| 6 مئی | مہناز بی بی | خاتون | سسرالیوں کے رویے سے دلبرداشتہ | زہرخورانی | احمد پور شرقیہ | ۔ | خواجہ اسداللہ |
| 6 مئی | پیرو بھیل | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ رفیق مہیسر ضلع سانگھڑ | ۔ | کاوش |
| 6 مئی | حلیماں | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ جلال مری ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ | ۔ | کاوش |
| 7 مئی | سرفراز سولنگی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک ضلع شکارپور | ۔ | کاوش |
| 8 مئی | ریحانہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | خان پور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 8 مئی | رمشا | خاتون | ۔ | ۔ | عبداللہ پور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 8 مئی | سنیلہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | ٹڈدرباری، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 8 مئی | سمیرا بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | اسلام نگر، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 8 مئی | رخسانہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | دریا خان راجپر۔کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز | ۔ | کاوش |
| 8 مئی | سعیدہ راجپر | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز | ۔ | کاوش |
| 8 مئی | سیتا کوہلی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ دوست محمد۔سامارو ضلع عمرکوٹ | ۔ | کاوش |
| 8 مئی | صاقیہ سراج | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | سخی سلطان کالونی، ملتان | | جنگ |
| 8 مئی | فضا ناصر | خاتون | ۔ | زہرخورانی | خواجہ کالونی، ملتان | | جنگ |
| 8 مئی | محمد وقاص | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | خانیوال | ۔ | جنگ |
| 9 مئی | ماریہ کلیم | خاتون | ۔ | ۔ | بھٹہ کالونی، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 9 مئی | نسرین بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | مستان شاہ، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 9 مئی | عاصمہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | نواں کوٹ، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 9 مئی | صاحب مائی | خاتون | ۔ | ۔ | صادق آباد | ۔ | خبریں |
| 9 مئی | خدابخش | مرد | ۔ | ۔ | چوک پٹھانستان، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 9 مئی | محمد ادریس | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | اکبر ٹاؤن، فیصل آباد | ۔ | دی نیوز |
| 9 مئی | عاقل عارف | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 16/RB، شاہ کوٹ | ۔ | دی نیوز |
| 9 مئی | جوا لغاری | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ جمعو لغاری۔جوہی ضلع دادو | ۔ | عوامی آواز |
| 9 مئی | عاقل عار | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | چک 16/RB، شاہ کوٹ | ۔ | دی نیوز |
| 10 مئی | عبدالرشید | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | نوشہرہ جدید، احمد پور شرقیہ | ۔ | خواجہ اسداللہ |
| 10 مئی | سلیمان | مرد | ۔ | زہرخورانی | ماڈل بازار، بہاولپور | ۔ | خواجہ اسداللہ |
| 10 مئی | وحید علی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ پیارو سولنگی ضلع لاڑکانہ | ۔ | عوامی آواز |
| 10 مئی | محمد دین | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | زہرخورانی | قلعہ، ڈسکہ | ۔ | نئی بات |
| 10 مئی | بابر | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | زہرخورانی | موضع اگوپنڈ، ڈسکہ | ۔ | نئی بات |
| 10 مئی | احمد خان | مرد | ۔ | زہرخورانی | لیاقت ٹاؤن، فیصل آباد | ۔ | دی نیوز |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 10 مئی | فضیلت | مرد | ۔ | زہرخورانی | لیاقت ٹاؤن، فیصل آباد | ۔ | دی نیوز |
| 10 مئی | محمد یوسف | مرد | ۔ | زہرخورانی | چک JB-39، ستیانہ، فیصل آباد | ۔ | دی نیوز |
| 10 مئی | شکیل احمد | مرد | ۔ | زہرخورانی | چک JB-74، فیصل آباد | ۔ | دی نیوز |
| 10 مئی | صابر نذر | مرد | ۔ | زہرخورانی | ڈھلن والی، کاموںکی | ۔ | دی نیوز |
| 10 مئی | عمیر | مرد | ۔ | زہرخورانی | موضع ستراہ، ڈسکہ | ۔ | دی نیوز |
| 12 مئی | فرمان شاہ | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | فضل سہتو۔ کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز | ۔ | کاوش |
| 12 مئی | زینب | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ کنگا ضلع لاڑکانہ | ۔ | کاوش |
| 12 مئی | محسن بھنگر | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | نیو بس اسٹینڈ ضلاع لاڑکانہ | ۔ | کاوش |
| 12 مئی | الف | خاتون | ۔ | زہرخورانی | ڈھلن والی، کاموںکی | ۔ | نوائے وقت |
| 13 مئی | شازیہ | خاتون | ۔ | ۔ | رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 13 مئی | بشیراں | خاتون | ۔ | ۔ | میر پور ماتھیلو، سندھ | ۔ | خبریں |
| 13 مئی | نسرین | خاتون | ۔ | ۔ | صادق آباد | ۔ | خبریں |
| 13 مئی | حمزہ | مرد | ۔ | ۔ | رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 13 مئی | علی رضا | مرد | ۔ | ۔ | رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 13 مئی | شاہدہ مستوئی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | مبارک پور، احمد پور شرقیہ | ۔ | عوامی آواز |
| 13 مئی | ارشد | مرد | بیروزگاری سے دلبرداشتہ | چھت سے کود کر | میو ہسپتال، لاہور | ۔ | نیشن |
| 14 مئی | ریما مائی | خاتون | ۔ | ۔ | بھٹہ والہن، رحیم یار خان | ۔ | جنگ |
| 14 مئی | فرزانہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | خان بیلہ، رحیم یار خان | ۔ | جنگ |
| 14 مئی | شبانہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | خانپور، رحیم یار خان | ۔ | جنگ |
| 14 مئی | نازیہ بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | بھونگ شریف، رحیم یار خان | ۔ | جنگ |
| 14 مئی | علی نواز شیخ | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ ارباب شیخ ضلع خیر پور | ۔ | کاوش |
| 14 مئی | حسینہ ملاح | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ موسی ملاح ۔ جاتی ضلع ٹھٹھہ | ۔ | کاوش |
| 14 مئی | عائشہ مگنھار | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | بھان سعید آباد ضلع دادو | ۔ | کاوش |
| 14 مئی | راشدہ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ گنگھوئی ضلع دادو | ۔ | کاوش |
| 14 مئی | شبیر مرہیٹو | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ سعید خان جکھرانی۔ شاہو کھوسو ضلع | ۔ | عوامی آواز |
| 15 مئی | محمد آصف | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | ہنجر وال، لاہور | ۔ | نیشن |
| 16 مئی | شبیراں بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 16 مئی | آفرین بی بی | خاتون | ۔ | ۔ | خانپور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 16 مئی | جمیل | مرد | ۔ | ۔ | خانپور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 16 مئی | پیراں ڈتہ | مرد | ۔ | ۔ | دولت پور، رحیم یار خان | ۔ | خبریں |
| 16 مئی | نادر علی کلوئی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | گوٹھ کبڑ شاہ۔ ڈگری ضلع میر پور خاص | ۔ | کاوش |
| 16 مئی | ہوشی کولہی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہرخورانی | سامارو ضلع عمر کوٹ | ۔ | کاوش |

| تاریخ | نام | جنس | وجہ | کیسے | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 16 مئی | کونج گوپانگ | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | ضلع لاڑکانہ | - | کاوش |
| 16 مئی | ن | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | ڈسکہ | - | نئی بات |
| 16 مئی | عدنان | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | ڈسکہ | - | نئی بات |
| 17 مئی | حامد شہزاد | مرد | - | زہر خورانی | چک 52-mB،خوشاب | - | خبریں |
| 17 مئی | نورین | خاتون | - | زہر خورانی | خوشاب | - | خبریں |
| 17 مئی | تہمینہ | خاتون | - | زہر خورانی | جوہر آباد | - | خبریں |
| 17 مئی | وڈیری | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | لاڑکانہ | - | کاوش |
| 18 مئی | شاہدہ بی بی | خاتون | - | - | بستی غریب شاہ،اوباڑو | - | خبریں |
| 18 مئی | سونی مائی | خاتون | - | - | پیر عبدالمالک ،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 18 مئی | احسن رضا | خاتون | - | - | گلشن اقبال،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 18 مئی | طارق علی | خاتون | - | - | رحمان کالونی،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 18 مئی | ساجدہ بی بی | خاتون | - | گھریلو جھگڑا | اوباڑو | - | خبریں |
| 18 مئی | محمد شریف | ے | - | خودکوگولی مارکر | نزد انسداد کرپشن دفتر ،ساہیوال | - | خبریں |
| 18 مئی | سید مشتاق | مرد | گھریلو جھگڑا | پھنداڈال کر | ڈگری ضلع میر پور خاص | - | کاوش |
| 19 مئی | اللہ بخش | مرد | - | - | سونمیانی،رحیم یارخان | - | دنیا |
| 19 مئی | عبدالقادر | مرد | - | - | میانوالی قریشیاں،رحیم یارخان | - | دنیا |
| 19 مئی | اعجاز | مرد | - | - | میر پور ماتھیلو،گھوٹکی | - | دنیا |
| 19 مئی | امرومائی | مرد | - | - | سنی پل،رحیم یارخان | - | دنیا |
| 19 مئی | روبینہ بی بی | خاتون | - | - | اوباڑو | - | خبریں |
| 19 مئی | سائرہ بی بی | خاتون | - | - | لاٹکی،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 19 مئی | عائشہ | خاتون | - | - | جناح پارک،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 19 مئی | سمیعہ بی بی | خاتون | - | - | منظور آباد،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 19 مئی | امرومائی | خاتون | - | - | سنی پل،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 19 مئی | عبدالقادر | مرد | - | - | میاں والی قریشیاں،رحیم یارخان | - | خبریں |
| 20 مئی | امیر علی قریشی | مرد | گھریلو جھگڑا | - | غریب آباد کالونی۔ڈگری ضلع میر پور خاص | - | عوامی آواز |
| 20 مئی | بخشل پہلوان | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | گوٹھ مسورستمانی۔جوہی ضلع دادو | - | کاوش |
| 21 مئی | ویرموں کوہلی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | گوٹھ میر فیض تالپر۔سامارو ضلع عمر کوٹ | - | کاوش |
| 21 مئی | ریما مہر | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | لاڑکانہ | - | عوامی آواز |
| 22 مئی | غلام شبیر چانگ | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | ہنگورجہ ضلع خیر پور | - | کاوش |
| 22 مئی | گل جان جاگیرانی | خاتون | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | گوٹھ پٹنی ضلع خیر پور | - | کاوش |
| 22 مئی | لعل فقیر ببر | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | گوٹھ ببر وڈا ضلع خیر پور | - | عوامی آواز |
| 22 مئی | رام باگڑی | مرد | گھریلو جھگڑا | زہر خورانی | لہر کالونی ضلع لاڑکانہ | - | کاوش |

## کاری، کاروکہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 03 مئی سے 25 مئی تک 8 افراد پر کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 6 خواتین اور 2 مرد شامل ہیں۔

| تاریخ | نام | جنس | عمر | ازدواجی حیثیت | ملزم کا نام | آلہ واردات | ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق | مقام | واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ | ایف آئی آر درج /نہیں | ملزم گرفتار /نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن /اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 3 مئی | ماروی سیلرو | خاتون | ۔ | شادی شدہ | جام سیلرو | بندوق | شوہر | گوٹھ محبوب سیلرو ضلع گھوٹکی | ۔ | درج | ۔ | کاوش |
| 5 مئی | ممتاز | خاتون | ۔ | شادی شدہ | یاسین شیخ | کلہاڑی | شوہر | گوٹھ رمضان راجپوت ضلع سانگھڑ | ۔ | درج | ۔ | کاوش |
| 12 مئی | محمد علی شاہ | مرد | 28 برس | ۔ | شمن شاہ۔اصغر شاہ | ڈنڈا | اہل علاقہ | گوٹھ پھوبھٹ۔سوپودیرو ضلع لاڑکانہ | ۔ | درج | ۔ | کاوش |
| 15 مئی | سیانی | خاتون | 30 برس | شادی شدہ | غلام حسین سولنگی | کلہاڑی | شوہر | سہراب کالونی کنری ضلع عمرکوٹ | ۔ | درج | گرفتار | کاوش |
| 19 مئی | شاہ پری | خاتون | ۔ | شادی شدہ | عبدالحکیم جکھرانی | بندوق | بیٹا | کشمور ضلع کندھ کوٹ | ۔ | درج | گرفتار | عوامی آواز |
| 21 مئی | ضمیراں | خاتون | ۔ | شادی شدہ | صدور بلائی | بندوق | سوتیلا بیٹا | کیرتھر جبل۔گوٹھ لاکوکنڈا ضلع قمبر | ۔ | درج | ۔ | کاوش |
| 21 مئی | حاکم چانڈیو | مرد | ۔ | ۔ | صدور بلائی | بندوق | اہل علاقہ | کیرتھر جبل۔گوٹھ لاکوکنڈا ضلع قمبر | ۔ | درج | ۔ | کاوش |
| 25 مئی | س | خاتون | 20 برس | غیر شادی شدہ | برکت علی مغیری | بندوق | ۔ | دیہہ بنگال ضلع جیکب آباد | ۔ | درج | ۔ | عوامی آواز |

## جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 اپریل سے 22 مئی تک 181 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 52 خواتین شامل ہیں۔ 39 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 11 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

| تاریخ | نام | جنس | عمر | ازدواجی حیثیت | ملزم کا نام | ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق | مقام | ایف آئی آر درج /نہیں | ملزم گرفتار /نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن /اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 25 اپریل | ن | خاتون | ۔ | ۔ | اشرف | اہل علاقہ | کوٹ بودلہ، پاکپتن | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 25 اپریل | عبداللہ | مرد | 16 برس | ۔ | فخر | اہل علاقہ | روڈ سلطان، جھنگ | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 26 اپریل | س | خاتون | ۔ | ۔ | وحید | ۔ | ساہیوال | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 26 اپریل | محسن | بچہ | 6 برس | غیر شادی شدہ | چاند شیخ | اہل علاقہ | محلّہ حبیب پورہ، ڈسکہ | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 26 اپریل | ب | مرد | 17 برس | ۔ | ۔ | ۔ | راکے، پسرور | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 26 اپریل | حمزہ | بچہ | ۔ | ۔ | عدنان، غلام مرتضیٰ | اہل علاقہ | نور پوتھل | ۔ | ۔ | نوائے وقت |

| تاریخ | نام | جنس | عمر | ازدواجی حیثیت | ملزم کا نام | ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق | مقام | ایف آئی آر درج /نہیں | ملزم گرفتار/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 27اپریل | - | خاتون | - | شادی شدہ | اویس احمد | ہمسایہ | راجہ جنگ، رائیونڈ | - | - | ایکسپریس ٹریبون |
| 28اپریل | عثمان | بچہ | 10برس | غیر شادی شدہ | مولوی افضل | - | علامہ اقبال کالونی، فیصل آباد | درج | گرفتار | نوائے وقت |
| 28اپریل | ر۔ک | خاتون | - | شادی شدہ | محمد جاوید، افضال، ایک نامعلوم | - | - | - | - | نوائے وقت |
| 28اپریل | ن | خاتون | - | شادی شدہ | شیراز | اہل علاقہ | چک41 ڈی بی، یزمان | درج | - | خواجہ اسداللہ |
| 29اپریل | س | خاتون | - | - | مظہر | رشتہ دار | آبادی خان پور، شیخوپورہ | درج | - | نوائے وقت |
| 29اپریل | ر۔ب | خاتون | - | - | غلام قادر، جاوید، نواز، حسن | - | جڑانوالہ | - | - | نوائے وقت |
| 29اپریل | ر | بچی | 11برس | غیر شادی شدہ | مقصود اور چھ نامعلوم | - | پاکپتن | - | - | نوائے وقت |
| 30اپریل | الف۔ب | خاتون | - | - | فاروق | - | چک نمبر 617 گ ب، تاندلیانوالا | - | - | نوائے وقت |
| 2مئی | غلام زین العابدین | مرد | 12برس | غیر شادی شدہ | رانا اسد، کاشف | اہل علاقہ | کروڑ لعل عیسن | درج | - | خبریں |
| 2مئی | عمر فاروق | مرد | 8برس | غیر شادی شدہ | شہزاد | اہل علاقہ | بستی کل والا، بازو والا علی پور | درج | - | خبریں |
| 2مئی | م | خاتون | - | - | احسان | - | گرجاکھ، گوجرانوالا | درج | - | نوائے وقت |
| 2مئی | ف۔ب | خاتون | - | - | صفدر، ساجد | - | دیپالپور، اوکاڑہ | - | - | نوائے وقت |
| 2مئی | ح۔ب | خاتون | - | - | صفدر، ساجد | - | دیپالپور، اوکاڑہ | - | - | نوائے وقت |
| 2مئی | ک۔ب | خاتون | - | - | عبداللہ | - | الٰہی بخش ٹاؤن، پاکپتن | - | - | نوائے وقت |
| 4مئی | - | | - | - | - | - | تھانہ فیکٹری ایریا، فیروزوالا | - | - | نوائے وقت |
| 4مئی | - | خاتون | - | شادی شدہ | عابد، طارق | - | شادباغ کالونی، ننکانہ | - | - | نوائے وقت |
| 4مئی | - | خاتون | - | - | وحید | - | پاکپتن | - | - | نوائے وقت |
| 5مئی | - | بچی | 5برس | غیر شادی شدہ | یاسر | - | فیروزوالا | درج | گرفتار | نوائے وقت |
| 5مئی | - | بچی | 10برس | غیر شادی شدہ | - | - | فیصل آباد | - | - | نوائے وقت |

| تاریخ | نام | جنس | عمر | ازدواجی حیثیت | ملزم کا نام | ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | ملزم گرفتار/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 5 مئی | - | خاتون | - | - | - | - | فیصل آباد | - | - | نوائے وقت |
| 6 مئی | ش۔ب | خاتون | - | شادی شدہ | نواز | - | شاہدرہ | - | - | مشرق |
| 6 مئی | ارسلان | بچہ | 6 برس | غیر شادی شدہ | ملازم شاہ | - | کندھاوالا، منڈی بہاؤالدین | درج | گرفتار | خبریں |
| 7 مئی | شہروز | مرد | - | - | ولید | اہل علاقہ | چوٹی، ڈیرہ غازی خان | - | - | خبریں |
| 7 مئی | ش | خاتون | - | شادی شدہ | صفدر | اہل علاقہ | گدائی، ڈیرہ غازی خان | درج | - | خبریں |
| 8 مئی | مذمل حسین | مرد | 13 برس | غیر شادی شدہ | صادق | ہمسایہ | ججہ عباسیاں، بہاولپور | درج | - | خبریں |
| 8 مئی | ث۔ب | خاتون | - | - | صفدر | - | دولوآنہ، جھنگ | درج | - | نوائے وقت |
| 8 مئی | ز۔ب | خاتون | - | - | عمر حیات | - | لالیاں، چنیوٹ | - | - | نوائے وقت |
| 9 مئی | - | خاتون | - | - | حیدر | - | پاکپتن | - | - | دی نیوز |
| 9 مئی | الف | بچی | 5 برس | غیر شادی شدہ | - | - | چک 10 قدرت آباد، بھلوال | درج | - | نوائے وقت |
| 9 مئی | عثمان | مرد | - | - | ثناءاللہ | - | جھنگ | - | - | نوائے وقت |
| 10 مئی | تہمینہ | خاتون | - | غیر شادی شدہ | ندیم | اہل علاقہ | 135 سولہ ایل، میاں چنوں | درج | - | خبریں |
| 10 مئی | مہران | مرد | 15 برس | غیر شادی شدہ | عاقب، عادل | اہل علاقہ | چک B38، بہاولپور | درج | - | خواجہ اسداللہ |
| 10 مئی | فروا | خاتون | 22 برس | غیر شادی شدہ | احسن | - | سمبڑیال | - | - | نوائے وقت |
| 10 مئی | وسیم | بچہ | 3 برس | غیر شادی شدہ | - | - | ہنجروال، لاہور | درج | گرفتار | نوائے وقت |
| 10 مئی | رضوان | مرد | - | - | گلفام، نعمان، کاشف | - | خانقاہ ڈوگراں، شیخوپورہ | - | - | نوائے وقت |
| 10 مئی | س۔پ | خاتون | - | شادی شدہ | عبدالعزیز، جمیل، زاہد | - | رینالہ خورد، اوکاڑہ | - | - | نوائے وقت |
| 10 مئی | ک | خاتون | - | - | اکبر | - | لیاقت ٹاؤن، قصور | درج | - | نوائے وقت |
| 10 مئی | - | بچی | 12 برس | غیر شادی شدہ | - | - | ملیر، کراچی | درج | گرفتار | نوائے وقت |

| تاریخ | نام | جنس | عمر | ازدواجی حیثیت | ملزم کا نام | ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | ملزم گرفتار/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 10 مئی | ت | خاتون | ۔ | ۔ | ندیم | ۔ | مہرآباد، میاں چنوں | درج | ۔ | خبریں |
| 11 مئی | ف | بچی | 8 برس | غیرشادی شدہ | راحیل | ہمسایہ | فیروزوالا | درج | گرفتار | نوائے وقت |
| 11 مئی | ص | خاتون | ۔ | شادی شدہ | عزیزالرحمان | ۔ | پاک ٹاؤن، پاکپتن | درج | ۔ | نوائے وقت |
| 13 مئی | ۔ | | ۔ | ۔ | شوکت، ارشد | ۔ | کنگن پور، قصور | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 13 مئی | شاہد | بچہ | 14 برس | غیرشادی شدہ | ۔ | ۔ | گلوٹیاں خورد، ڈسکہ | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 13 مئی | ش۔ب | خاتون | ۔ | شادی شدہ | صابر | ۔ | شمالی دریاخان، بھکر | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 14 مئی | ۔ | خاتون | ۔ | شادی شدہ | عابد | ۔ | ساہیوال | درج | ۔ | نوائے وقت |
| 14 مئی | ش | خاتون | ۔ | شادی شدہ | بابر، رانانذیر، ثاقب، زاہد، عارف | ۔ | غلام محمد آباد، فیصل آباد | درج | گرفتار | خبریں |
| 14 مئی | ص | خاتون | ۔ | شادی شدہ | ۔ | ۔ | جڑانوالا | درج | گرفتار | خبریں |
| 14 مئی | سلیمان | بچہ | 12 برس | غیرشادی شدہ | ذیشان | دوست | ڈھنگ شاہ، قصور | درج | گرفتار | خبرین |
| 14 مئی | | بچہ | 14 برس | غیرشادی شدہ | علی اور دو نامعلوم | اہل علاقہ | گاؤں 120/7ER، کسووال | درج | ۔ | ایکسپریس |
| 14 مئی | طاہرعباس | بچہ | 12 برس | غیرشادی شدہ | ندیم، بلال، محسن، مزمل | ۔ | حویلی کورنگا، خانیوال | درج | گرفتار | خبریں |
| 15 مئی | ر | خاتون | 7 برس | غیرشادی شدہ | شاکر | ہمسایہ | احمد پورشرقیہ | درج | ۔ | خواجہ اسداللہ |
| 15 مئی | ۔ | بچی | 8 برس | غیرشادی شدہ | عارف | ۔ | کوٹ صدیق، سرائے مغل | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 15 مئی | ع | خاتون | 17 برس | ۔ | نواز | ۔ | پیرمحل | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 15 مئی | ص | خاتون | 40 برس | ۔ | ندیم | ۔ | گاؤں مومن، صفدرآباد | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 16 مئی | س | بچی | 7 برس | غیرشادی شدہ | زین | ۔ | چک نمبر 296 رب، فیصل آباد | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 16 مئی | سفیان | بچہ | ۔ | ۔ | احتشام، شاہد، دو نامعلوم | ۔ | چک نمبر 96 گ ب، جڑانوالا | ۔ | ۔ | نوائے وقت |
| 16 مئی | ۔ | خاتون | ۔ | ۔ | بلاول، وارث، دو نامعلوم | ۔ | گاؤں بونگہ کھڑک سنگھ، رینالہ خورد | ۔ | ۔ | نوائے وقت |

| تاریخ | نام | جنس | عمر | ازدواجی حیثیت | ملزم کا نام | ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق | مقام | ایف آئی آر درج/نہیں | ملزم گرفتار/نہیں | اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 16 مئی | اسد | مرد | - | - | زبیر | - | پاکپتن | - | - | نوائے وقت |
| 16 مئی | محمد عادل | مرد | - | - | بابر، انوار الحق، عمیر، عمران | - | ڈبلیو بی، وہاڑی | درج | - | جنگ |
| 17 مئی | س | خاتون | - | شادی شدہ | فیض | خاوند کا دوست | موسیٰ کالونی، بہاولپور | درج | - | خواجہ اسداللہ |
| 17 مئی | عارف | مرد | 8 برس | غیر شادی شدہ | خلیل | اہل علاقہ | نکا اڈا، ہیڈ پنجند علی پور | درج | - | شیخ مقبول حسین |
| 17 مئی | - | خاتون | - | - | - | - | جیٹھا بیٹھا، رحیم یار خان | درج | - | خبریں |
| 17 مئی | س۔ب | بچی | 6 برس | غیر شادی شدہ | اللہ دتہ | - | ملت ٹاؤن، فیصل آباد | - | - | خبریں |
| 17 مئی | ر۔ب | خاتون | - | - | سعید احمد، ذیشان، ایک نامعلوم | - | لاری اڈہ، فیصل آباد | - | - | خبریں |
| 17 مئی | ع | خاتون | 14 برس | غیر شادی شدہ | 8-1R، اوکاڑہ | - | شہزاد اکرم | درج | - | خبریں |
| 17 مئی | - | خاتون | - | - | چار نامعلوم | - | پولیس اسٹیشن صدر بیرونی، راولپنڈی | درج | - | ڈان |
| 17 مئی | - | بچی | 6 برس | غیر شادی شدہ | - | - | نارتھ کراچی | درج | - | ڈان |
| 18 مئی | علی حسن | بچہ | 7 برس | غیر شادی شدہ | سفیان | ہمسایہ | ٹھیکری والا، فیصل آباد | درج | گرفتار | نوائے وقت |
| 18 مئی | س | بچی | - | - | برکت، کامران | - | کینٹ، گوجرانوالا | - | - | نوائے وقت |
| 18 مئی | ع | خاتون | - | - | - | - | پاکپتن | - | - | نوائے وقت |
| 18 مئی | جبران | مرد | 16 برس | غیر شادی شدہ | شہاول، علی رضا، اسامہ | - | شاہکوٹ | - | - | نوائے وقت |
| 19 مئی | الف | خاتون | - | شادی شدہ | رفاقت | اہل علاقہ | بستی موج دینہ موضع ابلانی قائم پور | درج | - | شیخ مقبول حسین |
| 20 مئی | س | خاتون | 8 برس | غیر شادی شدہ | اکرم | ٹیچر | سردار پور، خیر پور، ٹامیوالی | درج | - | شیخ مقبول حسین |
| 20 مئی | علی حسنین | مرد | 19 برس | غیر شادی شدہ | ریحان | اہل علاقہ | چک 17 ڈی این بی، یزمان | درج | - | شیخ مقبول حسین |
| 22 مئی | زاہد | مرد | - | غیر شادی شدہ | شرافت | اہل علاقہ | چک ماہنی، ملتان | درج | - | خبریں |

## یہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور ساتھ نہیں بیٹھتے۔۔۔۔ریاض سہیل

**عمرکوٹ** کسی کا بچہ بیمار ہے تو کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ عمرکوٹ کے ضلعی ہسپتال میں روزانہ 600 سے زائد مریض آتے ہیں۔ ان کا معائنہ کرنے کے لیے صرف 6 ڈاکٹر موجود ہیں۔ یکم جون کو بھی یہاں کچھ ایسا ہی ماحول تھا جب شعبہ حادثات میں عرفان مسیح اور ان کے دو ساتھیوں کو بے ہوش حالات میں لایا گیا اور کچھ دیر بعد عرفان مسیح کو مردہ قرار دے دیا گیا۔ ہسپتال کے ایم ایس جام کنبھار سمیت تین ڈاکٹروں پر الزام ہے کہ انہوں نے مریضوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے انہیں نہلانے کا کہا اور اسی دوران عرفان کی موت واقع ہوگئی۔ ڈاکٹر جام کنبھار اس الزام کو مسترد کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ عرفان مسیح کو مردہ حالات میں لایا گیا تھا۔ مسلمان ہوں اور انہیں پیشے میں یہ تربیت دی جاتی ہے کہ کسی کے ساتھ تعصب نہیں برتنا سب مریض برابر ہیں۔ میں نے زبان سے کہا اور نہ کسی سے یہ سنا ہے کہ اس کا روزہ ہے لہٰذا مریض کو نہلا کر لایا جائے پھر علاج کیا جائے گا۔ عرفان کی ہلاکت پر احتجاج کرنے والے مسیح برادری کے 13 افراد پر ہسپتال انتظامیہ نے دہشت گردی کا مقدمہ درج کرنے کے لیے درخواست دے دی ہے۔ ایم ایس ڈاکٹر جام کنبھار کا کہنا ہے کہ ڈاکٹروں کی زندگی خطرے میں تھی وہ لاٹھیوں کے علاوہ تیزاب لیکر آئے تھے اور انہوں نے ہسپتال میں توڑ پھوڑ بھی کی۔ ان کے خلاف دہشت گردی کا مقدمہ درج ہونا چاہیے۔ عمرکوٹ میں مسیحی برادری کے 70 کے قریب گھر ہیں جن میں سے زیادہ تر شہر کی گلیوں اور امراء کے گھروں کی صفائی کرتے ہیں۔ عرفان مسیح کے والد نظیر مسیح کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں نے بالکل فرق کیا اور کہا کہ اس کو نہلا کر لاؤ میرا روزہ ہے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ اگر اس کا اپنا بچہ ہوتا تو کیا وہ اسے نہیں بچاتا چاہے کپڑے خراب ہوتے یا ہاتھ خراب ہو جاتے۔ یہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور ساتھ نہیں بیٹھتے اور کہتے ہیں کہ یہ تو صفائی کرنے والے ہیں۔ یہ معاملہ میڈیا میں آیا تبھی یہاں سیاست دان آئے ہیں ورنہ کوئی نہیں آتا۔ ڈاکٹروں نے تعصب کیا یا غفلت برتی؟ حکومت سندھ نے تحقیقات کے لیے کمیٹی بنائی ہے۔ اس کمیٹی نے 5 جون کی شام متاثرین کو گیسٹ ہاؤس میں طلب کیا لیکن ان کے جانے سے پہلے ٹیم واپس جا چکی تھی۔ بیان ریکارڈ کرانے کے خواہشمند پرویز مسیح اور دیگر وہ ہی لوگ ہیں جن پر ہسپتال نے دہشت گردی کا الزام عائد کیا ہے۔ پرویز مسیح کا کہنا ہے کہ وہ یہ بیان دینا چاہتے تھے کہ وہ چشم دید گواہ ہیں کہ ڈاکٹروں نے یہ کہا تھا کہ ان کو پہلے نہلایا جائے پھر علاج کریں گے۔ برصغیر میں مذہبی رواداری کے اہم ستون شہنشاہ اکبر کی جائے پیدائش میں کیا یہ واقعہ اتفاقی تھا یا یہ ایک سوچ کی عکاسی کرتا ہے؟ کالم نگار اور سوشل ورکر میر حسن آریسر کا کہنا ہے کہ عمرکوٹ میں اس سے قبل بھی عدم برداشت کے واقعات پیش آچکے ہیں، اس لیے اس واقعے کو حادثاتی یا اتفاقی نہیں کہا جا سکتا۔ عدم برداشت بڑھ رہی ہے، جو صوفیا اکرام کی روایات تھیں ان کو اب چھوڑا جا رہا ہے، اور مختلف مذاہب کے درمیان جو روابط تھے اور خوشگوار ماحول تھا وہ اب ختم ہوتا جا رہا ہے، اور ایک تشویشناک صورتحال جنم لے رہی ہے۔ حکومت نے عرفان مسیح کے لواحقین کو دس لاکھ معاوضہ اور ملازمت کا اعلان کیا ہے لیکن عرفان مسیح کی والدہ ارشد بی بی کو انصاف بھی چاہیے۔ میں ڈاکٹروں کو سزا دلانا چاہتی ہوں تاکہ کسی اور غریب کے ساتھ ایسا نہ ہو۔ عمرکوٹ میں ہندو اور مسلم آبادی کا تناسب تقریباً برابر ہے۔ ماضی میں جب بھی کسی ایک کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو یہ شہر کئی روز بند رہا لیکن یہاں مسیحی برادری اقلیتوں میں بھی اقلیت ہے۔ سوگ میں جب تین روز صفائی نہیں ہوئی تو سارا شہر ان سے روٹھ گیا۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

## عالم دین وسیاسی وسماجی رہنماء کے خلاف مقدمہ درج

**سکردو** 23 مئی کو گلگت بلتستان یوتھ الائنس کے بانی وچیئرمین شیخ حسن جوہری اور اہلسنت والجماعت کے نامور عالم دین وسیاسی وسماجی رہنماء حافظ بلال زبیری کے خلاف احتجاجی جلسے کے دوران سڑک بند کر کے عوام کے لیے مشکلات پیدا کرنے اور حکومتی شخصیات کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کرنے کے الزام میں سٹی تھانہ سکردو میں مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ پولیس نے بلال زبیری اور شیخ حسن جوہری کے ساتھیوں کی فہرستیں بھی مرتب کر لی ہیں۔ یوتھ الائنس کے تحت سکردو روڈ کی عدم تعمیر، سی پیک میں گلگت بلتستان کو اس کا جائز حصہ نہ ملنے اور ڈائریکٹر تعلیم کے تبادلے کے خلاف گلگت بلتستان یوتھ الائنس کے پلیٹ فارم سے یادگار چوک پر احتجاجی دھرنا دیا گیا تھا جس دوران مظاہرین نے حکومت پر شدید تنقید کی تھی اور حکومت کو باور کرایا تھا کہ ایک ماہ کے اندر اندر روڈ کی تعمیر شروع نہ کی گئی تو وہ احتجاج کا دائرہ بڑھا دیں گے۔ تاہم، سکردو پولیس نے رہنماؤں پر اشتعال انگیز تقاریر کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا۔ شیخ حسن جوہری اور حافظ بلال زبیری نے کہا ہے کہ انہوں نے جلسے میں سکردو روڈ کی عدم تعمیر، سی پیک میں گلگت بلتستان کو اس کا جائز حصہ نہ ملنے، اور محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر کے تبادلے کے خلاف تقاریر کی تھیں جس پر حکومت نے ہمارے خلاف مقدمہ درج کر کے آمریت کی بدترین مثال قائم کی ہے۔ ہم نے قانون ہاتھ میں لیا ہے اور نہ ہی لینے کا اردہ رکھتے ہیں۔ ہم نے پاکستان کے حق میں باتیں کی تھیں۔ ہم ایف آئی آر سے خوفزدہ نہیں ہوں گے اور آئندہ بھی اپنے علاقے کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں پر آواز اٹھاتے رہیں گے اور اپنے حقوق پر شب خون مارنے کی کسی کو اجازت نہیں دیں گے۔ دونوں رہنماؤں کو پولیس اور ضلعی انتظامیہ کی جانب سے نوٹس جاری کیا گیا ہے کہ اگر وہ عوام کو مشتعل وحکومت کے خلاف اکسانے سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کرنے کے علاوہ ان کا نام فورتھ شیڈول میں ڈالا جائے گا۔

(مظفر حسین)

## سکول کے قیام کا مطالبہ

**باجوڑ ایجنسی** باجوڑ ایجنسی کے علاقہ ڈبر، کی آبادی پندرہ سو گھرانوں پر مشتمل ہے مگر گرلز پرائمری سکول نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کی بچیاں تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ اہلیان ڈبر ماموند نے متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے علاقہ میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کا قیام عمل میں لایا جائے۔

(شاہد حبیب)

## سکول میں پانی کی فراہمی کا مطالبہ

**پسنی** گورنمنٹ ہائی سکول سیانکو بازار کے طلباء نے کہا ہے کہ ان کے سکول میں پانی میسر نہیں ہے جس کی وجہ سے طلباء اور اساتذہ کو پریشانی کا سامنا ہے۔ انہوں نے حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے سکول کو پانی کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

(غلام یاسین)

## سینیٹرز کا توہین مذہب قانون کا غلط استعمال روکنے پر زور

**اسلام آباد** سینیٹ میں مشعال خان تشدد کیس پر بحث کے دوران سینیٹرز نے پارلیمنٹ پر زور دیا کہ وہ توہین مذہب کے قانون کا غلط استعمال روکنے میں اپنا کردار ادا کرے۔ ریڈیو پاکستان کی رپورٹ کے مطابق سینٹ میں مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی کے طالب علم مشعال خان کے توہین مذہب کے الزام میں قتل اور ملک میں دیگر ایسے واقعات میں اضافے کے بارے میں بحث کا آغاز کرتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے سینیٹر فرحت اللہ بابر نے کہا کہ ہجوم میں تشدد کا رجحان معاشرے میں معمول بنتا جا رہا ہے، جبکہ پارلیمنٹ کو توہین مذہب کے قانون کا غلط استعمال روکنے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر نہال ہاشمی کا کہنا تھا کہ توہین مذہب کا قانون لوگوں کو قانون ہاتھ میں لینے سے بچانے کے لیے ہے کیونکہ کسی گستاخی کے واقعے پر نظر رکھنے کے لیے ریاست موجود ہے۔ انہوں نے علماء کرام پر زور دیا کہ وہ اسلام کا حقیقی پیغام لوگوں تک پہنچائیں، ساتھ ہی ان کا کہنا تھا کہ لبرل عناصر کو بھی مذہب پر تنقید کرنے کے بجائے اسے بہتر طریقے سے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سینیٹر اعظم خان سواتی نے کہا کہ انتہا پسندانہ ذہنیت تبدیل کرنے کے لیے سیاستدانوں، قانون سازوں، علماء کرام، وکلاء اور معاشرے کے تمام طبقات کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اور پاکستان اور اسلام کا مثبت تشخص اجاگر کرنا ہوگا۔ پیپلز پارٹی کی سینیٹر شیری رحمٰن کا کہنا تھا کہ بڑھتی ہوئی عدم برداشت ہمارے معاشرے کا سنگین مسئلہ بنتا جا رہا ہے، جبکہ ہجوم کے تشدد پر نظر رکھنے کے لیے سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ سینیٹر روبینہ خالد نے کہا کہ ملک میں انتہا پسندی کم کیے بغیر دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں جیتی جاسکتی۔ انہوں نے سینیٹ چیئرمین پر اس حوالے سے جوابی بیانیہ تیار کرنے کے لیے کمیٹی تشکیل دینے پر زور دیا۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن کا کہنا تھا کہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ بندرگاہوں اور جہاز رانی کے وزیر میر حاصل خان بزنجو نے کہا کہ بڑھتی ہوئی مذہبی عدم برداشت کو اگر نہ روکا گیا تو معاشرے میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ انہوں نے تمام سیاسی جماعتوں اور علماء کرام سے درخواست کی کہ وہ معاشرے سے اس لعنت کے خاتمے میں ہاتھ بٹائیں۔ قائد حزب اختلاف سینیٹر اعتزاز احسن کا کہنا تھا کہ مشعال کے قتل کا مقدمہ فوجی عدالت میں چلنا چاہیے اور ان کے قتل میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جانی چاہیے۔ پارلیمانی امور کے وزیر شیخ آفتاب احمد نے بحث سمیٹتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹی میں طالب علم کا قتل افسوسناک سانحہ ہے جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے، صوبائی حکومت معاملے کی تفصیلی تحقیقات کر رہی ہے اور پولیس نے اب تک 47 ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ انہوں نے ایوان کو یقین دلایا کہ حکومت شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کیلئے تمام ممکنہ اقدامات کرے گی۔ خیال رہے کہ 13 اپریل کو مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی کے طالب علم مشعال خان کو ساتھی طلبا نے بہیمانہ تشدد کے بعد قتل کر دیا تھا۔ مشعال اور ان کے دو دوستوں عبداللہ اور زبیر پر توہین مذہب کا الزام تھا، تاہم چند روز قبل انسپکٹر جنرل پولیس (آئی جی پی) خیبر پختونخوا صلاح الدین محسود نے پریس کانفرنس میں واضح کیا تھا کہ پولیس کو اس حوالے سے ٹھوس شواہد نہیں ملے۔

(بشکریہ ڈان)

## خواتین ووٹ کے حق سے محروم

**شانگلہ** خیبر پختونخوا کے ضلع شانگلہ کے دو دیہاتوں کی خواتین کو 17 مئی کو ہونے والے ضمنی انتخابات میں ووٹ دینے کے حق سے محروم کیا گیا۔ ضمنی انتخابات صوبے کے 14 اضلاع کے 40 دیہاتوں/کونسلز میں 43 خالی نشستوں کے لیے منعقد کرائے گئے۔۔ ذرائع نے ڈان نیوز کو بتایا کہ دو دیہاتوں کی کونسلرز کوز کانا اور سنگرائی کے امیدواروں اور مقامی معززین نے متفقہ طور پر خواتین کو ووٹ کے حق سے محروم رکھنے پر رضامندی ظاہر کی۔ دونوں گاؤں کے 14 پولنگ اسٹیشنز پر کسی خاتون کو ووٹ نہیں ڈالنے دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ الیکشن افسر (ڈی ای او) سردار سعید الرحمٰن نے رابطہ کرنے پر مقامی افراد کی جانب سے 'ان کی ثقافت کے مطابق' خواتین پر ووٹ ڈالنے کی پابندی کی تصدیق کی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ پابندی الیکشن کمیشن کی جانب سے مقامی افراد میں خواتین کے حقوق سے متعلق آگاہی دیئے جانے کے باوجود عائد کی گئی۔ ضلعی الیکشن افسر نے کہا کہ پولنگ اسٹیشنز پر خواتین سمیت 35 افراد پر مشتمل عملہ تعینات کیا گیا تھا، جبکہ ہر پولنگ اسٹیشن پر سیکیورٹی کے لیے 60 پولیس اہلکار بھی تعینات کیے گئے تھے۔ کل 5 امیدوار میدان میں تھے۔ انتخابات میں حصہ لینے والے ایک امیدوار سے جب پوچھا گیا کہ خواتین کو ووٹ ڈالنے سے کیوں روکا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ قدیم روایت کے مطابق خواتین کے ووٹ ڈالنے پر پابندی ہے۔ کوز کانا میں رجسٹرڈ ووٹرز کی تعداد 6 ہزار 643 ہے، جن میں مرد ووٹرز 3 ہزار 652 اور خواتین ووٹرز 2 ہزار 991 ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

## نامعلوم افراد نے قتل کر دیا

**پینسرہ** پینسرہ کے رہائشی یوسف پٹھان کی نعش ایک فیکٹری کی چھت سے ملی، جسے سر میں گولی مار کر قتل کیا گیا تھا۔ اطلاع ملنے پر ورثاء نے نعش پینسرہ چوک میں رکھ کر احتجاج کرتے ہوئے روڈ بلاک کر دیا۔ احتجاج کی اطلاع ملنے پر ایس پی صدر ارسلان شاہ زیب اور ایس ایچ او تھانہ ٹھیکری والا موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے مظاہرین کو انصاف فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی، جس پر وہ منتشر ہو گئے۔ پولیس تھانہ ٹھیکری والا نے 4 نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی شروع کر دی ہے۔

(اعجاز اقبال)

## مزدور کسان رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ

**ٹوبہ ٹیک سنگھ** پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے ضلعی کور گروپ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور عوامی ورکرز پارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جانب سے گلگت بلتستان کے رہنما بابا جان، کسان رہنما غلام دستگیر محبوب اور مہر عبدالستار کی رہائی کے لیے انجمن مزارعین پنجاب کے بھوک ہڑتالی کیمپ میں شرکت کی۔ ایچ آر سی پی ضلعی کور گروپ کی طرف سے اعجاز اقبال و دیگر ممبران اور عوامی ورکرز پارٹی کی طرف سے ضلعی صدر محمد زبیر اور پارٹی کارکنوں نے شرکت کی۔ شرکا نے گلگت بلتستان کے سیاسی رہنما بابا جان اور ان کے ساتھیوں نیز کسان رہنما غلام دستگیر محبوب اور مہر عبدالستار کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر شرکا کا کہنا تھا کہ بابا جان نے عطاء آباد جھیل کے متاثرین کو معاوضہ دلانے اور اپنے علاقے کے مسائل کے لیے جدوجہد کی مگر مخالفین ان کی مقبولیت سے ڈر گئے جس پر انہوں نے بابا جان اور ان کے ساتھیوں پر دہشتگردی کے مقدمات درج کروا دیئے اور انہیں جیل بھیج دیا گیا، جبکہ اسی طرح کسانوں کے حقوق کی جدوجہد کرنے پر غلام دستگیر محبوب اور انجمن مزارعین کے رہنما مہر عبدالستار پر بھی مقدمہ درج کر کے انہیں جیل بھیجا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کی جدوجہد کرنے والوں کے خلاف درج کیے گئے مقدمات کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہاں جن پر دہشتگردی اور مُلک دشمنی کے مقدمات درج ہیں وہ آزادی سے گھوم رہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بابا جان اور ان کے ساتھیوں کے خلاف درج مقدمات ختم کئے جائیں اور انہیں فوری طور پر رہا کیا جائے۔

(اعجاز اقبال)

## نوجوان کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا

**مانسہرہ** 13 مئی کو مانسہرہ کی تحصیل گڑھی حبیب اللہ میں گاؤں کی ایک لڑکی کے ساتھ تعلقات کے الزام پر مشتعل ہجوم نے نوجوان عبدالستار کو ڈنڈوں اور پتھروں سے مارا اور پھر گولی مار کر اس کی جان لے لی۔علاقہ مکینوں کے مطابق بااثر ملزمان نے پولیس کو بھی زخمی نوجوان کے قریب نہیں آنے دیا اور پولیس کو زخمی نوجوان کے پاس جانے کی اجازت اس وقت ملی جب وہ چل بسا تھا۔ڈی آئی جی ہزارہ سعید وزیر کا کہنا تھا کہ پولیس جب جائے وقوعہ پر پہنچی اس وقت نوجوان شدید زخمی تھا جسے فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ دم توڑ گیا۔انہوں نے کہا کہ واقعے کا مقدمہ اُسی دن درج کیا گیا جس میں 8 ملزمان کو نامزد کیا گیا، جبکہ تمام ملزمان گرفتار کیے جا چکے ہیں۔سعید وزیر کے مطابق مقتول کے والد نے مقدمے میں 14 مزید ملزمان کو نامزد کیا ہے جنہیں جلد گرفتار کرلیا جائے گا اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی۔

(نامہ نگار)

## سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار

**باجوڑ ایجنسی** باجوڑ ایجنسی تا مہمند ماد گٹ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئی ہے۔مسافروں کو مشکلات کا سامنا ہے۔مسافروں کو پشاور جانے کے لیے دو گھنٹے کا راستہ پانچ گھنٹے میں طے کرنا پڑتا ہے۔سڑک پر جگہ جگہ کھڈے پڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ آمدورفت کے قابل نہیں رہی۔باجوڑ ایجنسی کے عوامی، سماجی اور کاروباری حلقوں نے سڑک کی جلد از جلد مرمت کا مطالبہ کیا ہے

(شاہد حبیب)

## طویل لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ

**باجوڑ ایجنسی** باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار اور مضافات میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ اٹھارہ گھنٹوں سے تجاوز کر گیا ہے، جس کے باعث معمولات زندگی معطل ہوگئے ہیں۔بجلی کی طویل لوڈ شیڈنگ سے مقامی صنعت شدید نقصان سے دوچار ہے۔لوڈ شیڈنگ سے پانی کی قلت بھی پیدا ہوگئی ہے۔باجوڑ ایجنسی کے عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ طویل لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ بند کیا جائے۔

(شاہد حبیب)

## ’لوگوں نے چٹائیاں ڈالی ہوئی ہیں لیکن پھر بھی پتھر جسم میں چبھتے ہیں‘

**چمن** پاکستان کے افغانستان سے متصل سرحدی علاقے چمن میں دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی بڑھنے کے بعد حکومت نے سرحد سے چھ کلومیٹر دور ایک کیمپ لگایا ہے۔پرانے چمن میں قائم اس کیمپ میں دوپہر کے ایک بجے جب آس پاس کے تقریباً تمام خیموں میں لوگ کھانا کھا رہے تھے تو رخسانہ اپنے خیمے میں جھنجھلائی بیٹھی تھیں۔میرے استفسار پر انھوں نے ایک ٹوکرے میں رکھی روٹی کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ 'دیکھو یہ تین دن پرانی روٹی ہے۔تو نہیں ہے کہ جس سے ہم روٹی بنالیں۔لڑائی کی وجہ سے ہم نے اپنا بھرا پرا گھر چھوڑ دیا ہے۔یہ (بچے) سب روتا ہے کہ ہمارا کیا حال ہوگیا ہے۔میں کہتی ہوں کہ میں کیا کروں، میں ادھر پہاڑوں میں تمھارے لیے کیا لاؤں؟ ادھر تو کوئی چیز نہیں ملتی اور پیسے بھی نہیں ہیں۔رخسانہ اپنے پانچ بچوں اور ساس کے ہمراہ چار روز قبل چمن کے دیہات لقمان کلے سے اس کیمپ میں آئی تھیں۔گھر کے واحد کفیل ان کے شوہر ہیں جو مزدوری کی غرض سے سرحد پار جایا کرتے تھے لیکن حالیہ سرحدی بندش کے بعد سے وہ گھر نہیں لوٹے۔وہ رونے جیسی صورت بنا کر بتانے لگیں کہ اب تک میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہوا اور نہ ہی کچھ پتہ ہے کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں ہے۔اسی کیمپ میں میری ملاقات 13 سالہ فاطمہ اور ان کی بہن امینہ سے بھی ہوئی جو بھائی بہنوں کی بیماری سمیت اپنا تعلیمی سلسلہ ٹوٹ جانے پر پریشان تھیں۔حال احوال پوچھا تو بتانے لگیں کہ ’آٹا اور گھی دیا ہوا ہے لیکن پتیلا نہیں ہے۔یہاں رہنے کے لیے تو پورے گھر کا سامان چاہیے۔بستر نہیں ہے صرف چٹائی بچھا کے بیٹھے ہیں۔دن میں گرمی، رات میں سردی ہے۔چھوٹے چھوٹے سارے بچے بیمار ہیں۔ہم ساتویں کلاس میں پڑھتے ہیں۔ہم بہت پریشان ہیں ادھر سکول بھی نہیں ہے ہم کدھر پڑھیں‘۔نیک محمد کو شکوہ تھا کہ لوگوں کو پینے کا پانی دستیاب نہیں۔اس کے علاوہ باتھ روم اور واش روم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔انھوں نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے حکومت سے اپیل کی کہ کم از کم انھیں کیمپ میں رہنے کے لیے بنیادی سہولتیں تو فراہم کی جائیں۔قدرتی آفات سے نمٹنے کے صوبائی ادارے کے مقرر کردہ کیمپ کے منتظم محمد حنیف یار نے بتایا کہ اس کیمپ میں 71 خیمے ہیں جس میں 265 افراد مقیم ہیں۔محمد حنیف یار کے مطابق ’اصل متاثرہ افراد رشتے داروں اور عزیز و اقارب کے گھروں کو چلے گئے۔کیمپ میں مقیم افراد بھی متاثرہ ہیں اور ہم پانی اور خوراک سمیت تمام ضروری اشیا فراہم کر رہے ہیں‘۔واضح رہے کہ پاکستان کے افغانستان سے سرحدی علاقے چمن میں مردم شماری کے دوران افغان فورسز کی گولہ باری میں 12 افراد کی ہلاکت کے بعد بڑھتی کشیدگی کے پیشِ نظر حکومت پاکستان نے سرحدی دیہات کو خالی کروالیا تھا۔ان افراد کے لیے چند کلومیٹر دور ایک کیمپ قائم کیا گیا لیکن چند افراد کے علاوہ کسی نے بھی کیمپ کا رخ نہیں کیا۔اکثر و بیشتر اپنے رشتے داروں کے گھروں میں منتقل ہوگئے ہیں۔اس کیمپ کی صورتِ حال دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ ان کا یہ فیصلہ درست تھا کیونکہ پتھریلی زمین پر نصب کئے گئے ان کیمپوں میں دن رات گزارنا انتہائی مشکل ہے۔لوگوں نے پلاسٹک کی چٹائیاں ڈالی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود پتھر جسم میں چبھتے ہیں۔چھوٹے چھوٹے بچے سخت دھوپ میں اسی پتھریلی زمین پر ننگے پیر کھیلتے نظر آتے ہیں۔ان دیہات کی طرف جانے والے راستوں پر بھی عجیب و غریب مناظر دیکھنے کو ملے۔بعض افراد ایک جنازہ اٹھائے ایک بند سکیورٹی گیٹ تک پہنچے۔کافی بحث کے بعد انھیں گزرنے کی اجازت دی گئی۔انھی کے پیچھے دو خواتین دو بچوں کو لیے بھاگتی دوڑتی نظر آئیں جبکہ ایک شخص ہاتھ سے چلنے والا ٹرالر گھسیٹتے ہوئے اسی مقام تک پہنچا لیکن یہ سب نامراد لوٹے۔معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ افراد کلے سلیمان میں اپنے گھر سے کچھ سامان اٹھانے کے لیے جانا چاہتے تھے۔اجازت نہ مل سکی تو تپتی دھوپ میں ایک دیوار کا سہارا لے کر بیٹھ گئے۔مقامیوں کے مطابق چمن سرحد بند ہونے کی وجہ سے سارا کاروباری نظام خسارے کا شکار ہوگیا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ نقل مکانی کر گئے ہیں۔اس وقت کیمپ میں بسنے والے افراد سمیت مریض، مزدور اور کاروباری افراد سبھی سخت فکرمند ہیں کہ نجانے کب سرحد کھلے گی اور وہ اپنے گھر یا منزل کی جانب جا سکیں گے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

## ورکرز ویلفیئر بورڈ ملازمین کو بقایاجات کی ادائیگی کا حکم

**پشاور** 11 مئی کو پشاور ہائی کورٹ نے ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ملازمین کو گزشتہ ایک سال سے تنخواہ ادا نہ کرنے پر شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے متنبہ کیا ہے کہ تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی صورت مس متعلقہ حکام کی تنخواہیں قرق کردی جائیں گی، صدر آل پاکستان ورکرز ایمپلائز فیڈریشن اورنگزیب خان کی جانب سے عدالت کو بتایا گیا کہ درخواست گزار سمیت ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کئی ملازمین کی گزشتہ ایک سال سے زائد سے تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں، جس کے باعث وہ معاشی طور پر بدحال ہو چکے ہیں جس پر جسٹس قیصر رشید نے متعلقہ اعلیٰ حکام سے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے متاثرہ ملازمین کو جلد از جلد تنخواہوں کی ادائیگی کی ہدایت۔

(روزنامہ ایکسپریس)

## نعش کی برآمدگی

تربت ضلع کیچ کے علاقے دشت سے ایک شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے جسے برکت علی ولد واحد بخش ساکن کوچو، دشت کے نام سے شناخت کیا گیا تھا۔ مقتول کو کچھ دن پہلے جبری طور پر اغوا کیا گیا تھا۔ اور وہ سابقہ صوبائی وزیر میر محمد علی رند کے قریبی عزیز ہیں۔ لیویز ذرائع کے مطابق لاش دشت کے علاقہ تو لگی کے قریب شکرو نامی گاؤں سے برآمد کی گئی ہے۔ مقتول کو گولیاں مار کر قتل کیا گیا تھا۔

(غنی پرواز)

## مرد اور خاتون کی پراسرار حالات میں لاشیں برآمد

کراچی کراچی کے علاقے محمود آباد میں ایک مرد اور خاتون پراسرار حالات میں مردہ پائے گئے۔ ڈی ایس پی محمود آباد شفقت چانڈیو نے کہا کہ مرد اور خاتون کی لاشیں لیاقت اشرف کالونی میں واقع ناز بریانی سینٹر کے قریب سے گیراج میں کھڑی آلٹو گاڑی سے ملیں۔ مقتول کی 40 سالہ راشد علی کے نام سے شناخت ہوئی جو پاکستان ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی (پی ای سی ایچ ایس) کے قریبی علاقے کا رہائشی تھا، تاہم خاتون کی شناخت نہیں ہوسکی تھی۔ راشد علی کے بھائیوں نے پولیس کو بتایا کہ وہ 6 مئی بروز ہفتہ کی صبح گھر سے نکلا تھا۔ اور اسی دن رات کے وقت اس کی لاش برآمد ہوئی۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ راشد غیر شادی شدہ تھا جبکہ انہیں مقتولہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ دونوں لاشوں کو جناح ہسپتال منتقل کیا گیا، جہاں ہسپتال کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر سیمی جمالی نے ڈان کو بتایا کہ دونوں لاشوں پر زخم کے کوئی نشان نہیں ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

## توہین رسالت کے الزام پر پُرتشدد مظاہرہ

حب 4 مئی کو صوبہ بلوچستان کے ضلع حب کے علاقے لسبیلہ میں پولیس کی جانب سے مبینہ توہین رسالت کے ملزم کو مشتعل ہجوم کے حوالے نہ کرنے پر پُرتشدد ہنگامے پھوٹ پڑے۔ ڈان نیوز کی رپورٹ کے مطابق ہجوم نے پولیس کے انکار کے بعد ہنگامہ آرائی کرتے ہوئے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ حب پولیس کا کہنا تھا کہ ہندو کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک مقامی تاجر پرکاش کمار پر الزام ہے کہ اس نے واٹس اپ پر توہین رسالت سے متعلق تصاویر شیئر کی تھیں۔ پولیس نے مقامی کمیونٹی کے اراکین کی شکایت پر پرکاش کمار کے خلاف توہین رسالت قانون کی دفعہ 295 سی اور 295 اے کے تحت ایف آئی آر درج کی، جس کے بعد ملزم کو گرفتار کر کے گڈانی سینٹرل جیل منتقل کر دیا گیا۔ واقعے کے بعد حب سٹی پولیس اسٹیشن کے سامنے ہونے والا احتجاج اس وقت پرتشدد صورت حال اختیار کر گیا جب قانون نافذ کرنے والے ادارے کے حکام نے مظاہرین کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا کہ ملزم کو ان کے حوالے کیا جائے جس کے بعد مظاہرین نے تھانے پر پتھراؤ کا آغاز کر دیا۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا تھا کہ ملزم کو ان کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ خود اس کو سزا دے سکیں۔ حب سٹی پولیس اسٹیشن کے اہلکاروں نے مشتعل مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے آنسو گیس اور ہوائی فائرنگ کی جبکہ اس دوران 20 مظاہرین کو گرفتار بھی کیا گیا۔ پولیس کا کہنا تھا کہ مظاہرے میں شامل دیگر افراد کی گرفتاری کیلئے سرچ آپریشن کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ مظاہرین کے پتھراؤ کے باعث حب سرکل کے ڈپٹی سب انسپکٹر جان محمد کھوسہ، کانسٹیبل مختار احمد اور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر طارق جاوید مینگل زخمی ہوگئے، ان کے علاوہ زخمیوں میں ایک بچہ اور ایدھی فاؤنڈیشن کا ایک رضا کار بھی شامل ہے۔ بعد ازاں زخمی ہونے والے بچے کو علاج کیلئے ہسپتال منتقل کیا گیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دوران علاج دم توڑ گیا۔ واقعے کے بعد صوبہ سندھ اور بلوچستان کے درمیان تمام سڑکیں بند کر دی گئیں جبکہ حب میں ہندو برادری کی دو دکانوں کو تاحکم ثانی بند کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ خیال رہے کہ 13 اپریل کو عبدالولی خان یونیورسٹی میں طلبہ کے تشدد سے قتل ہونے والے مشعال اور ان کے دو دوستوں عبداللہ اور زبیر پر توہین رسالت کا الزام تھا تاہم انسپکٹر جنرل پولیس (آئی جی) خیبر پختونخوا اصلاح الدین نے پریس کانفرنس میں واضح کیا تھا کہ پولیس کو اس حوالے سے ٹھوس شواہد نہیں ملے۔

(بشکریہ ڈان

## پسند کی شادی کرنے والے نوجوان کے اہل خانہ کو قتل کی دھمکی

رحیم یار خان رحیم یار خان کی تحصیل صادق آباد میں پنچایت نے پسند کی شادی کرنے والے نوجوان کو جرمانے کی مد میں 10 لاکھ روپے کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں اس کے اہل خانہ کو قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ صادق آباد کے علاقے 146 پی کے رہائشی 20 سالہ جاوید اور 18 سالہ نصرت عدالت میں پسند کی شادی کرنے کے بعد قریبی علاقے گھوٹکی میں روپوش ہوگئے تھے۔ جاوید کا دعویٰ تھا کہ نصرت کے والد نے اس کی 16 سالہ بہن کی شادی اپنے 5 سالہ بیٹے سے کرنے کا مطالبہ کیا تاہم جب جاوید کے اہل خانہ نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو پنچایت نے انہیں 7 دن میں 10 لاکھ روپے ادا کر کے علاقہ چھوڑنے کی ہدایت کی۔ واضح رہے کہ یہ جوڑا اس سے قبل درخواست دائر کرنے کے لیے پولیس اسٹیشن کا رخ بھی کر چکا ہے تاہم وہاں پر موجود پولیس حکام نے ان کی رپورٹ درج نہ کی۔ گجرات میں بھی اسی نوعیت کا ایک واقعہ سامنے آیا تھا، جب پسند کی شادی کی خواہش رکھنے پر ایک لڑکی کو اس کے نانا، 3 بھائیوں اور والدہ نے ’غیرت کے نام‘ پر مبینہ طور پر زندہ جلا کر قتل کر دیا تھا۔

(نامہ نگار)

## نوجوان کی نعش برآمد

حیدر آباد 11 مئی کو نئی پیر تھانے کی حدود چوڑی پاڑہ میں کچرا کنڈی سے بند بوری میں چوبیس سالہ نوجوان احسان کی تشدد زدہ نعش ملی۔ ایس ایچ او نئی پیر تھانہ افتخار خانزادہ نے بتایا کہ متوفی 9 مئی کی شام چھ بجے گھر سے نکلا تھا جس کے بعد سے لاپتہ تھا۔ 11 مئی کو مقتول کے بھائی شاہد صدیقی کی مدعیت میں احسان کے قتل کا مقدمہ نامعلوم افراد کے خلاف درج کرایا گیا۔ مقتول غیر شادی شدہ تھا اہل خانہ کا کہنا ہے کہ ان کی اور ان کے بیٹے کی کسی سے دشمنی تھی اور نہ ہی احسان یا ان کے خاندان کا کسی سیاسی جماعت سے تعلق تھا۔ پولیس نے شبہ کی بنیاد پر گزشتہ شب مختلف علاقوں میں کارروائیاں کی تھیں لیکن قاتلوں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ مقتول کا موبائل فون تفتیش کے لیے پولیس نے تحویل میں لے لیا تھا اور ڈیٹا کے حصول کے لئے کمپیوٹر لیبارٹری بھجوا دیا تھا۔

(لالہ عبدالحلیم)

## ڈاکخانے کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے عوامی، سماجی اور کاروباری حلقوں نے حکومت اور محکمہ ڈاک کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ باجوڑ ایجنسی میں عرصہ دراز سے قائم پوسٹ آفس خار کو جنرل پوسٹ آفس (جی پی او) کا درجہ دیا جائے اور اسے جدید سہولیات سے آراستہ کیا جائے۔

(شاہد حبیب)

## ’’کمیونٹیوں کے مابین روابط، پھوٹ، اور سندھیوں کا مستقبل‘‘

**حیدرآباد** پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی اسپیشل ٹاسک فورس حیدرآباد نے 19 مئی کو ’’کمیونٹیوں کے مابین روابط، پھوٹ، اور سندھیوں کا مستقبل‘‘ کے عنوان پر ایک مشاورت کا اہتمام کیا جس میں انسانی حقوق کے کارکنوں، صحافیوں اور دیگر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کا کہنا تھا کہ بلوچستان کے شہر گوادر میں ضلع نوشہرفیروز کے قصبہ کنڈیارو کے گاؤں لاکھا سے تعلق رکھنے والے غریب اور پرامن مزدوروں کا قتل قابل مذمت عمل

ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس واقعہ نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے کیونکہ وہ شہریوں کی زندگی کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ شرکاء نے مقتولین کے سوگوار اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کیا اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مقتولین کے اہل خانہ کو مناسب معاوضہ فراہم کیا جائے۔ انہوں نے سندھ حکومت سے بھی مطالبہ کہ سندھیوں کو ان کے اپنے علاقوں میں ملازمت کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ مقررین اس افسوس ناک اور بہیمانہ وقوعے کے بعد ہونے والے مباحثے پر اظہار خیال کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مفاہمت قائم کرنے اور عوام کے لیے فائدہ مند بیانیہ تخلیق کرنے کے لیے ہمیں کمیونٹیوں کے مابین کشیدگی اور پھوٹ کی بنیادی وجوہات تلاش کرنا پڑیں گی اور اس مقصد کے لیے تاریخی، ثقافتی اور سماجی و سیاسی اختلافات کا جائزہ لینا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ کمیونٹیوں کے درمیان عدم اتفاق اور کشیدگی چند لوگوں کے ذاتی مفادات کا نتیجہ ہے۔ مزید برآں، آمرانہ حکومتیں اور ترقی پسند جمہوری قوتوں کی کمزوری بھی اس کا سبب ہے۔ مزدور طبقہ کے درمیان کسی قسم کی کشیدگی نہیں پائی جاتی مگر اس طرح کے واقعات ریاستی اداروں کی ناکامی اور ان کی ناموافق پالیسیوں کی وجہ سے پیش آ رہے ہیں۔ پروفیسر مشتاق میرانی نے گوادر میں قتل ہونے والوں کے اہل خانہ سے ملاقات کا احوال سنایا۔ ایچ آر سی پی کے ایک وفد نے پروفیسر بدر سومرو کی قیادت میں گاؤں لاکھا کا دورہ کیا تھا اور متاثرین سے اظہار تعزیت کی تھی۔ تقریب کے مقررین میں پروفیسر سریش ودوانی، محمد خان احمرانی، مصطفیٰ میرانی، محمد زمان جمالی، ارجن داس، پنہل جمالی، منظور تھہیم، راشد چانڈیو، سروپچ اوڈھو، پنہل ساریو، ارحانہ نذیر گجراور پروین سومرو شامل تھیں۔

(ڈاکٹر اشوتھاما)

## جبری گمشدگیوں کے خلاف ریلی

**حیدرآباد** پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق حیدرآباد ٹاسک فورس کی جانب سے اسد اقبال بٹ وائس چیئرمین سندھ چیپٹر اور کونسل ممبران پروفیسر بدر سومرو، انجینئر پردیپ کمار، امجد پلیجو اور ڈاکٹر اشوتھاما کی قیادت میں جبری گمشدگیوں کے شکار ہونے والے افراد کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے ایچ آر سی پی آفس سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی۔ ریلی میں شریک شرکاء نے پلے کارڈز و بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر جبری گمشدگیوں کے خلاف نعرے درج تھے۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے حکومت سندھ سے مطالبہ کیا کہ سندھ میں تمام گمشدہ افراد کی جلد سے جلد بازیابی کو یقینی بنایا جائے۔ اس موقع پر لالہ عبدالحلیم شیخ، بوٹا امتیاز، منظور تھیم، پنھل ساریو، ایڈووکیٹ الطاف حسین خواجہ، ایڈووکیٹ عمران علی اور دیگر شامل تھے۔

(لالہ عبدالحلیم)

## 10 مزدوروں کو قتل کر دیا گیا

**گوادر** 13 مئی کو پشکان گنز ضلع گوادر روڈ پر کام کرنے والے مزدوروں کو نامعلوم مسلح نقاب پوشوں نے قطار میں کھڑا کر کے اُن پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ جس سے 10 مزدور جاں بحق ہوئے اور ایک زخمی ہوگیا۔ جاں بحق اور زخمی مزدوروں کو ڈی ایچ کیو ہسپتال گوادر منتقل کر دیا گیا۔ زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد کے بعد مزید علاج معالجے کے لئے کراچی منتقل کر دیا گیا جبکہ جاں بحق ہونے والوں کو ضروری کارروائی اور نماز جنازہ کے بعد خصوصی طیارہ پر اپنے

## سیاسی جماعت کے رہنماء کے گھر پر حملہ

**چارسدہ** 6 مئی کو عزیز خیل میں قومی وطن پارٹی کے مقامی رہنماء ملک عبید اللہ کے گھر پر نامعلوم افراد نے ہینڈ گرنیڈ سے حملہ کیا۔ حملہ آوروں کی فائرنگ سے ایک شخص زخمی ہوگیا۔ تھانہ پڑانگ کی حدود عزیز خیل میں نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے قومی وطن پارٹی کے مقامی رہنماء ملک عبید اللہ کے گھر پر دستی بم سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں عمارت کو جزوی نقصان پہنچا۔ حملے میں امجد علی نامی شخص بھی زخمی ہوا جسے چارسدہ ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔ پولیس نے نامعلوم ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس)

## مذہبی جماعت کے رہنما کی دھمکی پر لاہور میں پارٹی ملتوی

**لاہور** پنجاب کے سب سے بڑے شہر اور صوبائی دارالحکومت کے ایک واٹر پارک میں ہونے والی تفریحی پارٹی کو مبینہ طور پر اس وقت ختم کر دیا گیا، جب علاقے کے اسٹیشن ہاؤس افسر (ایس ایچ او) کو ایک مذہبی جماعت کے مقامی رہنما کی دھمکی آمیز کال موصول ہوئی۔ رپورٹس کے مطابق ٹیلی فون کرنے والے شخص نے اپنی شناخت سنی تحریک (ایس ٹی) لاہور ڈویژن کے صدر مجاہد عبدالرسول کے نام سے کروائی۔ مذہبی جماعت کے رہنما نے پولیس افسر کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ پارٹی کو بند کروائیں، ورنہ انہیں سنگین نتائج بھگتنا ہوں گے۔ مبینہ طور پر انہوں نے دھمکی آمیز لہجے میں یہ بھی کہا تھا کہ ’اگر اس پارٹی کو نہیں روکا جاتا، تو ایس ایچ او کو نوکری سے ہاتھ دھونا پڑ جائیں گے۔ سنی تحریک کے رہنما نے مزید کہا تھا کہ ’یہ پاکستان ہے، بھارت نہیں ہے، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسر (ڈی سی او) اس طرح کسی پارٹی کی اجازت نہیں دے سکتے، پارٹی کو بند کرایا جائے، جب پارٹی ختم ہوجائے تو آگاہ بھی کیا جائے۔ اس دھمکی آمیز فون کال کے بعد پولیس حرکت میں آئی، آدھی رات کو جاری اس تفریحی پارٹی کو فوری طور پر رکوا دیا گیا جبکہ اس میں شریک لوگوں کو جلد از جلد واٹر پارک سے جانے کے لیے کہا گیا۔ واضح رہے کہ مینگو انٹرٹینمنٹ کی جانب سے منعقدہ اس پروگرام میں 3 ہزار سے زائد مہمان موجود تھے جبکہ منتظمین کی جانب سے پارٹی کے انعقاد کے لیے ڈی سی او سے اجازت کے بعد اس کا اہتمام کیا گیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

## سڑک کی تعمیر نو کا مطالبہ

**اوکاڑہ** سال 2013ء میں تعمیر کی جانے والی بصیر پور دیپال پور سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ 20 کلومیٹر طویل سڑک ضلع اوکاڑہ کے تین قومی اور صوبائی حلقوں کے پانچ سو سے زائد دیہات کے شہریوں کی تحصیل ہیڈکوارٹر دیپالپور تک رسائی کا واحد ذریعہ ہے۔ انتخابات 2013ء میں مسلم لیگ ن کی حکومت قائم ہوتے ہی مذکورہ سڑک تعمیر کی گئی تھی، تاہم بھاری ٹریفک کا دباؤ زیادہ ہونے اور ملحقہ آبادیوں کا گندہ پانی سڑک پر کھڑا رہنے کی وجہ سے سڑک جگہ جگہ ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ دھرمیوالہ کے قریب سڑک کی حالت زیادہ ابتر ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کی روانی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مقامی شہریوں نے وزیراعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ بصیر پور۔ دیپالپور سڑک کی تعمیر نو کی جائے۔ (اصغر حسین حماد)

## خالی اسامیاں پُر کی جائیں

**ٹوبہ ٹیک سنگھ** ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں متعدد اہم اسامیاں خالی ہونے سے متعدد انتظامی امور ٹھپ ہو گئے ہیں جس سے شہریوں کی مشکلات بڑھنے لگی ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ریونیو، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل، جنرل اسسٹنٹ ریونیو، ڈپٹی ڈائریکٹر بجٹ اینڈ فنانس اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلقات عامہ سمیت متعدد اہم اسامیاں خالی ہیں اور افسران کو اضافی چارج دے کر کام چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اس سے مسائل حل ہونے کی بجائے بڑھ رہے ہیں۔ افسران نہ ہونے کے باعث نہ صرف محکمانہ امور بری طرح متاثر ہو رہے ہیں بلکہ شہری بھی اپنے مسائل کے حل کے لیے ایک سے دوسرے دفتر کے چکر کاٹنے پر مجبور ہیں۔ سماجی حلقوں نے ارباب اختیار سے مطالبہ کیا ہے کہ ضلع میں خالی اسامیوں پر متعلقہ افسران کی تقرریاں جلد از جلد عمل میں لائی جائیں۔

(اعجاز اقبال

## پینے کے پانی کا مسئلہ

**بھاگ** بھاگ ناڑی بلوچستان کا قدیم ترین شہر ہے۔ بھاگ آبادی کے لحاظ سے ضلع کچھی (بولان) کی سب سے بڑی تحصیل تھی لیکن اب یہ ضلع لہڑی کی تحصیل ہے۔ تحصیل بھاگ چار یونین کونسلوں اور ایک ٹاون پر مشتمل ہے۔ اس کی سرحدیں ضلع کچھی، ضلع لہڑی، ضلع نصیر آباد اور ضلع جھل مگسی سے ملتی ہیں۔ بھاگ سے منتخب نمائندے صوبائی اور وفاقی وزراء بھی رہے ہے۔ لیکن اب تک انہوں نے کوئی قابل ذکر ترقیاتی کام نہیں کیا۔ بھاگ میں امن وامان، صحت اور تعلیم کے مسائل تو عروج پر ہیں ہی لیکن یہاں کا سب سے بڑا مسئلہ پینے کا پانی ہے جو کہ انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے۔ جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ بھاگ

میں پانی کا مسئلہ پچھلے پندرہ سالوں سے چلا آرہا ہے۔ 1976 میں بھاگ شہر کو پانی فراہم کرنے کیلئے اللہ یار ڈیم پر ایک پلانٹ لگایا گیا جس سے بھاگ کو پانی فراہم کیا جاتا رہا۔ یہ سلسلہ 1981ء تک چلا مگر 1981ء کے سیلاب میں اللہ یار شاہ ڈیم ٹوٹ گیا۔ پھر 1984ء سے تحصیل سنی سے پائپ لائن بچھا کر بھاگ کو پانی فراہم کیا جاتا رہا۔ یہ سلسلہ 2002ء تک چلا اس کے بعد وہاں کے طاقتور طبقہ نے طاقت کے ذریعے لائن توڑ کر اپنی ذاتی زمین کو آباد کرنا شروع کیا۔ اس مسئلے کی مکمل آگاہی ہونے کے باوجود ضلعی انتظامیہ نے اب تک کارروائی نہیں کی۔ پھر ایک مرتبہ 2006ء میں بھاگ کو پانی کی فراہمی کے نام پر کرپشن کا منفرد طریقہ اختیار کیا گیا۔ دنیا میں ہر جگہ اوپر سے نیچے کی طرف پانی آتا ہے کبھی بھی نیچے سے اوپر کی طرف پانی نہیں آسکتا۔ لیکن کروڑوں روپے کھانے کیلئے بھاگ کو ڈیرہ مراد جمالی سے پانی دینے کیلئے پائپ لائن بچھائے گئے۔ ڈیرہ مراد جمالی جو کہ بھاگ سے تقریبا 80 کلومیٹر نیچے کی طرف ہے۔ جس کی وجہ سے یہ اسکیم اسی وقت ناکام ثابت ہوئی۔ چونکہ اب کئی سالوں سے بھاگ شہر اور گردونواح میں پانی کا واحد ذریعہ بارشوں کا پانی ہے جو پہاڑوں سے آتا ہے لوگ وہ پانی تالابوں کے ذریعے ذخیرہ کر کے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اب وہ بھی پچھلے دو مہینے سے ختم ہو چکا ہے۔ اس وقت بھاگ کی 60 فیصد سے زائد آبادی نقل مقامی کر چکی ہے اور باقی کی 40 فیصد آبادی تالاب میں کنوے لگا کر پانی حاصل کرنے پر مجبور ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پجار کے علاوہ کئی سیاسی جماعتوں نے احتجاجی مظاہرے جلسے وریلیاں نکالیں اور اس کے علاوہ ضلعی انتظامیہ، سیکرٹری پبلک ہیلتھ، چیف سیکریٹری بلوچستان کو بھی تحریری درخواستیں ارسال کی گئیں ہیں مگر تاحال حکام نے اس مسئلے کا نوٹس نہیں لیا۔ (نامہ نگار)

## بارش اور برفباری سے پیدا ہونیوالے بحران کا نوٹس لیا جائے

**سکردو** ضلع شگر کی یونین کونسل برالدو دس دیہاتوں پر مشتمل ہے اور اس کی آبادی تقریباً دس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ دو ماہ پہلے ہونے والی شدید بارش اور برفباری سے علاقے کی سڑکیں بند ہیں۔ علاقہ مکینوں کا کہنا ہے کہ علاقے میں اشیائے خورد نوش سمیت ادویات کی شدید قلت پیدا ہوگئی ہے جبکہ سڑکوں کی بندش سے مریضوں کو بروقت ہسپتال نہ لے جا سکنے کی وجہ سے اب تک مرنے والے افراد کی تعداد 21 سے زائد ہو چکی ہے۔ حکومت کی جانب سے تاحال علاقے میں پیدا ہونے والی صورت حال پر کوئی اقدام نہ اٹھانا باعث تشویش ہے اگر صورتحال یہی رہی تو بحران میں شدت آئے گی اور ہلاکتوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے۔ علاقہ مکینوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ حکومت اور انسانی حقوق کیلئے کام کرنے والے ادارے صورتحال کا نوٹس لیں اور علاقے میں ادویات سمیت خوراک کی فراہمی کا بندوبست کریں۔ دوسری طرف ضلعی انتظامیہ شگر کا کہنا ہے کہ علاقے میں سڑکوں کی بندش کے بعد چار افراد کی ہلاکت ہوئی تھی جبکہ 18 افراد کی ہلاکت اس سے قبل ہو چکی تھی۔ ضلعی انتظامیہ نے سڑک کھولنے کی کوشش کی ہے لیکن سلائیڈنگ کے باعث کام جاری رکھنا ممکن نہیں تھا۔

(مظفر حسین)

# انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کواقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

**دفعہ - 1**

تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

**دفعہ -2**

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

**دفعہ - 3**

ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

**دفعہ - 4**

کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جاسکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

**دفعہ - 5**

کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

**دفعہ - 6**

ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

**دفعہ - 7**

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

**دفعہ - 8**

ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

**دفعہ - 9**

کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

**دفعہ - 10**

ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

**دفعہ - 11**

(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جاسکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

**دفعہ - 12**

کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

**دفعہ - 13**

(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

**دفعہ - 14**

(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جاسکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

**دفعہ - 15**

(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

**دفعہ - 16**

(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازدواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

**دفعہ - 17**

(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

**دفعہ - 18**

ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

**دفعہ - 19**

ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

**دفعہ - 20**

(1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

**دفعہ - 21**

(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

**دفعہ - 22**

معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔

**دفعہ - 23**

(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

**دفعہ - 24**

ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

**دفعہ - 25**

(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

**دفعہ - 26**

(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

**دفعہ - 27**

(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں

**دفعہ - 28**

ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

**دفعہ - 29**

(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو ونما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔

**دفعہ - 30**

اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

10 مئی 2017، اسلام آباد: ایچ آر سی پی کی سالانہ رپورٹ ''2016 میں انسانی حقوق کی صورتحال'' کی تقریبِ رونمائی

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15